برائے خدا اور رضائے مصطفی جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم
برضائے حضور غریب نواز کارساز سلطان الہند قدس سرہٗ

رضا صدی کی تکمیل سعید پر خصوصی پیش کش از سرکار اعظم اجمیر شریف

ٹھوکریں کھاتے پھروگے اُن کے در پہ پڑ رہو
قافلہ تو اے رضا اوّل گیا، آخر گیا

الطاری الداری لِھفواتِ عبد الباری

۱۳۳۹ھ

(مکمل)

مؤلف

حضرت مولانا مولوی ابوالبرکات آل الرحمٰن مفتی اعظم ہند
محمد مصطفٰے رضا خاں قادری برکاتی رضی اللہ عنہ

ناشر
رضائے خواجہ پبلی کیشنز
مسجد اہل سنت غوثیان، دہلی گیٹ، اجمیر شریف

برائے خدا و رضائے مصطفی جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

برضائے حضور غریب نواز کارساز سلطان الہند قدس سرہٗ

رضا صدی کی تکمیل سعید پر خصوصی پیش کش از سرکار اعظم اجمیر شریف

ٹھوکریں کھاتے پھرو گے اُن کے در پہ پڑ رہو
قافلہ تو اے رضاؔ اوّل گیا، آخر گیا

الطّاری الدّاری
لہفوات عبد الباری

۱۳۳۹ھ

(مکمل)

مؤلف

حضرت مولانا مولوی ابو البرکات آل الرحمٰن مفتی اعظم ہند

محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب قادری برکاتی نوری قدس سرہٗ

طالبِ دعا محمد ساجد صدیقی

ناشر

رضائے خواجہ پبلی کیشنز

مسجد اہلِ سنّت غوثیان، دہلی گیٹ، اجمیر شریف۔ 305001

رابطہ: 9414355399/ 01452623012

اذًی کثیرا ط وان تصبروا وتتقوا فانّ ذٰلك من عزم الامور۔۔

(القرآن الکریم، ۱۸۶/۳)

بے شک ضرور تم مخالفوں کی طرف سے بہت کچھ سُنو گے اور اگر صبر وتقویٰ کروتو وہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

الحمدُ للہ! یہ زبانی اِدّعا نہیں، میری تمام کارروائیاں اس پر شاہد عدل ہیں، موافق اور مخالف سب دیکھ رہے ہیں کہ امرِ دین کے علاوہ جتنے ذاتی حملے مجھ پر ہوئے، کسی کی اصلاً پروا نہ کی۔ اصحابِ فقیر نے آپ کی طرف سے ہر قابلِ جواب اشتہار کے لاجواب جواب دیئے، جو بحمدہٖ تعالیٰ لاجواب رہے، مگر جناب کے مہذّب عالم مقدّس متکلم مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دیوبندی چاند پوری کے کمال شُستہ وشائستہ دشنام نامے (بریلی چپ شاہ گرفتار) کی نسبت قطعی ممانعت کردی، جس کا آج تک اُدھر والوں کو افتخار ہے کہ ہمارا گالی نامہ لاجواب رہا۔ گرامی منش مولانا ثناء اللہ امرتسری ممکن و موجود میں فرق نہ جان سکے، مقدوراتِ الٰہیہ کو موجودات میں منحصر ٹھہرایا۔ علمِ الٰہی کے نامحدود ہونے میں اپنے آپ کو متأمل بتایا اور جاتے ہی رمضان جیسے مبارک مہینہ میں برعکس چھاپ دیا، میں ہَرا آیا۔ اِدھر اس پر بھی التفات نہ ہوا، عاقلاں نیکومی دانند پر اکتفا کیا۔ یہاں تک وقائع مکّہ معظّمہ میں کیسے کیسے معکوس اور مصنوع اکاذیب فاجرہ اخباروں میں کس آب وتاب سے چھپا کیے۔ ہر چند احباب کا اصرار ہوا، فقیر اتنا ہی شائع کرتا ہے کہ ''یہ جھوٹ ہے'' اتنا بھی نہ کیا، پھر جب چند ہی روز میں حضرات کے جھوٹ کھُل گئے اور واحد قہار کے زبردست ہاتھوں نے اُن کے منہ میں پتھر دے دیئے۔ اس پر بھی میں نے اتنا نہ کہا کہ ''کیسا آپ صاحبوں کا جھوٹ کھُلا''۔ ایسے وقائع بکثرت ہیں، اور اب جو صاحب چاہیں امتحان فرمالیں۔ اِن شاء اللہ العزیز ذاتی حملوں پر کبھی التفات نہ ہوگا۔ سرکار سے مجھے یہ خدمت سپرد ہے کہ عزّتِ سرکار کی حمایت کروں نہ کہ اپنی۔

میں تو خوش ہوں کہ جتنی دیر مجھے گالیاں دیتے، اِفترا کرتے، بُرا کہتے ہیں اُتنی دیر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدگوئی، منقصت جوئی سے غافل رہتے ہیں۔ میں چھاپ چکا اور پھر لکھتا ہوں، میری آنکھ کی ٹھنڈک اِس میں ہے کہ میری اور میرے آباءِ کرام کی آبروئیں عزّتِ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے سپر رہیں،، اللّٰھم آمین۔

(ملخصاً ابحاثِ اخیرہ، صفحہ ۸۷، ۸۸، ۸۹۔ جلد ۱۵، فتاویٰ رضویہ مترجم)

بتوفیق اللہ تعالیٰ مندرجہ بالا کلماتِ طیبات سے مقصدِ ناشر ظاہر ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب کریم، رؤف و رحیم اور میرے مشائخ کرام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین و بارک وسلم کے صدقے میں اس دینی خدمت کو قبول فرمائے۔ رضا صدی تمام عالمِ اہلِ سنّت کو مبارک فرمائے۔ آمین یا ربّ العالمین۔

فقط خادم مسلکِ اعلیٰ حضرت

ارشاد احمد مغربی رضوی نوری قادری چشتی

اجمیر شریف

بحمدہ تعالےٰ

یہ رسالہ ہدایت قبالہ نافع عجالہ باطل واہل باطل کی حقیقت کھولنے والا حق کو
جگمگانے والا آفتاب کی طرح روشن بنانے والا اہل بطالت کے غدر عاطل
ولاطائل کو فی النار کرنے والا کتاب نفیس وجلیل ومبارک مسمٰی بنام تاریخی

الطاری الداری لهفوات عبد الباری

۱۳۳۹ھ

حصہ اولےٰ

مؤلفہ حضرت مولٰنا مولوی ابوالبرکات آل الرحمٰن محمد مصطفےٰ رضاخاں صاحب
قادری برکاتی نوری دامت برکاتہم العالیہ

بصرف زر جماعت مبارکہ رضائے مصطفےٰ بریلی

باہتمام جناب مولٰنا مولوی حاجی محمد حسنین رضا صاحب مدظلہم

حسنی پریس بریلی میں طبع ہوا

(فیض الحسن پرزقم)

بار اول / ۵۰۰ جلد — علاوہ محصول ڈاک — قیمت ۰۴/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

اللھم لک الحمد علیٰ ان ھدیت ولک الحمد علیٰ ما اعطیت ولک الحمد علیٰ ما صنعت ولک الحمد علیٰ ما منعت یارب الارباب ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب ○ ربنا انک من ازغتہ بعد اذ ھدیتہ فقد اخزیتہ وما للظلمین من انصار ○ ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان ان امنوا بربکم فامنا ربنا فاغفرلنا ذنوبنا وکفر عنا سیأتنا وتوفنا مع الابرار ○ ربنا فصل وسلم وبارک علیہ وعلی الہ الاطہار وصحبہ الاخیار سبحنک ربنا فقنا عذاب النار ○

مسلمانو۔ مسلمانو۔ مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پاک پر قربانو۔ یہ ایک عجیب واقعہ ہے جسے کان رکھکر سنو۔ فاعتبروا یاولی الابصار کے مصداق بنو۔ مقلب القلوب والابصار سے ڈرو۔ اضلہ اللہ علی علم سے خوف کرو۔ اواخر جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ؁ ہجریہ میں مولوی ریاست علی خاں صاحب شاہجہاں پوری اعلیٰ حضرت قبلہ دامت برکاتہم کے یہاں آئے۔ اور اعلیٰ حضرت سے مولوی عبد الباری صاحب لکھنوی کے ملنے کی اجازت چاہی۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا مولوی صاحب اپنے اقوال کفر وضلال ووبال ونکال سے توبہ فرمالیں تو میں خود

جاکر اُن سے ملوں گا اس پر مولوی صاحب موصوف گئے اور اُن سے ملکر اُن کا یہ جواب لکھا جو کلمات یا افعال کفر یہ مجھ سے جناب کے نزدیک سرزد ہوئے اُن کو جناب تحریر فرمادیں اُن سب میں جن کلمات اور جن شرائط سے جناب تحریر فرمائیں اُس طریق سے میں توبہ کرکے طبع کرادوں اس پر اعلیٰ حضرت نے اُن کے ایک سو ایک اقوال جمع فرماکر ارسال فرمائے اور اُن سے توبہ چاہی اور ساتھ ایک مفصل تحریر جس میں ہر قول پر حکم شرعی کا بیان تھا ارسال فرمائی یہ تحریریں جناب مولٰنا مولوی حافظ حکیم نعیم الدین صاحب وجناب مولٰنا مولوی حاجی ابوالعلا امجد علی صاحب و مولوی احمد مختار صاحب صدیقی میرٹھی و مولوی حافظ حشمت علی صاحب لکھنوی شب ۲۲ جمادی الآخرہ میں لکھنؤ لیکر گئے۔ مولٰنا نعیم الدین صاحب اور مولٰنا امجد علی صاحب کو دیکھکر مولوی عبدالباری صاحب کا جو رنگ بدلا قابل تماشا تھا۔ کسی نے آکر گاندھی کو مہاتما کہا اس پر مولوی عبدالباری صاحب بہت بگڑے اور کہا یہ لفظ سخت ناگوار معلوم ہوتا ہے تم سے گاندھی نہیں کہا جاتا ان حضرات علمائے کرام سے کہا میں نے گاندھی کے منھ پر کہدیا ہے کہ ہم نے تم سے ایسی استعانت کی ہے جیسے کلاب وخنازیر (کتوں سوئروں) سے کرتے ہیں میں نے ایک دفعہ نہیں کئی بار اس سے کہا ہے اب چاہے وہ کلاب وخنازیر کو نہ سمجھا ہو۔ ٹوپی کو گاندھی کیپ کہنے پر بھی ناراض ہوئے الحمدللہ یہ ہیبت حق تھی ورنہ مولوی عبدالباری صاحب خود اپنی تحریرات میں گاندھی کو جابجا مہاتما لکھ چکے ہیں۔ بریلی کے ایک فتوے میں بحوالہ شرح سیر صغیر امام شمس الائمہ سرخسی یہ تحریر فرمایا تھا کہ دبے ہوئے عاجز مقہور مشرک سے اس طرح استعانت ہوسکتی ہے جیسی کتے سے جس کا بیان المحجۃ المؤتمنہ میں مشرح ہے

مولوی عبدالباری صاحب نے بھی اہل حق کے سامنے اُسی کا اتباع کیا اُن کا فرمانا کہ میں نے اُس کے منھ پر بارہا کہدیا ہے اگرچہ وہ کلاب و خنازیر کو نہ سمجھا ہو جیسا ہی عاقلان نیک می دانند مگر کمال یہ کیا کہ خنازیر خود بڑھا لیے۔ خنزیر تو نجس العین ہے اُس سے کوئی کام لینا کیسے روا ہو سکتا ہے خیر اصل مقصود کے ذکر پر مولوی عبدالباری صاحب نے تار دیکر مولوی ریاست علی خاں صاحب کو بلایا کہ اُنھوں نے اپنے سیاہ سفید کا سارا اختیار انھیں کے سر رکھا تھا۔ اُنھوں نے تحریر مختصر سُنی اُس میں دلائل نہ تھے نہ تفصیل احکام تھی صرف اقوال اور اخیر میں توبہ کا ذکر تھا بعض جگہ مولوی ریاست علی خاں صاحب کو شُبہے لگے۔ جناب مولٰنا مولوی نعیم الدین صاحب نے تحریر مفصل سُنائی جس سے شُبہے زائل کیے اور اب یہ کہا کہ مولوی عبدالباری صاحب کے صرف اقوال کفریہ چھانٹ دیے جائیں مولوی سلامت اللہ صاحب فرنگی محلی پہلے تو اپنے اہالی میں بہت گرم ہوئے تھے پھر اُنھوں نے بھی یہی کہا کہ مولوی عبدالباری صاحب کے کفر چھانٹ دیجیے وہ توبہ کر لیں گے۔ مولوی ریاست علی خاں صاحب نے اسی مضمون کا خط اعلیٰحضرت قبلہ کو لکھا اور اُس میں مولوی عبدالباری صاحب کا یہ بیان تحریر کیا۔ نہ معلوم اس تحریر میں ایک سو ایک میرے کفریات ہیں یا کچھ کفریات اور کچھ حرام اور کل میرے ہیں یا بعض اور شرکا کے اس پر یہاں سے یہ جواب گیا وہ ایک سو ایک اقوال صرف مولوی عبدالباری صاحب کے ہیں اُن میں کوئی لفظ دوسرے کا نہ لیا توبہ جس طرح کفر سے فرض ہے یوہیں ضلالت سے یوہیں معصیت سے معہذا بہت معاصی بعد استحلال سلک کفر ہی میں منسلک ہو جاتے ہیں نہ کہ ضلالات نہ کہ بوجہ استحسانات۔ اس پر مولوی ریاست علیخاں صاحب ۱۵۔ رجب سنہ ۱۳۳۹ھ کو اپنا تیسرا خط لیکر خود آئے جس میں مولوی عبدالباری

صاحب کا حاصل جواب یہ ہے کہ مجھکو نہ کفریات سے توبہ کرنے میں انکار ہے نہ ضلالت و معصیت سے جملہ کفر و شرک و معاصی سے توبہ کو فرض عین جانتا ہوں مختصر یہ کہ میں جیسی آپ فرماویں ویسی ہی توبہ کرنے کو تیار ہوں مولوی ریاست علی خاں صاحب نے معاصی میں تفریق چاہی کہ وہ اپنے گھر میں کچھ بھی گناہ کرتے ہوں اُن سے کیا بحث ہے اعلیٰحضرت قبلہ نے فرمایا میں نے اُن کے وہی معاصی ذکر کیے ہیں جو حالات حاضرہ سے متعلق ہیں اور جن سے عوام پر ضرر رہے مولوی صاحب نے کہا کہ ہاں یہ حد مقرر ہوی۔ حضرت اُن کے کفریات و ضلالات و محرمات الگ الگ چھانٹ دیں اعلیحضرت قبلہ نے فرمایا مولوی صاحب وہ تو چھنٹے ہوے ہیں میری مفصل تحریر جو اُس تحریر مختصر کے ساتھ تھی اُس میں ہر ایک کا جدا حکم لکھا ہے مولانا مولوی نعیم الدین صاحب کے یاد دلانے پر کہ وہ مفصل تحریر میں نے جناب کو پڑھکر سنائی تھی مولوی صاحب موصوف کو یاد آئی پھر کہا تینوں قسمیں جدا جدا فرما دیجیے اعلیٰحضرت نے فرمایا جناب خود ہی اُس مفصل تحریر سے چھانٹ لیں جس طالب علم کو دیجیے وہ چھانٹ لیگا کہا حضرت ہی چھانٹ دیں اس خط سوم میں کہ قلم مولوی ریاست علیخاں صاحب کی تھی اور زبان مولوی عبد الباری صاحب کی بہت کچھ اعتراض کے پہلو تھے جن کے دنداں شکن جواب تحریر فرمائے گئے اور اُن کی اخیر ضد پوری کرنے کے لیے ایک متوسط تحریر فرمائی جس میں ہر قول کا حکم جداگانہ تھا یہ دونوں تحریریں ۱۴ شعبان کو بصیغہ رجسٹری رسید طلب براہ راست مولوی عبد الباری صاحب کو مرسل ہوئیں اور اُنھیں پندرہ دن کی مہلت دی گئی کہ ۱۹ شعبان روز جمعہ تک جواب آجائے ۱۹ شعبان گزری شعبان پورا گزرا رمضان مبارک کی اتنی تاریخیں گزریں جواب نہ جب نہ اب اور دیں تو کیونکر نہ جواب

کی طاقت نہ توبہ کی توفیق وما یبدئ الباطل وما یعید اب ہم بتوفیقہ تعالیٰ وہ تمام خطوط اور یہ متوسط تحریر اور ہر موقعہ پر تحریر مفصل میں جتنے دلائل تھے وہ ملاحظہ مسلمین کے لیے شائع کرتے ہیں۔ اہل ایمان و انصاف جو حضور پر نور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سچا خاتم النبیین جانتے اور حضور کی شریعت مطہرہ کو ابدی ناقابل نسخ مانتے ہیں اللہ ورسول کی طرف متوجہ ہو کر بہ نگاہ انصاف دیکھیں کہ مولوی عبد الباری صاحب کے یہ اقوال دین متین و شرع مطہر کے صریح مخالف ہیں یا نہیں۔ ان سے توبہ شائع کرنا اُن پر فرض قطعی ہے یا نہیں تین تین بار توبہ کے محکم وعدے کرکے پھر جانا کیا معنے رکھتا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ہم پھر عرض کرتے ہیں اور بہت منت سے کہ ابھی دروازہ توبہ کھلا ہے اذا قیل لہ اتق اللہ کے جواب میں اخذتہ العزۃ بالاثم سخت بلا ہے باطل سے رجوع اور حق کے لیے انقیاد عیب نہیں بلکہ باطل پر اصرار ہی سخت عیب و عار و موجب نار و غضب جبار اللہ کے نزدیک مردود رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک مردود مسلمانوں کے نزدیک مردود اور توبہ و قبول حق اللہ عزوجل کے نزدیک محمود رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک محمود مسلمانوں کے نزدیک محمود اور اسی سے عاقبت مسعود۔ واللہ غفور ودود وصلے اللہ تعالیٰ وسلم وبارک علے صاحب المقام المحمود مالک الحوض المورود وعلیٰ آلہ وصحبہ والمومنین السعود علی التابید والخلود۔

خط اول مولوی ریاست علی خاں صاحب

حامداً و مصلیاً

از فقیر محمد ریاست علی بجالیخدمت والا مرتبت مخدومی مکرمی جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب دام مجدہم

بعد سلام مسنون نیاز مشحون عرض آنکہ جملہ کلمات مقدمہ جناب عالی کے مجملا جناب مولوی عبدالباری صاحب سے نقل کیے انھوں نے جواب یہ عطا فرمایا کہ جو کلمات کفریہ یا افعال کفریہ مجھ سے جناب کے نزدیک سرزد ہوئے اور ظہور میں آئے ہیں اُن کو جناب تحریر فرما دیں اُن سب ہیں جن کلمات اور شرائط سے جناب تحریر فرمائیں اُس طریق سے میں توبہ کر کے طبع کرا دوں اور نیز وہابیہ وغیرہ مخالف دین کی معیت کو اُس صورت میں ترک کر دوں کہ جناب اس اصل مقصود میں شرکت و معاونت فرمائیں اور خاص جناب ہی کے جلسے میں شریک ہونا ضروری سمجھا جائے گا نہ وہابیہ اور ہنود کے جلسہ میں پس اب فقیر کی رائے ناقص یہ ہے کہ جناب عالی مولوی عبدالباری صاحب کے افعال اور الفاظ کفریہ تحریر فرما دیں تاکہ اُن کے پاس بھیجدیے جائیں اور وہ اُس پر تعمیل فرما دیں اور جناب عالی کی خدمت میں ارسال کر دیا جاوے تاکہ جناب عالی بھی اُس توبہ کے الفاظ کو ملاحظہ فرمالیں اور پھر اُس کو طبع کروا دیا جاوے۔

رقیمہ فقیر محمد ریاست علی کان لہ اللہ القوی

۲۷ جمادی الاولیٰ یوم یکشنبہ ۱۳۳۹ھ

اسی کے جواب میں مختصر و مفصل دونوں تحریریں ارسال فرمائی گئیں جن پر یہ دوسرا خط آیا۔

خط دوم مولوی ریاست علی خاں صاحب

حامداً و مصلیاً

از فقیر محمد ریاست علی بخدمت فیضدرجت عالی مراتب والامناقب دام مجدہم بعد سلام مسنون آنکہ فقیر نے ایک عریضہ بنام مولوی امجد علی صاحب ارسال کیا تھا غالباً پہنچا ہوگا۔ آج مولوی مختار صاحب کا کارڈ نازل ہوا اُس کے مضمون سے اطلاع ہوئی۔ فقیر واسطے جانے بریلی کے جمعہ کی نماز پڑھکر ایک بجے اسٹیشن پر گیا معلوم ہوا کہ آج کوئی گاڑی بریلی کی جانے والی نہ آئیگی ڈاک گاڑی میں شک ہے اس وجہ سے فقیر مکان واپس گیا بریلی جانے کو فسخ کیا اب غور کیا تو بریلی کے جانے کی ضرورت نہیں معلوم ہوئی مولوی عبدالباری صاحب نے جو جناب والا کی تحریر کو ملاحظہ کیا تو فرمایا کہ اس تحریر میں مجھے تردد ہے یہ تفصیل طلب ہے نہ معلوم کہ اس تحریر میں ایک سو ایک میرے کفریات ہیں یا کچھ کفریات اور کچھ حرام اور ناجائز باتیں ہیں اور کل یہ کفریات یا محرمات میری طرف منسوب ہیں یا بعض میری طرف منسوب ہیں اور بعض اور شرکار جلسہ کی طرف وہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ لکھوایا تھا کہ جو میری طرف کفریات ہوں اُن سے اطلاع فرمائی جائے میں بالیقین توبہ کرنے کو جس شرائط سے کہ جناب چاہیں میں تیار ہوں غالباً تو یہی امر ہے کہ اس کے جواب میں جناب نے یہ ایک سو ایک کفریات فقیر کے ظاہر فرمائے ہونگے کچھ اس میں حاجت استفسار کی نہیں مگر احتیاطاً استفسار ہے کہ یہ جملہ ایک سو ایک میری کفریات ہیں یا اسمیں کچھ فرق لہٰذا فقیر کی رائے ناقص میں یہ آتا ہے کہ فقیر کی بالفعل بریلی حاضر ہونے کی حاجت نہیں صرف جناب یہ تحریر فرمادیں کہ ان ان کفریات سے توبہ کرنا چاہیے۔

وہ جتنے الفاظ یا افعال کفریہ ہوں پھر تکلیف فرما کر بلا تحریر دلیل ارقام فرما کر فقیر کو ارسال فرماویں وہ میں مولوی عبد الباری صاحب کو روانہ کر دونگا کہ اتنی کفریات سے آپ کو علانیہ توبہ کرنا چاہیے کچھ میری جانے کی لکھنؤ کے بھی حاجت نہیں معلوم ہوتی آیندہ جو جناب والا کی رائے فقط اور نیز بار بار آمد و رفت میں خرچ کا بھی متحمل نہیں اور نہ اب اس کی ضرورت معلوم ہوتی مدعا فریقین کا ظاہر ہوگیا اب کارروائی باقی ہے اگر صفائی مابین ہو جائے تو نہایت ہی انسب بلکہ واجب ہے اور وہ توبہ کرنے کو تیار ہیں۔ از شاہجہاں پور۔

مورخہ ۲۵۔ جمادی الثانی یوم یک شنبہ المخلص محمد ریاست علی کان لہ اللہ القوی

اس کے جواب میں یہ مفاوضۂ عالیہ روانہ فرمایا گیا۔

پہلا مفاوضۂ عالیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بگرامی ملاحظہ جناب والا مناصب بالا مراتب زید کرمہم۔ وعلیکم السلام۔ وہ ایک سو ایک اقوال صرف مولوی عبد الباری صاحب کے ہیں اُن میں کوئی لفظ دوسرے کا نہ تھا۔ توبہ جس طرح کفر سے فرض ہے یونہیں ضلالت سے یونہیں معصیت سے۔ توبہ کے لیے صرف کفر پر اختصار ضلالت و معصیت پر اصرار ہے مولیٰ عزوجل نے (واذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزۃ بالاثم فرمایا ہے نہ کہ بالکفر)۔ معہذا بہت معاصی بعد استحلال سلک کفر ہی میں منسلک ہو جاتے ہیں نہ کہ ضلالات نہ کہ بروجہ استھانات۔ حق حق گزارش ہے ہرگز مولوی صاحب پر تقریع و تشنیع کا ارادہ نہیں بلکہ صرف دو

مقصود دونوں کمال محمود اول خود مولوی صاحب کی خیر خواہی خصوصاً
یوں کہ اُن کے والد ماجد سے مراسم برادرانہ تھے۔ دوم یہ امید کہ اُن کا
ہدایت پانا انشاء اللہ العزیز ہزاروں کا راہ ہدایت پر آنا ہوگا کہ فی
سقوط العالم سقوط العالم۔ کیا اچھا ہو کہ مولوی صاحب اُس
مختصر پرچے کو قبول کر کے بعد مہر و دستخط شائع فرما دیں۔ ہاں اُن ایک سے
ایک میں جو بے غائلہ ثابت ہو جائے میں اُسے کم کرنے کو تیار ہوں مگر
انصاف ملحوظ رہے دور از کار تاویلات مکابرہ میں ہوتی ہیں یہ میں نے
خیر خواہانہ پیش کیے ہیں نہ مخالفانہ کہ جواب میں تعصب و ضد کی حاجت
ہو جو انصافاً صحیح ہے قبول حق اللہ و رسول و مسلمین کے نزدیک فضل
صریح ہے یوں بناوٹ کو کہاں گنجائش نہیں ہوتی تمثیلاً ایک بات
عرض کروں نہ اعتراضاً عبد الماجد کے اشد کفر آپ نے خود ملاحظہ فرمائے
اُس کی نسبت مولوی صاحب نے چھاپا کہ ہم نے خوب تحقیق کر لیا
اُس میں کوئی بات کفر کی نہیں مفتیوں نے کھینچ تان کر کفر لگائے ہیں
جب یہاں سے اُس تحقیق کا مطالبہ ہوا تین رجسٹریوں کے بعد یہ جواب
آیا کہ ہم نے اُس سے پوچھا تو نے کوئی کفر کیا ہے اُس نے کہا نہ۔ بس
اتنی تحقیق ہمیں بس تھی۔ ملاحظہ ہوا سے اُس خط کے مضمون سے کس درجہ
بعد کلی ہے۔ پھر آپ سے یہ فرما دیا کہ ہم نے بریلی لکھ بھیجا تھا کہ عبد الماجد
نے توبہ کر لی کفر زائل ہو گیا یہ اُس تحریر خط کا صریح مناقض اور طرفہ یہ کہ
محض خلاف واقع ہے یہاں آیا ہوا خط محفوظ ہے اُس میں وہی ہے
جو میں نے اُس کا خلاصہ لکھا ذکر توبہ کا ایک حرف بھی اُس میں نہیں
ایسی تاویلات نہ ہوں۔ سُنا گیا کہ جمعیۃ العلما کی مستقل صدارت

2

وہابیہ کسی دیوبندی کو دینا چاہتے ہیں یہ اسلام پر اور بھی اشد ہوگا۔ مولوی عبدالباری صاحب خود کیوں نہیں اُس کے مستقل صدر ہوئے کہ بہ نسبت وہابیہ پھر ہم سے قریب ہوں گے اور اسلام پر اُن کا سا فتنہ و صدمہ نہ ہوگا میری یہ گزارش بھی مولوی صاحب تک پہنچا دیجیے والسلام

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ غرہ رجب مرجب ۱۳۳۹ھ

خط سوم شاہجہانپوری صاحب

حامدا ومصلیا

از فقیر محمد ریاست علی بخدمت شریف معظم و محترم جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب لقنا زادکرمہم۔ بعد سلام نیاز انضمام آنکہ مولوی عبدالباری صاحب کو تحریر مبارک سے اطلاع دی گئی جواب یہ فرمایا کہ مجھ سے اول تو کفریات سے توبہ کرنی ٹھہری تھی نہ ضلالت اور محرمات سے اور اسی مضمون کا خط مولوی ریاست علی خاں سے جناب کی خدمت میں لکھوا دیا گیا تھا جناب نے اُس کو قبول فرمایا اُس وقت جناب نے یہ نہیں فرمایا کہ توبہ کفریات اور جملہ ضلالات اور محرمات سے بعلانیہ میرے سامنے یا مجامع میں کرنا پڑیگی بلکہ جناب نے اسی بنا پر ایک سو ایک کفریات چھانٹ کر مولویان صاحب کے ساتھ میرے پاس روانہ فرمائے ہیں سنے پھر بھی اقرار کیا کہ میں کفریات سے توبہ کروں گا مگر مجھکو تردد پیدا ہوا کہ کلمات اور افعال سب کے سب ایکسو ایک کفریات ہیں یا محرمات بھی ہیں اور یہ جملہ کفریات صرف میری طرف منسوب ہیں یا نہیں اور چونکہ میں نے بالفعل کفریات سے توبہ کرنے کا اقرار کیا ہے لہٰذا کفریات لکھدیے جائیں میں ان شاء اللہ تعالیٰ توبہ کرلوں گا۔ آپ نے اُس کے جواب میں یہ تحریر فرمایا توبہ جس طرح کفر سے فرض ہے

اسی طرح ضلالت سے یوں ہی معصیت سے۔ توبہ کے لیے صرف کفر پر اقتصار ضلالت اور معصیت پر اصرار ہی مولے عزوجل نے واذا قیل له اتق الله اخذته العزة بالاثم فرمایا ہے نہ کہ بالکفر تو جواب اس کا یہ ہے کہ مجھکو نہ کفریات سے توبہ کرنے میں انکار ہے اور نہ ضلالت اور معصیت سے توبہ کرنے میں استکبار اور نہ قصد اصرار اور یہ جو آیت کریمہ جناب نے میرے بارے میں لکھی ہے استفسار کفریات کے جواب میں تو یہ آیۂ کریمہ منافق کے باب میں وارد ہے کہ وہ اخنس ہی کذا فی التفاسیر اور نیز مدارک میں ہی اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں ہے الباء للسبب ای اخذته العزة من اجل الاثم الذی فی قلبه وهو الکفر انتهی گو انحصار کفر کا نہ سہی لیکن منافق کے باب میں تو نازل ہوئی ہے۔ بہر حال ایک فرد منافقیت کی بھی بڑھائی گئی کہ میں مصداق منافقیت بھی ٹھہرا حالانکہ منافقیت سے توبہ کرنے کی بھی شرط جناب نے نہیں لگائی تھی اور ممکن ہے کہ کوئی اور فرد بھی بڑھائی جائے لہذا میں اول اہم امر سے توبہ کرنے کو تیار ہوں کہ وہ کفریات ہیں اُن کی افراد سے للہ آپ جلد اطلاع فرمائیں کہ کفر کی حالت میں ایک ن بھی رہنا قبیح تر ہے ورنہ میں اپنی کفریات کوئی نہیں جانتا میں اپنے آپ سے اپنے کفر کا اقرار کیوں کروں میں تو یہ کہتا ہوں انا المؤمن حقا آپ مجھکو میری جملہ کفریات تحریر فرمادیں پھر میں اپنی کفریات سے بلا شک توبہ کرلوں گا اور کونسا ایسا مسلمان ہوگا کہ جس کو توبہ کرنے کفریات سے انکار ہوگا مگر کفریات معلوم بھی تو ہوں کہ وہ کون کون سے ہیں اور کن کن سے توبہ کرنا مجھکو لازمی ہے کہ ویسی ہی اپنے آپ کو کافر تسلیم کرلوں دوسری یہ کہ محرمات اور معصیت میری بہت زیادہ اس سے

ہیں کہ اُن کا احاطہ کیا جاوے میں اُن سے توبہ کرتا ہوں اور اُن سے بھی میں توبہ کرنا فرض عین سمجھتا ہوں لیکن میں ہنوز توبہ پر جمنے کی سب گناہوں کی قدرت نہیں رکھتا ہر چند کہ میخواہم کہ معصیتی نہ کنیم لیکن سبب نافرمانی تو عجز وانکسار ما آمدہ وبس گو جناب کل اوامر پر عمل کرنے کی قدرت اور جملہ منہیات سے بچنے کی قدرت رکھتے ہوں لیکن میں نہیں رکھتا البتہ توبہ ضرور کرتا ہوں اور جملہ کفر اور شرک اور معاصی سے توبہ کرنے کو فرض عین جانتا ہوں اور جھوٹی توبہ آپ کے خوش کرنے اور دکھانے کو میں پسند نہیں کرتا یہ وجہ میری معصیت سے توبہ نہ کرنے کی آپ کے سامنے یا بالعلانیہ پڑتی ہے نہ نعوذ باللہ تکبر اور انفت جیسا کہ آپ نے سمجھ لیا اور مصداق آیۂ کریمہ مسطورہ کا ٹھہرا دیا تیسری یہ کہ جناب نے باوجود کافر سمجھنے میرے کے فتوے میرے واسطے جمعیت علمار کرام کا صدر بنانے کا دیا ہے تو نہ معلوم یہ کونسی شریعت کا فتوی ہے کہ باوجود کافر اور منافق اور فاسق جاننے کے مجھکو صدر علمار کرام کا بنایا جاوے مختصر یہ ہے کہ میں جیسے آپ فرماویں ویسے ہی توبہ کرنے کو تیار ہوں مگر ایک کام کو کہ فرض عین ہے اور جمہور علمار کا قبول کیا ہوا اور سواد اعظم اس پر قائم ہے وہ یہ کہ سلطان روم اور اہل روم کفار سے مغلوب ہوگئے اور یہ ظلمہ چاہتی ہیں کہ اہل اسلام کا استیصال کر دیا جاوے اور اسلام کو روے زمین سے مٹا دیا جاوے جس کی امداد جانی اور مالی سے کرنا جمہور علمار نے فرض اہم سمجھا ہے اور حتی الامکان معاونت فرما رہے ہیں آپ پر بھی لازم اور فرض ہے کہ آپ امداد مالی اور لسانی اور تحریری وغیرہ سے شرکت فرمائیں اور اگر بالفرض ہماری توبہ شکنی بھی کسی وقت خدانخواستہ کسی امر سے پائی جائے تو آپ اپنے فرض پر قائم رہیں اور کسی وجہ سے

ہمارے شریک ہوکر کام کو انجام نہ دے سکیں تو اپنا جلسہ علٰحدہ منعقد فرماکر تلقین اور عمل فرض ۔ عینیہ فرماتے رہیں اور حتی الامکان جد وجہد جو فرض اور ضروری ہے فرماتے رہیں اور سواد اعظم اور جمہور علماء کے اختلاف کو ترک اور وعید اتبعوا سواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار کو ملحوظ خاطر رکھیں اور صرف دعا کی آڑ سے اس فرض سے سبک دوشی نہ اختیار فرمادیں کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰے اجمعین آپ سے زیادہ مستجاب الدعوات تھے باایں ہمہ اس فرض اہم کو صرف دعا پر اکتفا نہ فرمایا بلکہ حق سبحانہ تعالیٰ شانہ نے یاایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم کا امر فرمایا اور لاکھوں صحابہ کرام نے جانیں اس کوشش میں سپرد کیں ، علاوہ اس کے اپنے وقت پر وقتاً فوقتاً جملہ مسلمین نے ۔ الغرض میں تو توبہ کی تحریر مع دستخط و مہر شائع کروادوں اور آپ لٹلہ مسلمانان روم کی معاونت اور اسلام کی امداد جس طرح کہ شرع میں ضروری اور فرض ہے جان اور مال سے تحریر اور تقریر سے جس طرح کہ جمہور مؤمنین کر رہے ہیں فرماتے رہیں اور اس اپنے معاہدہ پر آپ اپنے دستخط و مہر فرماکر شائع فرمادیں اور تاوقتیکہ مقصود حاصل نہ ہو اس سعی کو مع اپنے احباب اور مخلصین اور معتقدین کے جاری رکھیں اسی میں خداوند کریم کی اور جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی ہے اور میں اور نیز تمام علماء کرام اسی سے راضی ہیں ۔ و بس فقط

اس خط پر یہ صحیفۂ قدسیہ امضا فرمایا گیا ۔

دوسرا صحیفۂ قدسیہ

بگرامی ملاحظہ مکرم ذی الکرم جناب مولوی ریاست علی خاں صاحب زید کرمہم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ (۱) میرے نزدیک یہ کوئی اہم بات نہیں کہ کفریات وضلالات ومحرمات جدا جدا کر دیے جائیں یہ میری تحریر مفصل سے حاصل ہے اس کے لیے تو یہ کیوں ہُر کے تین فہرستیں بنانے میں ایک بڑا نقص حائل ہے بعض اقوال کفر وضلال وحرام ۲ دو یا تین احتمالوں میں دائر ہونگے کہ اس صورت پر کفر اس پر ضلال اس پر حرام اور واقع اُن میں سے ایک ہی ہوی اب اگر اُنھیں ایک ہی فہرست میں رکھیں باقی صورت یا صور رہ جائیں گی اور ممکن کہ واقع وہی متروک ہو تو نا واقع سے توبہ ہوی اور واقع سے نہ ہوئی اور اگر ہر فہرست میں رکھیں تو ایک کے دو یا تین قول ہو جائیں گے ایک سوا ایک سے عدد بہت بڑھ جائے گا اور بلا وجہ بڑھیگا اور بہر حال غیر واقع سے توبہ کا الزام ہوگا جو بے معنے ہے لہذا فہرست یوہیں رہے اور جس امر میں شبہہ پڑے میرا مضمون مفصل موجود ہے (۲) اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا کریمہ اخنس ہی پر رد نہیں بلکہ ہر مصر بر اثم بعد الاستتابہ پر تو یہ فرمانا کہ انحصار کفر کا نہ سہی لیکن منافق کے باب میں تو نازل ہوئی ہے میں مصداق منافقیت بھی ٹھہرا عجیب ہے۔ (۳) اخنس کا نفاق یقینا کفر تھا کفر میں انحصار حکم خود نہ مان کر پھر اپنے آپ کو مصداق نفاق نازل فیہ الکریمہ ٹھہرانا سخت اعجب ہے (۴) آیت میں لفظ اثم مطلق ہے نہ کہ خاص نفاق اسی کی تفسیر میں مفسرین نے سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ ارشاد ذکر کیا ہے کہ سخت گناہ ہے کہ آدمی سے اُس کا بھائی اتق اللہ کہے اور وہ جواب دے کہ علیك بنفسك تفسیر ارشاد العقل دیکھیے اُنھوں نے اثم کی تفسیر الفساد والنفاق کی ہے تفسیر کبیر میں وجہ اول یہی رکھی کہ ذلك الا اثم

ھو ترک الالتفات الی ھذا الواعظ وعدم الاصغاء الیہ
اور وجہ دوم میں بھی صرف کفر نہ لیا بلکہ جہل وعدم النظر فی الدلائل بھی۔
معالم التنزیل میں اثم کو ظلم سے تفسیر کیا اور وجہ دوم کو بصیغہ ضعف وتمریض
بیان فرمایا کہ وقیل معناہ اخذتہ العزۃ للاثم الذی فی قلبہ
(۵) مدارک ہی کو دیکھیے آپ نے جو عبارت نقل کی وہ انھوں نے
مؤخر رکھی ہے متصل کی متقدم عبارت آپ نے چھوڑ دی کہ حملتہ النخوۃ
وحمیتہ الجاھلیۃ علی الاثم الذی نھی عنہ والزمتہ ارتکابہ
دیکھیے ایک تو مطلق اثم لیا جس سے منع کیا جائے ثانیا بعد نہی اُس کا
ارتکاب بتایا یہ نفاق پر کیونکر صادق کہ وہ قطعا سابق (۶) لاجرم یہ فرمانا
کہ ایک فرد منافقیت کی بھی بڑھائی گئی محض غصہ ہے (۷) یہ اور بھی
عجب ہی کہ منافقیت سے توبہ کی بھی شرط جناب نے نہیں لگائی تھی
اگر آپ کے نزدیک منافقیت بھی ہے تو کیا وہ کفریات سے خارج
ہے جن سے توبہ مشروط وموعود تھی (۸) فرمایا ممکن ہے کہ کوئی اور فرد بھی
بڑھائی جائے آپ اطمینان رکھیں توبہ لینے کے لیے کوئی شے کفر و
ضلال ومعصیت سے باہر نہ بڑھے گی (۹) انا المؤمن حقا کا حصر کہ صرف
آپ ہی مسلمان ہیں اگرچہ اُس خط کے جو آپ نے حضرت حامی سنت
ماحی بدعت حضرت مولانا مولوی حافظ حاجی شاہ سید محمد میاں صاحب
دامت برکاتہم کو لکھا تھا جس میں تمام مسلمانان عالم کا اسلام محض برائے نام
بتایا تھا بلحاظ دیگر مسلمین منافی نہیں مگر خود آپ کے لحاظ سے ضرور منافی ہے
اُس میں آپ نے اپنے نفس کو بھی صراحۃً صرف نام کا مسلمان بتایا تھا اور
یہ کہ آپ کو کافر سے کچھ وجہ امتیاز نہیں پھر آپ مؤمن حق کیسے ہوسکتے ہیں

نہ کہ آپ ہی مؤمن حق ہوں (١٠) نہ میں نے ادعائے عصمت یا حفظ کیا تھا
نہ آپ سے محفوظ بننے کی خواہش کی وہ گناہ کہ ان کارروائیوں میں ہو رہے
ہیں اور عوام اُن میں آپ کے مقلد بن رہے ہیں اُن سے توبہ کو کہا تھا (١١)
علمائے کرام کا لفظ تو آپ نے بڑھا لیا ہیں کسی طرح وہابیہ و دیوبندیہ و امثالہم
و اتباعہم کو کرام نہیں کہہ سکتا نہ جبتک آپ سچے ثابت ہوں علمائے کرام پر
آپکی صدارت چاہوں (١٢) اُن علما مصادیق اضلہ اللہ علی علمہ
پر آپ کی صدارت کی وجہ خود اُس میں عرض کر دی تھی کہ بہ نسبت وہابیہ
پھر ہم سے قریب ہونگے اور اسلام پر اُن کا سا فتنہ و صدمہ نہوگا یعنی
شر اھون من شر (١٣) یہ بھی غلط ہے کہ باوجود کافر اور منافق جاننے
کے منافق کا حال اوپر معلوم ہولیا اور کفریت قول کافریت قائل نہیں آپکا
فرق نہ کرنا عجیب (١٤) ایسے علما کو سواد اعظم اور اُن کے مخالف کو شذ
فی النار کا مصداق بنانا خود غلو فی الدین وافترا علی الدین ہے (١٥)
بفرض باطل اگر وہ مجمع سُنی بھی ہوتا تو مشرکین سے وداد و اتحاد حمایت
میں اُن پر اعتماد اُن سے استعانت و استمداد اُن کی غلامی و انقیاد وجو
یہ مجمع کرتا اور عوام سے کرا رہا ہے اس کے بعد سُنی نہ رہتا ولو اعجبک
کثرۃ الخبیث کیا ان کفریات و ضلالات و محرمات میں اتباع فرض ہی
اور مخالف فی النار۔ حاشا بلکہ شرعا وہی اور اُن کا متبع شذ فی النار کا
سزاوار (١٦) بفرض باطل اگر وہ مجمع سنی ہی رہتا جن میں اکثر مجاہیل و
ناقصین و قاصرین ہیں تو آجکل کے چند ہندیوں کا قول و عمل حجت شرعیہ
ہونا اور وہ بھی ایسی کہ مخالف جہنمی یہ شریعت پر اشد افترا ہے (١٧)
یہ کونسا مسئلہ عقائد کا ہے فرعیات میں دیکھیے ہر امام نے کسی نہ کسی

قول میں جمہور کا خلاف کیا ہے امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ مدت رضاع
میں امام شافعی رضی اللہ تعالےٰ عنہ تحلیل متروک التسمیہ عمداً میں امام
مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ طہارت وحل سور کلب میں امام احمد
رضی اللہ تعالےٰ عنہ ابطال وضو بغسل زن میں خلاف جمہور ہیں وقس
علیہ شذ فی النار وہ ہے جو معاذ اللہ ان کو شذ فی النار بنائے
(۱۸) ذرا آنکھ کھولیے کتنی بار تحریراً و تقریراً شائع کر دیا ہے کہ مخالفت
اُن کفریات وضلالات سے ہے نہ کہ امداد سلطنت اسلام سے تو اس
میں مخالف بنا کر شذ فی النار کا اُلٹا صیغہ کیسا شدید مکابرہ ہے (۱۹)
اسے فرض عین کہنے کا شرع سے ثبوت بھی دیجیے گا ام تقولون علی اللہ
مالا تعلمون ○ (۲۰) حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم وصحابۂ
کرام نے دعا ہی پر اکتفا فرمائی جبتک حکم جہاد نہ تھا ہمیں بھی حکم جہاد نہیں
آپ خود مان چکے ہیں دیکھیے اپنا رسالہ ہجرت صفحہ ۲ وصفحہ ۲۱ وصفحہ ۷
حتیٰ کہ صفحہ ۵ پر ہے جدال وقتال کو اس وقت اعانت بمال کو مسلمانان
ہند پر فرض نہیں سمجھتے بوجہ عدم استطاعت صفحہ ۸ پر ہے جب مصطفےٰ
کمال پاشا اور اُن کے رفقا کی قوت فنا ہو جائے اُس وقت ہمارا فرض
ہو گا کہ مدافعت کریں لوگوں میں جوش پیدا کریں قطع تعلق سے کام لیں
سودیشی کی تحریک میں حصہ لیں تو آپ کے نزدیک بھی ابھی ان میں سے
کچھ بھی فرض نہیں پھر مسلمانوں پر منھ آنا اور شذ فی النار کا مصداق بنانا
شذ فی النار بننا ہے یا نہیں (۲۱) میں پھر عرض کرتا ہوں کہ محرمات و
ضلالات وکفریات سے توبہ کو آرے بلے لیت ولعل امروز فردا آجکل
میں ڈالنا سخت مہلکہ ہے فہرست آپ کے پاس پہنچ چکی ہے مفصل تحریر

دوبارہ مرسل توبہ فرماکر وہابیہ و دیوبندیہ و امثالہم و ہنود و عنود و جملہ مشرکین و مرتدین و ضالین سے پاک ہو کر ہم سے ملجائیے خالص اہلسنت کے جلسے کیجیے جو چندہ اہلسنت کا اُس مجمع ضلالات میں پہنچ چکا ہے اُسے خالص اپنے قبضہ میں کیجیے جو تدابیر جائز و مفید و ممکن ہوں سب اہلسنت ملکر بجویز و ترویج کریں پھر دیکھیے کہ ہم غربا آپ کی خدمت کو حاضر ہیں یا نہیں اول توکفار و مرتدین و ضالین دور ہو کر ظہور برکات کی امید ہے اور بالفرض کامیابی نہ ہو تو عذاب سے رہائی اور ثواب کی امید تو ہے واللہ الہادی یہ تیسرا خط ہے اس کے بعد میں این و آن میں وقت ضائع نہ کرونگا جیسی دور از کار باتیں اب تک ہوئیں ایسی ہی ہوئیں تو التفات کی حاجت نہ جانوں گا صرف ان دو آیتوں کی تلاوت کافی سمجھوں گا یا یھا الذین امنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا ○ ومن لم یتب فاولئک ھم الظلمون ○ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا ومولنا محمد والہ وصحبہ اجمعین امین والحمد للہ رب العلمین۔

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ دوم شعبان معظم ۱۳۳۹ھ بہت اچھا میں آپکی خاطر ایک مضمون وسیط حاضر کرتا ہوں کہ نہ بسیط کے دیکھنے سے آپ کو تکلیف ہو جیسے پہلی بار نہ دیکھا نہ وجیز کی طرح مجرد اقوال بے تفصیل احکام ہوں جس کی آپکو شکایت ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ ہارجیت مقصود نہیں میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ ان میں جو بے غائلہ ثابت ہو جائے اُسے کم کرنے کو تیار ہوں۔ یہ میرا انصاف ہے آپ اللہ کو مان کر یہ انصاف کیجیے کہ جہاں جہاں غائلہ دیکھیے اُن سے فوراً توبہ شائع فرمائیے بعض اگر

زیر بحث رہیں اُن کے فیصلے پر قطعی و مسلم سے توبہ کو موقوف نہ رکھیے کہ یہ پھر عناد و اصرار ہوگا اور جن میں شبہہ لگے مکابرہ نہ ہو جس کی نظیر پہلے گزارش کر چکا ہوں۔ غرض جو کچھ کیجیے اللہ عزوجل و حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے اپنے آپ کو حاضر جان کر کیجیے پھر بعونہ تعالیٰ دم کے دم میں معاملہ صاف ہے۔ کیجیے اور جلد کیجیے اور صدق دل سے کیجیے جس طرح میں کہتا ہوں کہ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ○ مسموع ہوا کہ یہاں کے جلسے سے بعض آزاد پابندان افساد نے آپ کو روک دیا کہ توبہ نہ کرنا اور اُن کی نہ ماننا توبۂ فرعون و ممانعت ہامان کا حال آپ سے مخفی نہیں۔ دیکھیے ہمارا آپ کا سچا مالک و مولےٰ عزوجل فرماتا ہے واما ینزغنک من الشیطن نزغ فاستعذ باللہ انہ سمیع علیم ○ ان الذین اتقوا اذا مسہم طٰئف من الشیطن تذکروا فاذا ہم مبصرون ○ واخوانہم یمدونہم فی الغی ثم لا یقصرون ○ دن بے وجہ گزرتے جاتے ہیں ہیں ۵ادن یعنی ۱۸۔شعبان روز پنجشنبہ تک انتظار کروں گا و بس۔ و حسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد والہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین آمین۔

فقیر قادری غفرلہ ۳۔شعبان معظم ۱۳۲۹ھ یوم الاربعاء

مولوی ریاست علی خاں صاحب کل یہاں سے تشریف لے گئے لہٰذا براہ راست آپ کو مرسل اور اب ایک دن کی مہلت اور بڑھائی جاتی ہے ۱۹۔شعبان روز جمعہ تک یہاں جواب آجانا ضرور ہے فقط ۴۔شعبان ۱۳۲۹ھ

تحریرات ہدایت نامہ توبہ بہ مولوی عبدالباری صاحب

یہ تین تحریریں ہیں ایک مختصر جس میں صرف خلاصۂ اقوال اور آخر میں توبہ از کفر و ضلال و وبال دوسری مفصل جس میں ہر قول کا تفصیلی حکم اور حسب حاجت بیان دلائل یہ دونوں وہ ہیں کہ علما لیکر گئے تھے تیسری تحریر وسیط کہ اُن کے اصرار پر لکھی اور رجسٹری شدہ بھیجی اس میں دلائل کا حوالہ اُسی تحریر مفصل پر ہے مگر بہ دوبارہ تفصیلی احکام فرنگی محلی صاحب کی خاص ہٹ پر لکھی گئی اس میں تبیین احکام تحریر مفصل سے بھی زائد ہے۔ ہم یہاں اولا تحریر متوسط بتمامہ نقل کریں اس کے بعد تحریر مختصر کی حاجت نہیں کہ یہ اُس کے تمام مضامین کو حاوی ہے اور تفصیلی احکام زائد اس کے بعد تحریر مفصل۔ دلائل و ابحاث اُس سے لیجیے اور تفصیل احکام کے لیے خاص اسی تحریر متوسط کی طرف رجوع کیجیے کہ اُس کے بعض اجمالات و ابہامات بھی اس میں مشرح و معین کر دیے گئے ہاں فرنگی محلی صاحب کے بعض اقوال اس میں بھی بطور خلاصہ ہیں ہر قول ہیں اُن کے بعینہ الفاظ تحریر مفصل میں دیکھیے اور اُسی کے حاشیہ پر ہر قول کا پتا بحوالہ صفحہ بتا دیا گیا ہے وباللہ التوفیق۔

تحریر متوسط ہدایت توبہ بہ مولوی عبدالباری صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

میں فقیر عبدالباری لکھنوی فرنگی محلی بصدق دل اقرار کرتا ہوں کہ (۱) کتاب فلسفۂ اجتماع تو وہ کفر وارتداد ہے اُس کے مصنف کو کہنا کہ میں نے ہر طرح تحقیق کی کوئی امر کفر کا ثابت نہ ہوا کفر ہے (۲) اکابر سادات و علما و جملہ مسلمین زمانہ کا اسلام بر ابے نام بتانا اور اُن میں اور کفار میں امتیاز نہ ماننا

کفر ہے (۳) اپنے آپ کو بھی ایسا ہی کہنا اقرار کفر و کفر ہے (۴) مبطل ختم نبوت کو مولٰنا صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھنا کفر ہے (۵) جس نے علم اقدس سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تنقیص کی ابلیس کو صفت خاصۂ الوہیت میں خدا کا شریک مانا مجلس میلاد مبارک کو جنم کنہیا خرافات کہا اُسے لکھنا نہایت ادب سے معافی کا خواستگار ہوں اگر قلباً ہے کفر اور نیچر کی تہذیب پر ہے تو اِضلال عوام و سخت شنیع و حرام (۶) رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا سا علم غیب ہر بچے پاگل جانور چوپائے کو ماننے والے دن بھر اپنی نبوت جینے کو تسکین بتانے والے کو خیر اللاحقین بالمہرۃ السابقین کہنا اعتقاداً کفر ہے ورنہ اضلال و حرام (۷) دیوبندی وہابی مجوز کذب خدا کو جس نے اللہ تعالےٰ کا ظالم جاہل چور شرابی ہونا تک جائز کہا مولٰنا صاحب لکھنا اسلامی جلسے کا صدر مسلمانان ہند کا شیخ بنانا کفر یا کم از کم اضلال و ضلال ہے (۸) وہابی منکر رحمۃ للعالمین کو مکرمی جناب مولٰنا صاحب السلام علیکم لکھنا کلمۂ کفر و اضلال ہے (۹) مجتہد تبرائیان کے جلسۂ تعظیم و تعزیت میں دل سے شرکت کا اظہار اور عدم حاضری کی معذرت کم از کم اضلال و حرام ہے (۱۰) اُس کی فاتحہ خوانی کہ توزیعاً حرام و کفر ہے اس کے جلسے سے دلی تعلق بتانا کہ کم از کم استحسان حرام کا اظہار ہے اگر واقعی ہے کفر ورنہ اضلال و حرام ہے (۱۱) تبرائیان زمانہ مرتد ہیں مرتد کو مسلمان خصوصاً معظم جاننا کفر ہے (۱۲) تا (۱۴) تبرائی کو بلا تقیید مقتدائے مذہب کامیاب ہستی کہنا اُس کے محاسن کا اعتراف اُس کی تعریف میں رطب اللسان ہونا اقل درجہ اضلال و حرام ہے (۱۵) سنی علما کی طرف بجکلنی اسلام دیکھکر اُس پر خوش ہونے کی نسبت کرنا افترا و حرام ہے اور اُنھیں واقعی

ایسا جانکر سنی علما کہنا کفر (۱۶) اس بنائے کاذب پر تبرائی کو ان سنی
علما سے بدرجہا بہتر سمجھنا تقلید یہود ہے کہ ھؤلاء اھدی من
الذین آمنوا سبیلا (۱۷) حکیم الامہ سے جس کی طرف اشارہ ہو
اُسے سنی علما میں داخل کرنا تحقیقاً کفر ورنہ اضلال و حرام (۱۸) مشرکین
سے اتحاد جس طرح ہو رہا ہے حرام قطعی و کبیرہ شدیدہ ہے اُسے روا
جاننا کفر (۱۹) اُسے بمصلحت ممنوع نہ جاننا شریعت پر افترا (۲۰)
اُس میں کوئی نقص نہ بتانا کفر (۲۱ تا ۲۳) اُس میں دینی فائدہ [22] اور
مسلمانوں کی بہبود بتانا اُسے [23] فرض اسلامی کے لیے ضروری جاننا کذب
و اضلال و ابتداع فی الدین ہے (۲۴) اُسے محل استحسان میں
خدا کی حکمت بالغہ کا کرشمہ ماننا کلمۂ کفر ہے (۲۵) اُس کا حامی ہونا
حرام کی حمایت ہے کہ کفر یا اقل درجہ اشد حرام ہے (۲۶) دشمنان
خدا سے اتحاد میں خدا کی محبت ملحوظ رکھنے کا ادعا کذب قبیح و اضلال
صریح ہے (۲۷) مسلمانوں کو اُس کے مضبوط رکھنے کی ترغیب کفر یا
کم از کم دعوت حرام و اغوائے عوام ہے اور حدود مذہب کے
اندر رہکر کی قید ایسی ہے کہ مسلمانو حدود تقوے میں رہکر شراب خواری
پر مضبوطی سے قائم ہو جاؤ (۲۸) خدا سے پوری توقع ہے کہ وہ اتحاد کی
تمام صورتیں آسان کرنے والا ہے عظیم پہلوے کفر پر مشتمل ہے جس طرح
یہ کہنا کہ خدا سے پوری امید ہے کہ وہ زنا کی تمام صورتیں آسان کرنے
والا ہے (۲۹) موالات غیر محاربہ میں زیادہ سے زیادہ عصیان ہو
حرام قطعی میں شک کا صاف پہلو ہے اور قطعیات میں شک
کفر و ضلال ہے (۳۰) کفار کے ساتھ دل سے متحد ہونا کفر ہے

(۳۱) اُن سے دلی اتحاد کی غرض رکھنا خواہش کفر ہے (۳۲) اس کی
غرض سے اُن کی دل آزاری پسند نہ کرنا حکم واغلظ علیہم کی ناپسندی
ہے کہ التزاماً کفر ورنہ سخت حرام ہے (۳۳) اُن کی مذہبی رواداری
کا استحسان کفر ہے (۳۴) اتحاد کے لیے مشرکین کے ساتھ معاشرت میں
خلوص کا برتناؤ لازم ماننا شریعت پر افترا ہے اور بنظر مقصد توزیعاً کفر و
حرام (۳۵) مساعی اسلامیہ میں کفار سے متحد ہونا خود اپنی قید کاذب
امور معاشرتی کاروار کفار کو بطانہ بنانا[۳۶] کہ سخت حرام ہے (۳۶ و ۳۷)
کفار سے خلوص بڑھانے کی درخواست۔ یوہیں[۳۷] یہ کہنا کہ میں برادران
ہنود سے عرض کرتا ہوں کہ اتحاد خلوص سے ہو حقیقۃً ورنہ صورۃً تکذیب
قرآن ہے (۳۸ تا ۴۶) یہ اقوال کہ ہندو ہمدرد۔ برادرانِ[۳۹] وطن
ہمدرد[۴۰]۔ یقیناً بلامعاوضہ ہمارے ہمدرد[۴۱] بااخلاص۔ ہمارے[۴۲] دل میں
اُن کے اخلاص نے گھر کرلیا۔ مشکل[۴۳] میں اُن کی ہمدردی خرقِ عادت
کی نظیر۔ مہاتما[۴۴] گاندھی کی ذات۔ برادرانِ[۴۵] ہند ہماری مصیبت میں
ہمدرد۔ ہماری[۴۶] بیکسی میں ہماری طرف اتحاد کا ہاتھ بڑھانے والے
خلوص کے ساتھ ہمدردی کرکے ہمکو اپنا دلی دوست بنانے والے۔ سب
بدستور کلمات[۴۹] کفر ہیں (۴۷ تا ۵۱) مہاتما گاندھی مہاتما[۴۸] جی۔ ہندو شریف
قوم بے عوض محسن۔ بہادر[۵۰] قوم مصیبت میں ہمدرد۔ لفظی[۵۱] شکر گزاری سے
غنی۔ مدح سرائی مشرکین ہے اور وہ بھی جھوٹی کہ سخت حرام ہے (۵۲)
مشرک کی عظمت کرنا کہ صراحۃً بالاختیار ہے حسب تصریح ائمہ کفر ہے۔
(۵۳) مہاتما کہنا سخت تعظیم مشرک و کلمۂ کفر ہے (۵۴ و ۵۵) برادرانِ
ہند کی عزت۔ اُن کی تنقیص[۵۵] شان نہ چاہنا تکذیب قرآن کریم ہے۔

(۵۶ تا ۵۹) جابجا برادران وطن[۵۷] - برادران ہنود - ہندو بھائی[۵۸] - یہاں تک کہ جن مشرکوں نے مسلمانوں کو ذبح کیا جلایا اُن کو بھی بھائی[۵۹] کہنا حرام ہے (۶۰ تا ۶۲) حمایت دین میں مشرک کا پس رو بننا اُسے[۶۱] اپنا رہنما بنانا - جو وہ کہے وہی ماننا[۶۲] سب لا اقل حرام ہے۔ (۶۳) قرآن و حدیث کی عمر بُت پرست پر نثار کرنا منافی اسلام ہے (۶۴) پس روی مشرک کو رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی سنت بتانا کلمۂ کفر ہے (۶۵) اُن معاملات سے کہ آیات سیف و غلظت نے نسخ فرما دیے استناد جہلا حرام اور تمرداً کفر ہے (۶۶) کافر اجیر و خودسر میں تسویہ جواز حکم بالجزاف ہے کہ حرام اور خود اپنی منقولہ عبارت فتاوے عزیزیہ کے مناقض و خلاف ہے (۶۷) مصطفیٰ ﷺ[ت] مومنین کے مجاز سے بھی حقیقت بت پرستی پر استدلال اور وہ بھی ایسا کہ جسے وہ شکست دیں کہیں اُسے فتح دیں بنانا ضلال و اضلال ہے (۶۸) اظہار حسرت کا پہلوئے بے معنے نکالنا اصرار علی المعصیۃ ہے کہ حرام اور اقراری کفر ہے (۶۹ و ۷۰) امر دین میں ان مشرکین سے یوں استعانت یہ اعتماد یقیناً حرام ہیں اور انھیں جائز بتانا کلمۂ کفر (۷۱) مساعی اسلامیہ میں اُن کی مددگاری کی توقع بدخواہی اسلام ہے (۷۲) اُن کی مدد سے قوت ملنے کا زعم تکذیب قرآن کریم ہے (۷۳) اُن سے یوں عہد موافقت حرام قطعی ہے (۷۴) اُسے پورا کرنے کو لازم بتانا شریعت پر افترا ہے (۷۵) اُس کے دوام میں سعی حرام پر اصرار ہے کہ اشد حرام اور اقراری کفر ہے (۷۶ و ۷۷) عام ملکی فوائد میں ہنود کی تقدیم - وہ

چاہیں تو گھر بھی بخشدینا حرام ہیں (۷۸) ان مشرکین سے برو احسان جائز ماننا شریعت پر افترا ہے (۷۹ و ۸۰) قربانی گاؤ کہ بیشک شعار اسلام ہے اور جبتک ہنود ہنود ہیں اُس کا باقی رکھنا واجب اُسے یوں کہنا کہ واجب نہیں۔ ترک کا اختیار ہے غلط حکم بتا کر اضلال ہے (۸۱) خدا اس اتحاد مقصد کو کامیاب کرے خوشی کفار کے لیے شعائر اسلام مٹنے کی دعا اور منجر بہ کفر یا لا اقل حرام ہے (۸۲) آیۂ والبدن سے قربانی گاؤ ثابت مان کر اُس کے ایما کا انکار تحریف قرآن عظیم ہے (۸۳) میں آئندہ گائے کی قربانی نہ دونگا عام مسلمین میرا اتباع کریں خوشنودی مشرکین کے لیے ترک واجب کا عزم اور مسلمانوں کو اُس کی طرف دعوت اور حرام ہے (۸۴) میں نے چھوڑ دی اور مشورہ دیا کہ لوگ چھوڑ دیں اقراری اضلال ہے (۸۵) ہندو اس سے نہیں روکتے صریح کذب و وقاحت ہے (۸۶) واجب ہوتا جب بھی ترک ممکن تھا حکم مان کر ابطال و ضلال ہے (۸۷ تا ۹۰) وہ لذیذ نہیں۔ قیمتی نہیں اور جانور افضل ہیں۔ پورینٹے جانور کی قربانی بہتر ہے یہ سب واجب شرعی چھڑانے اور شعار اسلام مٹانے کے لیے اغوا ہے (۹۱) اسی طرح رواداری مذہبی ہوگی تو گائے کی قربانی خود موقوف ہوجائے گی بمتعدد پہلوئے کفر و ضلال و حرام پر ہے (۹۲ تا ۹۶) ہم وطن کا خیال لازم ہے ان کے اخلاق نے یہ بات میرے دل میں پیدا کی۔ دلی اتحاد کی غرض سے اُن کی دل آزاری پسند نہیں۔ مسلمان اپنے فعل سے اُن کا دل نہ دکھائیں۔ مسلمان ضرور مروت کریں سکے گائے بڑی چیز

نہیں حدود اسلام کے اندر رہکر ہم ہرامر ہندوؤں کی مرضی کے موافق کرسکتے ہیں یہ سب اُن کی مروت سے قربانی گاؤ چھوڑنا اور اقرار ابھی حرام اور اصرار آاقراری کفر ہے (۹۷) مسلمان خود ہی جس شے کا شائبہ بھی ہو کہ ہندوؤں کو گوارا ہوگا اُس سے تحرز کریں جہاں تک مذہب اجازت دے فنافی المشرکین ہونا ہے اور اللہ و رسول کے ساتھ جو برتاؤ عام مسلمین کا ہے اُس سے بھی مشرکوں کو بڑھانے کی خواہش (۹۸) مسلمانوں پر بدگمانی کہ خوشنودی نصاریٰ کے لیے اپنے مذہبی شعار پر مصر ہیں اور اُس پر یقین کرنا سخت حرام در حرام ہے (۹۹) اس بنائے فاسد پر یہ زعم کہ ان کی قربانی بلا شبہہ حرام جھٹکے آرڈ سے تحریم حلال وکلمۂ کفر ہے (۱۰۰) مسلمان اُسے نہ چھوڑیں تو انھیں کافر بتانا بھی کلمۂ کفر (۱۰۱) اُس کا گوشت مردار بتانا شریعت پر افترا اور بدستور تحریم حلال سے کلمۂ کفر ہے۔ ان میں بعض کہ بجائے خود کلمۂ کفر نہوں بحالت استحسان کہ ظاہر ہے اور بحال اصرار اقراری حکم سے سب کفر ہیں۔ ایک سو ایک یہ اور ان کے مثل اور جتنی واقع ہوئیں اُن تمام منافیات اسلام ومخالفات احکام سب سے توبہ کرتا ہوں وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمدن النبی التواب الغفور الاواب وعلی الاٰل والاصحاب وبارک وسلم الی یوم الحساب اٰمین والحمد للہ رب العلمین۔

تحریر مفصل ہدایت توبہ بر مولوی عبد الباری صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

قال تعالی یاایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوٰت الشیطن انہ لکم عدو مبین ○ وقال تعالے یاایھا الذین اٰمنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا عسی ربکم ان یکفر عنکم سیاتکم ویدخلکم جنت تجری من تحتھا الانھر یوم لایخزی اللہ النبی والذین اٰمنوا معہ نورھم یسعی بین ایدیھم وبایمانھم یقولون ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علی شئی قدیر ○ یاایھا النبی جاھد الکفار والمنفقین واغلظ علیھم وماوٰھم جھنم وبئس المصیر ○ وقال صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اذا عملت سیئۃ فاحدث عندھا توبۃ السر بالسر والعلانیۃ بالعلانیۃ وقال صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کل بنی اٰدم خطاؤن وخیر الخطائین التوابون۔

ان آیات کریمہ واحادیث صحیحہ کی بنا پر فقیر عبد الباری فرنگی محلی عفی عنہ امور ذیل بنظر اعلان حق واطلاع جملہ برادران اسلام تحریر کرتا ہے۔ واللہ علی ما نقول وکیل۔

اس میں دو فصلیں ہیں **فصل اول مرتدین کی حمایت و تعظیم۔**

(۱) میرا ایک خط ہمدم لکھنؤ ۲۸۔ ستمبر ۱۹۱۸ء میں مصنف فلسفۂ اجتماع کی نسبت شائع ہوا تھا کہ میں نے ہر طرح تحقیق کی کوئی امر کفر کا مولوی

عبد الماجد کے متعلق ثابت نہ ہوا عبد الماجد کے کفر کا میں قائل نہیں خواہ
مخواہ کی تاویلات سے کفر کا حکم دینا اگر رائج ہو جائے تو کم ایسے ہوں گے
جن کے متعلق کہا جائے کہ وہ مسلمان کافر نہیں۔ وہ جوار باب فتوی ہیں
ان کے اسلام میں گفتگو شروع ہو جائے گی۔ اب میں اس قابل ہو سکا
کہ دیانۃً عبد الماجد کے متعلق رائے دے سکوں مجھے اطمینان ہو گیا۔ اُس
وقت تک مجھے اُس کے اقوال پر اطلاع نہ تھی اب معلوم ہوا کہ بلاشبہ
فلسفۂ اجتماع تو دہ کفر وارتداد ہے مثلاً عیسے علیہ الصلاۃ والسلام کی نسبت
مجہول النسب بچہ اور یہ کہ توحید کے بعد کسی کو رسول ماننے کی حاجت
نہیں اور یہ کہ قرآن اپنے دعوے توحید پر قائم نہ رہا تعظیم رسول کا
اُس میں ایک حرف بھی ہونا نہ چاہیے تھا اور یہ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے اپنی تعظیم کی آیتیں قرآن میں بڑھالیں وغیرہ وغیرہ۔ اب
میں ایماناً تصدیق کرتا ہوں کہ یہ خواہ مخواہ کی تاویلات نہیں بلکہ قطعاً
یقیناً بلاشبہ فلسفۂ اجتماع کفر اور اُس کا مصنف کافر مرتد ہے جو
اُس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر (۲) ایک عالم نبیل سید جلیل
حسیب نسیب حامی سنت ماحی بدعت خلف رشید اکابر اولیا کو
قبلۂ عقیدت کیشاں و کعبۂ درویشاں لکھکر اس طرح تحریر کرنا کہ اب اپنا
مسلک ظاہر کرتا ہوں کہ زمانہ لا یبقی من الاسلام الا اسمہ
کا ہے اب چاہے آپ ہوں یا میں عبد الماجد یا مولوی صاحب سب اثر
سے زمانے کے محفوظ نہیں صادق العیار مسلم کہاں ہیں جن میں سے
کافروں کا امتیاز کیا جائے تکفیر جملہ امت موجودہ بتاتا ہے اور وہ کفر
ہے (۳) اپنے کفر پر اقرار لاتا ہے اور وہ کفر ہے اور سیاق وسیاق

دونوں شاہد کہ خود اور اپنے قبلہ و کعبہ اور تمام مسلمین زمانہ کو عیار نفس اسلام میں کاذب کہا کہ اسلام کا صرف نام ہی نام ہے مسمّے مفقود اور کافروں سے ان کے امتیاز کی راہ مسدود (۴) خاتم النبیین کے معنے خود یہی ہیں کہ حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب میں آخر نبی ہیں یہی معنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابۂ کرام و سلف صالح سے متواتر اور یہی ضروریات دین سے ہو کر اذہان تمام امت میں دائر و سائر۔ اشباہ والنظائر میں ہے اذا لم یعرف ان محمدا صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم اٰخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات جو کہے کہ عوام کے خیال میں تو خاتم ہونا بایں معنے ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن کہ تقدم یا تأخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا کیونکر صحیح ہو سکتا اس نے نہ صرف تمام امت مرحومہ بلکہ خود حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو بھی عامی و نا فہم بنایا یہ چاروں صریح کفر ہیں پھر دھوکے کے لیے فضیلت میں بالذات کی قید لگا کر اسی جملہ میں کھول دیا کہ حضور کا آخر الانبیا ہونا اصلا کچھ فضیلت نہیں کہ اس معنے پر خاتم النبیین سے مدح صحیح ہی نہ بتائی۔ اس کے متصل صاف کہا کہ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجیے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے یہ پانچواں کفر ہے پھر اور بڑھ کر کہا کہ اسے فضائل میں کچھ دخل نہیں یعنی خود کسی طرح فضیلت ہونا درکنار کسی فضیلت کی مؤید بھی نہیں یہ چھٹا کفر ہے پھر کہا اس میں ایک تو خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہے دوسرے رسول اللہ کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ ایسے

ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے ہیں یہ ساتواں اور
آٹھواں کفر ہے پھر اسی معنے کی بنا پر کہا اس قسم کی بے ربطی خدا کے کلام
میں متصور نہیں یہ نواں کفر ہے جب یہی معنی قطعاً ضروریات دین سے
ہیں تو ساری امت مرحومہ کے طور پر خدا زیادہ گو اور نبی صلے اللہ تعالے
علیہ وسلم ایسے ویسے ٹھہرے اور عبارت قرآن بے ربط والعیاذ باللہ
تعالے پھر خاتم النبیین کے معنے بھی بالذات گڑھے اور انبیا کو نبی بالعرض
ٹھہرایا یہ قرآن عظیم کی تفسیر بالرائے اور اللہ عزوجل پر افترا ہے صفحہ ۳۴
میں اپنے اس الحاد کا یہ عذر کیا کہ اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم اس مضمون
تک نہ پہنچا تو اُن کی شان میں کیا نقصان آگیا اور اگر کسی طفل نادان نے
کوئی ٹھکانے کی بات کہدی تو کیا وہ عظیم الشان ہو گیا صحابہ کرام سے
ابتک تمام امت کو عقیدۂ ایمانیہ قرآنیہ میں کم التفات اور اُس کی فہم
میں قاصر اور بے ٹھکانے بات کہنے والے مانا یہ دسواں گیارھواں بارھواں
کفر ہے۔ نہیں نہیں یہ تینوں الزام خود حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
پر ہیں کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ آیت کے معنے حضور وہ سمجھے جو اس طفل نادان
نے گڑھے قطعاً وہی ارشاد فرمائے جن کو یہ نتیجہ کم التفاتی اور فہم کی
نارسائی اور بے ٹھکانے بات کہتا ہے یہ سخت تر تیرھواں چودھواں
پندرھواں کفر ہے پھر کہا صفحہ ۱۶- اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی
کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے یہ
سولھواں کفر ہے پھر صفحہ ۳۳ پر صاف تر کہا اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی
بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا یہ
سترھواں کفر ہے صفحہ ۳ و صفحہ ۹ پر خود براہ فریب کہا تھا کہ ختم نبوت بمعنی

معیض کو تاخر زمانی لازم ہے اب اُسے منتفی فرض کیا تو قطعاً ملزوم بھی منتفی ہو گیا ختم زمانی اور اس کا تراشیدہ ذاتی کچھ نہ رہا اور خاتم ہونا بدستور باقی رہا یہ دونوں جگہ اُس کا اٹھارہواں اُنیسواں کفر ہے۔ ختم نبوت کہ تمام مسلمان باجماع اُسے قرآن عظیم سے ثابت مانتے آئے قرآن کریم سے بالکل نکل گیا کہ وہ تو مراد قرآن نہیں ورنہ خدا زیادہ گو ہو اور قرآن بے ربط اور بلی بے قدر اور جو مراد قرآن ہے اُس سے یہ لازم بھی نہیں ورنہ اس کے انتفا سے وہ باقی نہ رہتا تو قرآن اس سے خالی رہا یہ بیسواں کفر ہے۔ غرض بلاشبہ فتوائے علمائے حرمین شریفین حق ہے کہ یہ شخص کافر مطلق ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر اور اسے مولٰنا صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھنا کفر واضح وظاہر (۵) جس نے کہا شیطان کا حال دیکھکر علم محیط زمین کا فخر عالم کو ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان کو یہ وسعت علم نص سے ثابت ہوی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے علم محیط زمین بلاشبہ فضیلت ہے اس فضیلت میں شیطان کو نبی صلی اللہ تعالے علیہ وسلم پر ترجیح دینا اُس کا پہلا کفر ہے۔ شیطان کی وسعت علم نص سے ثابت ماننا اور حضور کی وسعت علم بے ثبوت جاننا دوسرا کفر ہے پھر جب نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے لیے اسے ثابت ماننے کو ایسا شرک کہا جس میں ایمان کا کوئی حصہ نہیں تو ضرور اُسے صفت خاصۂ الوہیت مانا پھر اُسی مُنہ سے اُسے ابلیس کے لیے ثابت جانا تو بداہۃً ابلیس کو خدا کا شریک ٹھانا یہ تیسرا کفر ہے پھر اتنی بڑی فضیلت عظیمہ کہ صفت خاصۂ الوہیت سے اتصاف ابلیس کے لیے ثابت اور نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم سے مسلوب یہ چوتھا کفر ہے۔ ضرور فتوائے علمائے حرمین شریفین
حق ہے کہ یہ شخص کافر مطلق ہے اور جو اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر ہے
ایسے کو اسلامی خطابوں سے مخاطب کرنا اور کہنا نہایت ادب سے
معافی کا خواستگار ہوں کم از کم کبیرہ شدید اور مسلمان جانکر ہے تو
صریح کفر (۶) جس نے کہا بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور
کی کیا تخصیص ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع
حیوانات و بہائم کے لیئے بھی حاصل ہے (الی قولہ) نبی غیر نبی میں وجہ
فرق بیان کرنا ضرور ہے اُس نے بیشک نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ
وسلم کو سخت گالی دی اور علم اقدس کی شدید توہین کی جس کے ظاہر بیان
وقعات السنان وغیرہا میں ہیں بیشک فتوائے علمائے حرمین شریفین
حق ہے کہ یہ شخص کافر مطلق ہے جو اسے کافر نہ کہے وہ بھی کافر لعد لسے
خیر اللاحقین بالمھر اتہ السابقین کہنا کفر ظاہر (۷) جس نے کہا
جہل ظلم چوری شراب خوری سے معارضہ نافہمی ہے یہ کلیہ ہے کہ جو
مقدور العبد ہے مقدور اللہ ہے اُس نے اللہ کا جہل ممکن مانا یہ اُس کا
پہلا کفر ہے ظلم کے ایک معنے ہیں ملک غیر میں بیجا تصرف وہ اس معنے
پر بھی ضرور مقدور عبد ہے تو اسے بھی اپنے رب کے لیے ممکن مانا تو ضرور
ہے کہ غیر خدا بمقابلہ خدا مالک مستقل ہو جس کے ملک میں خدا کا بیجا
تصرف پرائے ملک میں تصرف ہو اور وہ نہو گا مگر خدا کے عباد اور اُن کی
ملکیں سب ملک خدا ہیں تو ضرور دوسرا خدا مانا یہ اُس کا دوسرا کفر ہے
پھر عبد لاکھوں پر ظلم کر سکتا ہے تو اس کے خدا کے مقابل بھی لاکھوں
مالک مستقل ہو نگے تو لاکھوں خدا ہوے یہ تیسرا بلکہ لاکھوں کفر ہے

پھر خدا کیلئے چوری کرنا جائز بنایا یہ چوتھا کفر ہے چوری نہ ہوگی مگر مال غیر کی تو یوں بھی خدا کے سوا دوسرے کو مالک ماننا یہ پانچواں کفر ہے۔ پھر انسان ہزاروں کی چوری پر قادر تو اُس کے معبود کے مقابل ہزاروں مالک مستقل ہوگئے تو ہزاروں خدا ہوئے یہ چھٹا بلکہ ہزاروں کفر ہے پھر انسان کا شراب پینا نہیں مگر اُسے مُنہ کی راہ سے اپنے جوف میں داخل کرنا تو اُس کے معبود کے مُنہ ہوا یعنی وہ سوراخ جس میں کھانے پینے کی چیزیں باہر سے ڈالی جائیں یہ ساتواں کفر ہے اُس کے پیٹ ہوا کہ کھانا پانی مُنہ کی راہ سے اُس میں ڈالا جائے یہ آٹھواں کفر ہے۔ اُس کا معبود صمد نہیں کھوکھلا ہوا یہ نواں کفر ہے پھر لاکھوں فواحش عیوب نجاستیں خباثتیں ذلتیں فضیحتیں عبد کے لیے ممکن ہیں وہ سب اس کے معبود کے لیے ممکن ہوئیں یہ دسواں بلکہ لاکھوں کفر ہے۔ شک نہیں کہ یہ شخص کافر اور اسے مولنا صاحب کہنا اور اپنے زعم کے اسلامی جلسوں کا صدر بنانا اور مسلمانان ہند کا شیخ ٹھہرانا سب کفر ظاہر

(۸) جو رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے رحمۃ للعالمین ہونے کا منکر ہے اور نمبر ۴ سے ۷ تک کے مرتدوں کو مسلمان کہتا بلکہ اُن سے ہم عقیدہ ہونے کا مقر ہے اور اُن کے سوا صدہا کفریات کا قائل جن کا بیان جا بجا لیث سے ظاہر ہے وہ بھی بیشک کافر اور اُسے مکرمی جناب مولنا صاحب السلام علیکم لکھنا کفر ظاہر

(۹) تبرائی روافض حسب تصریح کتب معتمدہ اور خود میرے اقرار سے کہ میں نے ۱۳۳۱ھ میں بریلی جاکر کیا مرتدین ہیں اُن میں کسی کے جلسۂ تعظیم و تعزیت میں دل سے شرکت اور خود اُسی دن اپنے یہاں موت

ہو جانے کے سبب شرکت جسمانی سے محرومی کی معذرت حدیث اذا ماتوا فلا تشہدوھم کی مخالفت کے علاوہ تعظیم کفر ہے (۱۰) مرتدین کی فاتحہ خوانی کفر ہے اور بحکم حدیث جلسہ خیر و شر کا پسند کرنے والا اس میں شریک جلسہ خیر کے ثواب اور جلسہ شر کے عذاب میں پورا حصہ دار ہے نہ کہ خاص دلی تعلق رکھنے والا (۱۱) مرتد کو مسلمان کہنا کفر ہے (۱۲) بلا اضافت بمرتدین مقتدائے مذہب کہنا کامیاب ہستی کہکر ھم الفائزون میں داخل کرنا (۱۳) اس کے محاسن کا اعتراف کرنا (۱۴) اس کی تعریف میں رطب اللسان ہونا موجب غضب جبار و لرزش عرش کردگار ہے (۱۵) سنی علما پر افترا تھا کہ معاذ اللہ انھوں نے اسلام کی بیخ کنی کو دیکھا اور اس پر خوش ہوئے اور اگر عیاذاً باللہ ایسا ہوتا تو انھیں سنی علما کہنا کفر (۱۶) لہذا یوں کہنا کہ میں ان شیعہ مجتہد کو ان سنی علما سے بدرجہا بہتر سمجھتا ہوں یہود کی شاگردی تھی جو مشرکین کو کہتے ھٰؤلاء اھدیٰ من الذین اٰمنوا سبیلا ۝ یہ مسلمانوں سے زیادہ راہ ہدایت پر ہیں (۱۷) حکیم امت کہلوانے سے جدھر اشارہ ہوا اسے سنی علما میں داخل کرنا جدا کفر تھا۔

فصل دوم مشرکین سے اتحاد

(۱۸) مشرکین سے اتحاد و وداد دوستی موالات کہ سب کا حاصل ایک ہے بلکہ اتحاد سب میں زائد ہے حرام قطعی و کبیرہ شدیدہ ہے اس کا استحلال بلکہ استحسان صریح کفر ہے اور یہ کہنا کہ میں نے اتحاد ہنود میں کوئی فعل خلاف شرع روا نہیں رکھا سخت عجیب سبحان اللہ

مشرکین سے اتحاد خود ہی سخت حرام اشد کبیرہ ہے اُس میں اور کسی گناہ کی آمیزش کی کیا حاجت یہ اُن قیامت خیز ناپاکیوں سے برارت کی پیش بندی ہے جو شیاطین عوام نے اس ملعون اتحاد میں کیں مثلاً مشرک کی ٹکٹی اُٹھانا اس کے ماتم میں مساجد کو بے چراغ کرنا سر و پا برہنہ اُس کی مغفرت کی دعا مسجد میں کرنا۔ مشرکوں کو مساجد میں واعظ مسلمین بنانا مسلمانوں سے اونچا کھڑا کرکے مسند مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بٹھانا قرآن مجید اور رامائن کو ایک ڈولے میں رکھکر مندر میں لیجانا دونوں کی پوجا کرنا ماتھوں پر قشقہ لگوانا رام لچھمن پر پھول چڑھانا مشرک کی جے پکارنا خطبۂ جمعہ میں مشرک کا نام مقدس ذات پاکیزہ خیالات کہکر داخل کرنا رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر یہ افترا کہ جب حضور مدینۂ منورہ تشریف لے گئے تو کفار مدینہ سے آپ نے اتحاد کیا ایسا اتحاد کہ مسلمانوں اور کفار کو امۃ واحدہ فرمایا یعنی ایک دوسرے سے ایسے ملجاؤ کہ گویا ایک قوم ہوجاؤ مشرک کو نبی بالقوہ بتانا رضائے ہنود کو رضائے معبود بتانا ایسے مذہب کا ایجاد جو ہندو مسلمانوں کا امتیاز موقوف کرے پریاگ و سنگم معابد مشرکین کو مقدس علامت بنائے وغیرہا کفریات ملعونہ مگر انصافاً یہ آگ اسی ملعون اتحاد ہی نے لگائی تیرہ سو برس سے کبھی کلمہ گو ان خبیث ناپاکیوں کے مرتکب ہوئے تھے پھر ہندو اتحاد کے اتحادیوں نے جیسا جیسا اُس کے پھیلانے میں ملک کی زمین کو سر پر اُٹھالیا اُس کا ہزلدوال حصہ بھی ان کفروں کی بندش میں جوش نہ دکھایا لاجرم وہ سب انھیں کے سر ہیں فانما علیك اثم الاریسیین (۱۹) یہ کہنا کہ مصلحت ہو تو

اتحاد پیدا کرنا بھی ممنوع نہیں اللہ و رسول و شریعت پر افترا ہے
(۲۰) اور اس سے بھی عام تر ہے کہ مسلمان رہکر اتحاد پیدا کرنے میں
کوئی نقص نہیں۔ یہاں شرط مصلحت بھی نہ لگی اور نفی مطلق نقص نے
کراہت تنزیہی تک نہ رکھی (۲۱ و ۲۲) اور ترقی ہوئی کہ اتحاد سے
ہمارا دینی فائدہ مدنظر ہے مجھے بڑی مسرت ہے کہ ہندو مسلمانوں کا
اتحاد ہو گیا اس میں فریقین کی بہبودی ہے یہ کم از کم استحباب کا درجہ
آگیا (۲۳) اور پوری ترقی ہوئی ضرورت ہے کہ عام اتحاد ہو اب وہ
حرام قطعی واجب ہو گیا نہیں نہیں بلکہ فرض۔ کہ ایک فرض اسلامی
کے لیے ضرورت ہے (۲۴) اتحاد خدا کی حکمت بالغہ سے ایک حکمت کا
کرشمہ ہے اس کے اثر سے خواہ مخواہ اگر خدا نے چاہا گائے کی قربانی
از خود چھوڑ سکتے ہیں حکیم عزوجل کے ہر فعل میں حکمت بالغہ ہی یہانتک
کہ تخلیق کفر و کافر میں ع دوزخ کرا بسوزد گر بولہب نباشد۔ مگر یہ
محل مدح اتحاد میں تھا اس کی نظیر یہی ہو سکتی ہے کہ رنڈیوں کے
چکلے میں خدا کی ایک حکمت بالغہ ہے اس کے اثر سے خواہ مخواہ اگر
خدا نے چاہا نکاح کی علت از خود چھوڑ سکتے ہیں یہ حکمت الٰہی کی توہین
ہوئی (۲۵) بلا شبہ صحیح ہے کہ میں ہندوؤں کے اتحاد کا حامی ہوں
یہ اللہ واحد قہار سے خم ٹھوک کر لڑائی لینی ہے اس کے اعدا سے اتحاد
ضرور اس کے اولیا سے عناد ہے اور وہ فرماتا ہے من عادی لی
ولیا فقد اٰذنتہ بالحرب (۲۶) ہم نے خدا کی محبت کو اس اتحاد
میں بھی ملحوظ رکھا ہے اللہ تعالٰی فرماتا ہے فان اللہ عدو للکفرین ؁
اس کی محبت اس سے زیادہ اور کیا ہوگی کہ اس کے دشمنوں سے ملکر

ایک ہو گئے (۲۷) مسلمان حدود مذہب کے اندر رہ کر اتحاد کو مستحکم و مضبوط کر لیں یہ مسلمانوں کو اضلال و اغوا تھا مسلمانوں کا مذہب اتحاد مشرکین کو حرام و کفر بتا رہا ہے حدود مذہب میں رہ کر اس کی ابتدا ہی محال ہے نہ کہ استحکام اس کی نظیر یہی ہے کہ مسلمان حدود تقوے میں رہ کر شراب خواری پر مضبوطی سے قائم ہو جائیں (۲۸) خدا سے پوری توقع ہے کہ وہ اتحاد کی تمام صورتیں آسان کرنے والا ہے یہ کہنا کہ خدا سے پوری امید ہے کہ وہ زنا کی تمام صورتیں آسان کرنے والا ہے کفر سے کتنا نیچے رکھتا ہے (۲۹) موالات غیر محاربین زیادہ سے زیادہ عصیان ہو نصوص قطعیہ قرآنیہ ہیں کہ مطلقاً ہر کافر سے موالات سخت کبیرہ ہے اور اسی کا اس درجہ استحسان ہو رہا ہے یہ بہر حال کفر ہے۔

(۳۰ و ۳۱) ہم دل سے اُن سے متحد ہونا چاہتے ہیں ب میں دلی اتحاد کرنے کی غرض سے اُن کی دل آزاری پسند نہیں کرتا صوری اتحاد حرام تھا اور دلی قطعاً کفر (۳۲) واغلظ علیھم۔ ولیجدوا فیکم غلظۃ میں ضرور اُن کی دل آزاری کا حکم ہے حکم الٰہی کو ناپسند کرنا مسلمان نہیں رکھتا (۳۳) اگر اتحاد قائم رہا اور اسی طرح رواداری مذہبی ہوئی تو گائے کی قربانی میں اہمیت نہ رہے گی وہاں تک معاشرتی امور کی ٹٹی تھی اب صاف اُن کے مذہب کا رو ارکھنا آگیا انا للہ وانا الیہ راجعون (۳۴) ہندو مسلم اتحاد کی غرض سے معاشرتی امور میں اُن کے ساتھ خلوص کا برتاؤ ہم پر لازم ہے وہاں تک تو جاہنا ہی تھا اب وجوب ہو گیا (۳۵) مساعی اسلامیہ میں سب متحد ہو کر کام کرینگے یہ امور معاشرتی کا جواب ہے اور ساتھ ہی اطاعت احکام کو جواب ہو

(۳۶ تا ۴۶) ہندو اس قسم کے تعلقات خلوص سے بڑھائیں کہ گائے کی قربانی کا خیال ہی مسلمانوں کو نہ آئے ب میں برادران ہنود سے عرض کرتا ہوں کہ اتحاد خلوص سے ہو۔ ج ہندو اپنی ہمدردی کا عوض نہ مانگیں د میں برادران وطن کو اُن کی ہمدردی کی اُجرت دیکر اُن کے مرتبہ کو گھٹانا نہیں چاہتا ہ ہمکو یقین ہے کہ ہم سے کوئی معاوضہ ہمارے ساتھ ہمدردی کا برادران وطن نہیں چاہتے و نہ اُن کے اخلاص کا یہ عوض ہے کہ ہم اُن کو اجیر فرض کر کے اُن کا بدلہ دیں ز ہمارے دل میں اُنکے اخلاص نے گھر کر لیا ہے ح یقیناً مشکل زمانہ میں غیر مسلم کی ہمدردی کو خرق عادت سمجھتا ہوں ہندوؤں میں اس کی نظیر دی جا سکتی ہے وہ مہاتما گاندھی کی ذات ہے ط برادران ہند کی ہمدردی ہماری مصیبت کے وقت ظاہر ہوئی جس وقت کلمہ گو بھی معاونت حق سے گریزاں تھے ی اُن کا دست اتحاد ہماری طرف بڑھا جب یار اغیار ہو گئے ک وہ بہادر قوم خلوص کے ساتھ ہمدردی کر کے ہمکو اپنا دلی دوست بنانا چاہتی ہے یہ تمام و کمال قرآن عظیم کی تکذیب ہے مشرک اور مسلمانوں کا ہمدرد۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے لا یألونکم خبالا ودوا ما عنتم قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر وہ تمہاری بدخواہی میں کمی نہ کرینگے اُن کی دلی تمنا ہے تمہارا مشقت میں پڑنا بیشک عداوت اُن کے مونھوں سے ظاہر ہو چکی ہے اور وہ جو اُن کے سینوں میں دبی ہے اور بڑی ہے اور فرماتا ہے ان یثقفوکم یکونوا لکم اعداء و یبسطوا الیکم ایدیھم والسنتھم بالسوء وودوا لو تکفرون ○ وہ تمھیں پائیں تو تمہارے دشمن ہوں گے

اور اپنے ہاتھ اور زبان بدی کے ساتھ تمہاری طرف پھیلائیں گے اور اُن کی خوشی تو یہ ہے کہ کہیں تم بھی کافر ہو جاؤ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(۴۷ تا ۵۱) وہ مہاتما گاندھی کی ذات ہے ب مہاتما جی ج ہندو شریف قوم ہے وہ کبھی کسی عوض کے طالب نہیں د وہ بہادر مصیبت کے وقت ہمدرد ہے ہ نہ لفظی شکر گزاری کی محتاج حدیث کا ارشاد ہے اذا مدح الفاسق غضب الرب واھتز لذلک العرش مشرکوں کی مدح کس قدر سبب غضب جبار و لرزش عرش کردگار و موجب عذاب نار ہو گی اور وہ بھی جھوٹی کہ کسی عوض کے طالب نہیں ب نہ شکر گزاری کے محتاج یعنی اپنے وقت کے حیدر کرار ہیں کہ انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاء ولا شکورا ○ ہم خالص اللہ کے لیے کھلاتے ہیں نہ عوض چاہیں نہ شکر گزاری ج شریف بہادر قوم د ہماری مصیبت میں ہمدرد اور سب سے بڑھکر مہاتما ہے اُس کا بیان آگے آتا ہے جھوٹی تعریفیں اگر مسلم کی ہوں جب بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ احثوا فی وجوہ المداحین التراب مداحوں کے منہ میں خاک جھونکو مشرکوں کی ہوں تو منہ میں آگ جھونکنے کا حکم چاہیے (۵۲) مہاتما جی کتنا تو نہ چھوڑتا میں مذہب کا پابند ہو کر اُن کی عظمت کرتا ہوں مشرک کی تعظیم حرام و کفر سب میں ہلکے احکام والا کافر ذمی ہے اور سب میں ہلکی تعظیم سلام۔ ائمہ نے تصریح فرمائی کہ اگر ذمی کو تعظیماً سلام کرے کافر ہو جائیگا کہ کافر کی تعظیم کفر ہے لو سلم علی الذمی تبجیلا کفر لان تبجیل الکافر کفر۔ درمختار۔ اشباہ۔ تنویر الابصار منح الغفار وغیرہا (۵۳) فتاوی ظہیریہ و اشباہ و درمختار میں ہے

اگر مجوسی کو تعظیماً اے استاذ کہے کافر ہو جائے گا لو قال لمجوسی یا استاذ بتبجیلاً کفر استاذ کہنے پر یہ حکم ہے مہاتما یعنی روح اعظم کہنے پر کیا حکم ہوگا (۵۴ و ۵۵) عقلائے ہند کی عزت و حمیت ب میں برادران وطن کے مرتبے کو گھٹانا نہیں چاہتا بھلا وہ اور تنقیص شان یہ قرآن عظیم کی تکذیب ہے قال تعالیٰ وللّٰہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولکن المنٰفقین لا یعلمون ۰ عزت خاص اللہ اور اُس کے رسول اور مسلمانوں کے لیے ہے ہاں ان منافقوں کو خبر نہیں وقال تعالیٰ ان الذین یحادون اللہ ورسولہ اولٰئک فی الاذلین ۰ بیشک اللہ ورسول کے جتنے مخالف ہیں سب ہر ذلیل سے بدتر ذلیلوں میں ہیں وقال تعالیٰ اولٰئک ھم شر البریۃ ۰ وہ تمام مخلوقات سے بدتر ہیں (۵۶ تا ۵۹) جابجا برادران وطن ب جا بجا برادران ہکو د مراد عام ہندو ہیں نہ اُن کا کوئی خاص فرقہ کہ اضافت لامیہ ہو ج متفق و شخطی تحریر میں ہے ہندو بھائی د یہاں تک کہ مسلمان ہند و نادان بھائیوں کے ہاتھ سے مظالم اُٹھاتے چلے آئے ہیں قاتل ہند و بھی بھائی۔ مشرکین سے مواخات حرام ہے اللہ عزوجل مسلمانوں کو آپس میں بھائی فرماتا ہے انما المؤمنون اخوۃ کافروں کا بھائی منافقوں کو بتاتا ہے الم تر الی الذین نافقوا یقولون لاخوانھم الذین کفروا (۶۰ تا ۶۳) فقیر ان کا رکنین کے سلسلے میں بالکل پس رو گاندھی صاحب کا ہے ب اُن کو اپنا راہ نما بنا لیا ہے ج جو وہ کہتے ہیں وہی مانتا ہوں د میرا حال تو سہر و سنت اس شعر کے موافق ہے ؎

عمرے کہ بآیات و احادیث گذشت ۔۔۔ رفتی و نثار بت پرستی کردی

نان کارپریشن کو ترک موالات کہا جاتا ہے اُس پر آیات ترک موالات
پیش کی جاتی ہیں تو ضرور فرض مذہبی ہوا اُس میں مشرک کو رہنما بنانا مشرک
کی تقلید کرنی اُسے اپنا امام بنانا خود اُس کے پس رو ہونا اُس کی اطاعت
اور وہ بھی بروجہ کلی کرنا اپنے آپ کو اُس کے ہاتھ میں دیدینا قرآن و حدیث
کی عمر اُس پر نثار کر دینا یہ سب حرام و مناقض و منافی احکام اسلام ہے
قال اللہ تعالے ولا تتبعوا خطوت الشیطن انہ لکم عدو
مبین ○ فان زللتم من بعد ما جاءتکم البینت فاعلموا
ان اللہ عزیز حکیم ○ ھل ینظرون الا ان یاتیھم اللہ
فی ظلل من الغمام والملئکۃ وقضی الامر والی اللہ ترجع
الامور ○ وقال تعالی یایھا الذین اٰمنوا ان تطیعوا الذین
کفروا یردوکم علی اعقابکم فتنقلبوا خسرین ○ بل اللہ
مولٰکم وھو خیر النصرین ○ وقال اللہ تعالی وان تطع
اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ ان یتبعون
الا الظن وان ھم الا یخرصون ○ مشرک کا پس رو اُسے اپنا امام
وہادی بنانے والا روز قیامت اُسی کے گروہ میں پکارا جائیگا قال
تعالی یوم ندعو کل اناس بامامھم (۴۴) حرام کا مرتکب جب
اُسے حرام جانکر مرتکب ہو فاسق مستوجب جہنم ہوتا ہے مگر جب اپنے
اوپر سے دفع الزام کے لیے معاذ اللہ رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم
کو اُس میں شریک کرے حرام کو سنت نبوی بنائے تو حکم سخت اشد ہو جاتا ہے
زمین کا راستہ کوئی مسئلہ شرعیہ نہیں کبھی قرآن و حدیث نے اس سے
بحث نہ فرمائی کہ فلاں جگہ سے فلاں مقام کو راستہ یوں جاتا ہے اُس کا

یہ پتا ہے یہ محض امر دنیاوی ہے اور باعتبار توسل نہ صرف فرض یا مستحسن بلکہ حرام وکفر تک ہے لیکن نان کوآپریشن کو ترک موالات کہا جاتا ہے اور ترک موالات خود فریضۂ شرعیہ ہے قرآن وحدیث نے اُس کے طریقے بیان فرما دیے اُس کے معالم بتا دیے اُن کو ناکافی سمجھنا اور اُس میں مشرک کا پس رو بننا اور اُسے زمین کے راستے پر قیاس کرنا مسلمان کا کام نہیں یہ بلاشبہہ قرآن وحدیث کی تمام عمر بُت پرست پر نثار کرنا ہے کہ اُن سے جو حاصل ہوا بے سود تھا مطلب کے وقت کام نہ آیا اور مشرک نے حق کا راستہ دکھایا لہذا اُسے اس کے سر صدقے کر دیا کہ ہمیشہ بیکار چیز مفید شے پر تصدق کی جاتی ہے۔ اس کی نظیر یہی ہے کہ زید کا پیر جس نے راستہ نہ دیکھا حج کو گاڑی میں جائے گاڑیبان مشرک کو راستہ معلوم ہے اب زید مشرک کو اپنا مطوف بنا کے مناسک حج میں مشرک کا پس رو ہو جائے جو کچھ وہ بتائے اُسی پر عمل کرتا جائے کہ ہمارے پیر نے جو راستہ جاننے میں اس پر اعتماد کیا تھا یا مشرک کو نماز میں امام کرلے کہ گاڑی چلانے میں وہ پیر کے آگے تھا (۶۵) رسول اللہ صلی اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے عبد اللہ بن اریقط کو قبل آیات سیف وغلظت (جنھوں نے حسب تصریح امام عطا بن ابی رباح استاذ امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہما اگلی سب درگزروں کو منسوخ فرما دیا) ساتھ لیا تھا اور ماثبت منسوخ سے سند لانا حماقت اور اُس پر عمل کرنا ضلالت تو یہ کہنا اگر دلیل جواز اُس کی فعل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہے شرع مطہر پر جرأت ہے (۶۶) حضور اقدس صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے اُسے نوکر رکھا تھا اور گا فراجیر و خود سر کے حکم میں جانب جواز فرق نہ ہونا بے دلیل ہے

حاشیہ ۵۰ ف
اور شاہ عبد العزیز صاحب کی عبارت سے استناد تو محض بے سند ادعا ہی انھوں نے کا ہے ہیں ایک حکم بتایا اس میں گر عند التعمق آنہم خالی از حرمت نباشد خصوصا دریں زماں کہ خیلے موجب مفاسد دینی می گردد و اقل مفاسد مداہنت در انکار بر افاعیل منکرۂ ایشاں و مناصحت و خیر خواہی ایشاں و تکثیر سواد و تقویت شوکت ایشاں و تعظیم مفرط و اظہار محبت مفرط اینہا الی غیر ذلک اس اتحاد مشوم میں یہ سب مفاسد ہیں اور ان سے بہت زائد (۶۷)

بہت اشعار جہال بنا کر اکابر کی طرف نسبت کر دیتے ہیں حضرت خواجہ حافظ کا شعر بتاتے ہیں ؎

حافظا گر وصل خواہی صلح کن با خاص و عام ‏ ‏ ‏ ‏ با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام

حاشیہ ۵۱ ف
اگر شعر ؎

خلق می گوید کہ خسرو بت پرستی می کند ‏ ‏ ‏ ‏ آرے آرے می کنم با خلق و عالم کار نیست

طرق معتمدۂ شرعیہ پر حضرت امیر خسرو سے ثابت نہیں تو اس سے استناد مردود ہونا واضح۔ ورنہ وہ یقیناً اور اسی طرح سرمد کا کلام مصطلحات صوفیہ پر ہے جس طرح کلام حافظ میں وظیفۂ شرابخواری سخت بے دین ہو گا وہ جو انھیں معانی لغویہ پر محمول کر کے برانڈی پینا اور بت پوجنا شروع کر دے کہ حافظ و خسرو جو فرما گئے ہیں اس خط میں بت اور پرستش یقیناً معانی حقیقیہ پر ہیں کہ گاندھی ضرور بت پرست ہندو ہے۔ اور سرمد نے تو اس معنے مجازی کو بھی اپنے نفس پر ملامت میں کہا اور شکست دین بتایا کہ ؎

سرمد در دین عجب شکستی کردی ‏ ‏ ‏ ‏ ایماں بفدائے چشم مستی کردی

اس کے بعد وہ شعر ہے اور یہاں معنے حقیقی کو فتح دین و اصلاح دین بنایا گیا ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

(۶۸) یہ بناوٹ کہ یہ شعر اس حسرت کے ظاہر کرنے کے لیے لکھا جو مشاہیر
علما و بعض اہل اسلام کی بے اعتنائی سے ہندو مسلم اتحاد پر ہوئی عجب بے معنے
ہے ہندو مسلم کا اتحاد حرام و کفر تھا علما و مسلمین پر اُس سے جدائی فرض تھی اس
ادائے فرض و تحفظ اسلام کی ناگواری حسرت لائے اور عمر قرآن و حدیث
پر غصہ اُتارا جائے مختار مشرک کر دی جائے۔ ہاں یوں بے معنے نہیں کہ قرآن و
حدیث ہی نے علما و مسلمین پر اتحاد مشرکین حرام کیا تو یہ ساری کھنڈت انھیں
نے ڈالی لہذا اُن پر غصہ وجہ سے ہوا (۶۹ و ۷۰) شرعاً ایسے وقت استعانت
واعتماد جائز ہے حاشا دونوں حرام ہیں قال تعالیٰ یایھا الذین
اٰمنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا
وقال تعالیٰ ولم یتخذوا من دون اللہ ولا رسولہ ولا المؤمنین
ولیجۃ واللہ خبیر بما تعملون ۝ استعانت وقت حاجت اگر جائز ہے
تو دبے ہوئے مقہور ذمی سے۔ ائمہ فرماتے ہیں اس طرح جیسے کُتے سے
شکار میں (دیکھو شرح سیر صغیر امام سرخسی) یہ استعانت جو اپنے سے تگنے کرورہا
حربی مشرکوں سے ہو رہی ہے قطعاً حرام ہے۔ اس کا مفصل بیان
المحجۃ المؤتمنہ میں ملاحظہ ہو۔ (۷۱) توقع ہے کہ آپ حضرات ہنود جس طرح
ہم سے ملنے آئے ہیں اسی طرح مساعی اسلامیہ میں معین و مددگار ہونگے
اور سب متحد ہو کر کام کریں گے یعنی یہ نہ سمجھنا کہ استعانت کسی دنیوی معاملے
میں کی ہے۔ نہیں بلکہ خاص مساعی اسلامیہ میں کہ ارتکاب حرام و اضرار
اسلام میں کوئی شبہہ نہ رہے تفسیر ارشاد و تفسیر فتوحات الٰہیہ میں زیر
کریمہ لا یتخذ المؤمنون الکفرین اولیاء ہے نھوا عن موالاتھم
لقرابۃ او صداقۃ جاھلیۃ ونحوھما من اسباب المصادقۃ

والمعاشرۃ وعن الاستعانۃ بھم فی الغزو وسائر الامور الدینیۃ
پھر اتحاد دونوں میں ہے ناممکن کہ ایک متحد ہوا ور دوسرا مغایر تو ضرور یہ
ٹھہری کہ ہندو مساعی اسلامیہ میں معین ہوں اور مسلمان مساعی شرک میں
ورنہ ہندو کیا ایک ہاتھ کی تالی بجوا لیتے ہیں (۲۷) ہندوؤں کی مدد
سے جو قوت ہوئی قابل مسرت ہے یہ قرآن عظیم کی صریح مخالفت
اور بحکم قرآن منافقوں کی خصلت ہے قال تعالیٰ بشر المنفقین بان لھم
عذابا الیما ○ الذین یتخذون الکفرین اولیاء من دون المومنین
ایبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعا ○ (۷۳ تا ۷۵)
عہد موافقت ہو گیا اب ہمکو اسے پورا کرنا لازمی ہے جس میں اس کے
برقرار رہنے کا ہمیشہ ساعی رہونگا یہ سب نئی شریعت گڑھنا اور اللہ و رسول
سے آگے بڑھنا ہے۔ ان مشرکین سے جو معاہدہ ہو ہرگز نہ شرعی نہ اس کا پورا کرنا
لازم بلکہ حرام اور اس کے قیام میں سعی حرام۔ بدائع وہدایہ وکافی وتبیین وغیرہا
معتمدات شاہد ہیں کہ غیر ذمی کافروں سے معاہدہ صرف بوقت ضرورت
بقدر ضرورت التوائے قتال کے لیے ہوتا ہے وہ بھی ان کی طرف سے جن سے
کفار کو اپنے قتل کا خوف ہو۔ اور اس میں بھی فرض ہے کہ ان کے قتل کے سامان
تیار کرتے رہیں بالکل عزم قتل چھوڑ بیٹھنے کا معاہدہ حرام ہے نہ حربی سے
کوئی معاہدہ ہمیشہ کے لیے ممکن۔ اس مسئلہ کی تفصیل المحجۃ المؤتمنہ میں ملاحظہ
ہو (۷۶ تا ۷۹) ملکی فوائد جس قدر ہیں سب میں ہندوؤں کو مقدم
کرونگا اب گاندھی صاحب ہر امکان لینا چاہیں تو ان کو انگوٹھی
دیدوں گا جو ہم سے نہ لڑے ہمارے گھروں سے نکالنے کی فکر نہ کی
ہمکو خدا روکتا نہیں کہ ہم اس سے برو احسان سے پیش آئیں یہ سب

باطل محض ہے جامع صغیر و ہدایہ وکافی وغایۃ البیان ونہایہ وکفایہ وعنایہ ودرایہ وبدائع ومحیط برہانی ومستصفی وجوہرۂ نیرہ وفتح القدیر وتبیین الحقائق وبحر الرائق ودرر وشرنبلالیہ وفتح اللہ المعین وغیرہا معتمدات شاہد ہیں کہ جواز بر واحسان صرف کافر ذمی کے لیے ہے آیہ لا ینھٰکم اللہ انھیں کے واسطے ہے۔ کافر حربی سے بر واحسان حرام ہے آیہ انما ینھٰکم اللہ انھیں پر قہر عام ہے یہاں تک کہ عامۂ اکابر کے نزدیک ان کے بھک منگوں کو بھیک دینا بھی منع ہے نہ کہ موٹوں کو خوشی سے گھر بخشدینا جو کبھی کسی حاجتمند سے حاجتمند مسلمان بھائی کے لیے بھی نہ ہوا ہو اس کی جلیل تفصیل المحجۃ المؤتمنہ میں ملاحظہ ہو۔ اور مشرکوں کی تقدیم خلاف قرآن عظیم اور رہنائے فاسد علی الفاسد السقیم ہے (۷۹ تا ۹۰) قربانی گاؤ ضرور شعائر اسلام سے ہے جس کا اقرار صریح رسالۂ قربانی گاؤ صفحہ ۲ و ۳ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۵ و ۱۹ میں موجود خصوصاً ہندوستان میں جس کی تصریح مکتوبات شیخ مجدد الف ثانی میں ہے کہ ذبح بقر در ہندوستان اعظم شعائر اسلام ست اور ہنود ہمیشہ سے اپنی چلتی اس کی بندش میں کوشاں ہیں جو محض براہ ظلم وتعصب ہے جیسا کہ رسالۂ مذکورہ ص ۱ میں ظاہر اور ہرگز بندش میں ان کی کوشش ختم نہ ہوئی کٹار پور وغیرہ کے وقائع ابھی تازہ ہیں اور کس سال کہیں نہ کہیں فساد یا اس کا اندیشہ نہیں ہوتا اور بندش میں کوشش تو لگاتار جاری ہے اس کے لیے سبھائیں قائم ہیں اگر قدرت پائیں یقیناً قربانی در کنار اس کا نام زبان پر نہ لانے دیں بلکہ نام لینے والوں ہی کو باقی نہ رکھیں۔ اور گیارہ کتنے کے سر پہ سینگ ہوتے ہیں اگرچہ علماء ربانی غیر کے سبب علماء روک دینے پر قدرت

نہیں پانے اور خود رسالہ قربانی صہ۲ میں ہے ایسی مداخلت سے مسئلہ کی
نوعیت بدل جاتی ہے اور زبردستی رُکاوٹ ڈالنے کی صورت میں
گائے کی قربانی واجب ہو جاتی ہے یہ جواب اس پر تھا کہ ہندو تین
گایوں کی نسبت صرف پوچھنے آئے تھے کہ کس نے منگائیں اُنھوں نے کوئی
فوجداری نہ کی تھی صہ۲۱ پر صاف تر ہے جب سے ہندوؤں کو اس کا
خیال پیدا ہوا کہ گائے کی قربانی روکی جائے اُس وقت سے مسلمانوں کو
بھی اپنا حق قائم رہنے اور اپنے مذہبی حکم کے جاری رکھنے کا خیال پیدا ہو گیا
حکم شریعت بھی ایسا ہی ہے کہ جب قربانی روکی جائے گی تو لازم ہے
کہ ہم اُس کو کریں یہ حکم شریعت سے مسلمانوں کے اُس خیال کی تصویب ہی
جو اُنھیں خیال ہنود کی وجہ سے پیدا ہوا نہ کہ اُن کے عملاً روک دینے پر
جس پر ہندوستان میں شیوع اسلام سے آج تک اللہ تعالےٰ نے
اُنھیں قدرت نہ دی اور جہاں چندروزہ خاص جگہ اُن کی چلی جیسے
سکھوں کے زمانے میں پنجاب میں وہاں ہرگز حکم شریعت وجوب
نہ تھا لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا تو کوشش بندش ہی وہ چیز ہی
جو قربانی گاؤ کو واجب کر دیتی ہے اور وہ قطعاً موجود و مستمر تو یقیناً یہاں
قربانی گاؤ کا وجوب ثابت و مستقر۔ جو رسالہ قربانی صہ۱۲ میں مولوی عبدالحی
صاحب لکھنوی کے فتوے سے ہے گائے ذبح کرنا طریقہ قدیمہ ہی زمان
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وجملہ سلف صالحین سے تمام بلاد میں ایسے
امور شرعی ماثورہ قدیم سے اگر ہنود روکیں اور بنظر تعصب مذہبی منع کریں
تو مسلمانوں کو اُس سے باز رہنا درست نہیں دیکھو روکنے کو مجرد منع بنظر
تعصب سے تفسیر کر دیا آگے کہا اگر ہنود منع کریں تو اُس کے ابقا میں سعی

واجب ولازم ہے ص۱۴۱ پر اُنھیں کے دوسرے فتوے سے ہے ہنود کی
ممانعت جو مبنی ہے اعتقاد باطل پر تسلیم کرلینا نہیں جائز ہے اُسی میں ہے
ہنود کی ممانعت تسلیم کرنا موجب اُن کے اعتقاد باطل کی تقویت و ترویج
کا ہوگا اور کسی طرح شرعاً جائز نہیں یوہیں ص۱۵ پر فتوائے جناب مولوی
عبدالوہاب صاحب ہے فی الحقیقۃ قربانی گائے کی ملت اسلامیہ میں
شعار اسلام سے ہے اُس کا موقوف کرنا بسبب ممانعت ہنود موجب
معصیت ہے بلکہ فتوائے مولوی عبدالحی صاحب میں عبارت سابقہ
کے متصل صاف تر ہے کہ بلکہ ہرگاہ ہنود ایک امر شرعی قدیم الطال میں کوشش
کریں اہل اسلام پر واجب ہے کہ اُس کے ابقا و اجرا میں سعی کریں اور اگر
ہنود کے کہنے سے اس فعل کو چھوڑ دیں گے تو گنہگار ہونگے دیکھو صرف
کوشش البطال پر بنائے وجوب رکھی وہ ہنود نے کس دن چھوڑی اور
اُن کے کہنے سے چھوڑنا گناہ بتایا نہ کہ اُن کے علاً روکنے کے بعد۔ اسی طرح
فتوائے جناب مولوی عبدالوہاب صاحب میں عبارت مذکورہ کے متصل
یہ ترقی فرمائی بلکہ قائم رکھنے قربانی گائے میں مسلمانوں کو سعی واجب و
لازم ہے یہ مطلق حکم ہے نہ کہ علاً روکنے سے مقید۔ غرض بلاشبہ قربانی
گاؤ شعار اسلام ہے اور جبتک ہند میں ہنود ہیں یہاں کے مسلمانوں پر
قربانی گاؤ کا جاری رکھنا واجب اور بخیال ہنود اُس کا چھوڑنا گناہ اور
مسلمانوں کو اُس کے چھوڑنے کی رائے دینی حرام و بدخواہی اسلام تو
مدار پر کہنا گائے کی قربانی واجب نہیں ب جو شخص حلت قربانی و لحم
کا اعتقاد کرتا ہوا ترک قربانی کرلے اُس کو اختیار ہے محض باطل ہے اور
وجوب فی نفسہ کا ارادہ عوام کو اغوا و مغالطہ ج ص۲ پر گاندھی کو جوتار

دیا کہ آپ کا استقلال ہندو مسلم اتحاد کے لیے ایک یادگار ہے اگر خدا چاہے گا
تو گائے آیندہ قربان نہ کی جائے گی خدا اس اتحادِ مقصد کو کامیاب کرے
فتاوے مولوی عبدالحی صاحب سے اس کا مطلب یہ ہوا کہ دین باطل ہنود کو
خدا قوت و رواج دے والعیاذ باللہ تعالیٰ د صلا۲۱ پر جو ایک پنڈت کو
لکھا والبدن جعلنٰھا لکم من شعائر اللہ سے گائے کی قربانی ثابت
ہوتی ہے نہ کہ گائے کی قربانی کا ایسا ہوتا ہے اس پنڈت کی خوشامد کے
لیے تھا ورنہ قربانی گاؤ کو اللہ فرمائے ہم نے اسے تمھارے لیے شعار اسلام
کیا اور اس سے اس کا ایما تک نہ ثابت ہو۔ ایسی بات مجنون کے سوا
کوئی نہیں کہہ سکتا۔ شعار اسلام کیا قربانی گاؤ کا صرف مفہوم ہے کہ ذہن میں
رہے اور بندگی ہنود کے لیے خارج میں نہ پایا جائے ولا حول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم ۵ صلا۱ پر یہ کہنا کہ میں آیندہ گائے کی قربانی نہیں
دونگا اور میری یہ خواہش ہے کہ عامۃ المسلمین میرا اتباع کریں ضرور مضر اسلام
ومخالف احکام تھا و صلا۲۲ میں نے چھوڑ دی اور مشورہ بھی دیا کہ لوگ اُس کو
چھوڑ دیں میں نے بہت بُرا کیا نیز اسی صفحہ پر کہنا کہ ہندو اگر روکیں گے
تو میں ضرور کرونگا صاف تناقض۔ ہندوؤں نے کس دن نہ روکا تھا جو
خلاف شریعت وہ عہد کیا اور مسلمانوں کو بھی اُس میں سانا چاہا اگر روکیں نے
تعلیق بالموجود تھا تو ترتب جزا واجب تھا نہ کہ اُس کا انتفاح اور صلا۲۶ کا
قول میں جانتا ہوں روکنے سے اُس کا انجام دینا ضروری ہو جاتا ہے میں نے
اپنے اکابر کے فتوے تمعق سے دیکھے مگر پھر بھی مسلمانوں کے لیے ممکن ہے کہ
گائے کے بجائے دوسرے جانور قربانی کریں عجیب تر ہے سبحٰن اللہ قربانی
گاؤ مسلمانوں پر شرعاً واجب وضروری بھی ہو اور اُسے چھوڑ کر اور جانور لینے کا

امکان واختیار بھی۔ مگر یہ کہا جائے کہ امکان سے مراد امکان عام ہے کہ
ضمن وجوب وافتراض میں بھی متحقق اور مطلب یہ کہ اگرچہ مسلمانوں پر قربانی
گاؤ شریعت محمدیہ صلے اللہ تعالیٰ علی صاحبہا وسلم سے واجب ہی مگر تازہ
شریعت اتحادیہ سے اُس کا ترک فرض ہے کہ مشرکین سے اتحاد فرض اعظم ہی
اور واجب و فرض جب متعارض ہوں ترک واجب لازم ہوجاتا ہے یوں
شریعت جدیدہ اتحادیہ مسلمانوں پر اس واجب شریعت محمدیہ کا چھوڑنا
لازم کرتی ہے مگر الحمدللہ شریعت محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم
اتحاد مشرکین ہی کو حرام فرما رہی ہے تو حرام کے لیے واجب کا ترک اور
بھی حرام در حرام ہوا بالجملہ جبتک ہندو ہندو ہیں مسلمانوں پر قربانی گاؤ کا
اجرا واجب اور چھوڑ دینا حرام۔ ہاں اگر ہندوستان میں ہندو نہ رہیں یا
ہندو ہندو نہ رہیں یا قربانی گاؤ سے اُن کی نفرت یکسر دور ہوجائے کہ اگر
اُن کے سامنے پچھاڑی جائے اُنھیں درد نہ آئے گئو رکھشا کی سبھائیں
سب ٹوٹ جائیں اور ایک مدت گزرے کہ یہ خیال دلوں سے بالکل
چھوٹ جائیں اُس وقت مسلمانان ہند پر خاص قربانی گاؤ کا اجرا واجب
نہ رہے گا اُس وقت ط لذت کا عذر ہی ہیمت کا فرق کہ ہمارا مذہب

قیمتی اور لذیذ قربانی چاہتا ہے گائے کا جز اس میں شامل نہیں۔ گائیں
اس میں داخل نہیں ص۱۷ ك اور جانور کی فضلیت ص۹ و ۱۹ و ۲۲ و ۲۵
ل ایک حصے پر پوری قربانی کی تفضیل ص۳ و ۵ و ۲۶ یہ تذکرے کچھ متوقع تھے
ہوتے اور مسلمانوں کو اغوا واضلال نہ ٹھہرتے جبتک ہنود ہنود ہیں اور اجرا
وابقاے قربانی گاؤ پر احکام وجوب ولزوم موجود ہیں لذت کا عذر گناہ
بے لذت اور فرق قیمت بے قدر وقیمت اور واجب کے مقابل کیا ذکر

افضلیت (۱۹ تا ۹۷) ص۳ گائے کی قربانی میں ہم لوگ کیا رائے رکھتے ہیں مذہبی شعار کو کسی دباؤ یا مروت سے نہیں چھوڑ سکتے ص۱۶ ہندوؤں کے روکنے یا اُن کی محض خوشامد سے ترک قربانی گائے کو ممنوع سمجھتا ہوں الحمد للہ معلوم ہوا کہ جبر ہی کی تخصیص نہیں بلکہ ہنود کی مروت یا خوشامد کے لیے بھی ترک قربانی گاؤ ناجائز و گناہ ہے اب ملاحظہ ہو ص۳ میرا خیال ہے اگر اتحاد قائم اور رواداری مذہبی ہوی تو گائے کی قربانی از خود موقوف ہو جائے گی ب ص۹ ہم وطنی کا خیال لازم ہے ان کے اخلاق نے یہ بات میرے ذہن میں پیدا کی ج ص۱۱ مجھ سے گاندھی صاحب یا کسی ہندو نے گائے کی قربانی ترک کرنے کی خواہش نہ کی مگر میں دلی اتحاد کی غرض سے اُن کی دل آزاری پسند نہیں کرتا د ص۲۶ ہندوؤں سے مجھے توقع ہے کہ معاوضہ لیکر اپنی اعانت کو نہ گنوائیں گے اور مسلمانوں کو مشورہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہوگا حدود شرع کے اندر رہکر اپنے فعل سے اُن کا دل نہ دکھائیں گے یہ مروت نہیں اور کیا ہے ھ ص۲۲ پر صریح تصریح ہے ہندو شریف قوم ہے وہ کبھی کسی عوض کے طالب نہیں اور مسلمان احسان کے بدلے احسان کرنے کے مکلف ہیں وہ ضرور مروت کریں گے اور حدود اسلام کے اندر رہکر ہر رعایت کرنے کو تیار ہونگے گائے بڑی چیز نہیں و ص۶ حدود اسلام کے اندر رہکر ہم ہر امر ہندوؤں کی مرضی کے موافق کر سکتے ہیں اُس کے لیے تیار ہیں گائے کی قربانی بقر عید کے دن ہوتی ہے ہندو مستعد ہو جائیں تو ہم اُن کے شریک ہو کر کمسریٹ کی قربانی رکوانے کو آمادہ ہیں۔ یہاں مروت و خوشامد دونوں محتمل تھے مگر ص۲۷ پر ہے ہندو اپنا طرز عمل ایسا کر دیں کہ مسلمان خود ہی

جس شے کا شائبہ بھی ہو کہ ہندوؤں کو گوارا نہو گا اُس سے تحرز کریں جہاں اُن کو اُن کا
مذہب اجازت دیتا ہو یہ تو خوشامد سے بھی گزر کر فنا فی الہنود ہوتا ہی معدودوں کا۔
اولیائے عظام کے سوا عام مسلمان علما صلحا اللہ و رسول کے ساتھ بھی یہ برتاؤ
نہ کر سکے کہ جس شے میں اُن کی ناپسندی کا شائبہ بھی ہو اُس سے تحرز کریں
صدہا سال سے ائمہ نے مسئلہ یہ فرمادیا کہ لیس زماننا زمان اتقاء
الشبہات کفی المرء ان یتقی الحرام المعاین مگر ہند و خدا و
رسول سے بھی بڑھ گئے فسبحٰن مقلب القلوب والابصار ہر جگہ
ممنوعات و محرمات شرع کی طرف مسلمانوں کو اغوا کرنا اور جا بجا یہ
قید لگاتے جانا کہ حدود اسلام کے اندر رہکر۔ حدود شرع کے اندر۔ جہاں
تک مذہب اجازت دیتا ہو اس کی نظیر یہی ہو سکتی ہے کہ بھائیو
شراب پینا مگر حدود تقوے کے اندر رہکر بھائیو زنا کرنا مگر خدا کے لیے جہانتک
مذہب اجازت دے ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (۹۸) رسالہ
قربانی سے گزرا کہ جب سے ہنود کو روکنے کا خیال ہوا مسلمانوں کو اپنے مذہبی حکم کے اجرا کا
خیال پیدا ہو گیا اور یہ کہ مسلمانوں کو یہی حکم شریعت ہی ہنود کا خیال ستم بلکہ سوز افروں
ہی اور اب لیڈر کہلانے والے کلمہ گو بھی اُن کے ساتھ ہو گئے لاجرم مسلمانوں پر
بحکم شرع واجب ہوا کہ قربانی گاؤ کے ابقا و اجرا میں انتہائی کوشش کریں جس کے
وجوب کا اسی رسالہ قربانی میں جا بجا اقرار ہی عبارت گزشتہ کے علاوہ ص۱۹ پر ہی
شعار دین میں سے جس کو روکا جائے اُس کے برقرار رکھنے کی پابندی مسلمانوں پر عام
ہو جاتی ہی اب سب کچھ بھلا کر مسلمانوں پر ص۲۷ کی یہ شدید بدگمانی کہ مخالفین ترک
قربانی گاؤ کا منشا مجھے یقینی طور سے معلوم ہوا ہے کہ خلافت کمیٹی میں رکاوٹ
ہو اور اعدائے خلافت کی تائید اور تفرقہ پردازی سے فائدہ اُٹھایا جائے کیسا

اشد حرام ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے یایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں حضرت سیدی زروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ہے الظن الخبیث لاینشؤ الا من القلب الخبیث اور پھر اپنی بدگمانی کو یقین بتانا اور سخت جرارت۔ مطلب یہ کہ مسلمان طرفداری نصاریٰ کی خبیث تہمت سے ڈر کر چپ ہو بیٹھیں اور دل کے پیارے آنکھوں کے تارے لاڈلے دولارے ہندو بھائیوں کا کام بنجائے شعار اسلام ہندوستان سے فنا ہو جائے انا للہ وانا الیہ راجعون (۹۹) ص

بنائے خبیث واعتماد پر یہیں کہنا اس طرح کی قربانی میں ضرور حرام سمجھتا ہوں ص۲۸ اُس کے حرام ہونے میں کیا وجہ تامل کی ہے (۱۰۰) ص۲۸ توبہ کرنا چاہیے ورنہ اصرار کبیرہ پر پہنچا تک پہنچا تا ہے یہ خود مذہب اہلسنت کے خلاف ہے (۱۰۱) ص۲۸ تم پر گائے کا گوشت حرام ہے اس میں میں حق بجانب ہوں۔ اُس کے گوشت کے مُردار ہونے میں کیا تامل ہے۔ یہ سب کیسی شدید تحریم حلال وافترا علی اللہ ذی الجلال ہے اب فرمایئے اس طغیان بے تمیزی میں مسلمان کیا کریں اگر چپ رہتے ہیں تو شریعت کے گنہگار اپنے حق مذہبی سے دست بردار شعار اسلام برباد کرادینے کے جرم میں گرفتار اور بولتے ہیں تو نصاریٰ کے طرفدار بہتانوں کی بوچھار اور نہ صرف اسی قدر بلکہ قربانی بھی حرام اور گائے بھی مُردار اور نہ صرف اتنا ہی بلکہ بحال اصرار سب مسلمان کفار۔ اب مفر کدھر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ الواحد القہار۔ ایک سوایک یہ اور ان کے امثال اور جتنے واقع ہوئے ہیں اُن سب سے اللہ عزوجل کی طرف توبہ کرتا ہوں اللھم انی اتوب الیک منہا لا ارجع الیہا ابدا استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ رب اغفر لی وتب علی انک انت التواب الرحیم وصلی اللہ تعالیٰ علی

خیر خلقہ محمد شفیع المذنبین وعلی الہ واصحابہ وامتہ اجمعین والحمد
للہ رب العلمین

نقل تصدیقات علمائے کرام اہلسنت حاضران مجلس بر تحریر مفصل

(۱) بیشک یہ امور سخت شنیع وقبیح اور مشتمل بر کفر وضلال وکبائر ہیں ان سے توبہ وتجدید اسلام
لازم وضروری ہے ۔ محمد نعیم الدین عفی عنہ ۔

(۲) بلاشبہ ایسے اقوال کفر وضلال اور ان معاصی سے توبہ نہایت ضروری ہے واللہ تعالیٰ
ہو الموفق ۔ امجد علی اعظمی رضوی عفی عنہ ۔

(۳) واقعی ایسے اقوال قطعی کفر وضلال ہیں اور ان سے توبہ لازم وضروری ہے واللہ تعالیٰ اعلم ۔
محمد عبد السلام صدیقی قادری رضوی جبل پوری کان اللہ لہ ۔

(۴) لاریب ایسے اقوال قطعی کفر وضلالت اور موجب خزی و وبال دنیا وآخرت ہیں قائل پر
ان سے توبہ واجب ہے واللہ تعالیٰ اعلم وہو الہادی کتبہ الفقیر محمد عبد الباقی محمد برہان الحق
الرضوی الجبلپوری غفر لہ

(۵) اقوال مذکورۃ الصدر کی بابت ادلۂ واضحہ سے ثابت ہو گیا کہ ان سے دین میں رخنۂ عظیمہ
برپا ہو گیا ہے لہذا بالضرور ان سے توبہ واجب ہے واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وہو الموفق والتواب الرحیم
احمد مختار الصدیقی

(۶) واقعی ایسے اقوال قابل توبہ اور بے دینی ہیں ۔
احقر العباد کمترین خاکپائے انام محمد فضل کریم الدہلوی ۔

(۷) اس حقیر وکمتر نے اس کو اول تا آخر گوش ظاہر سے سُنا اور سمجھا حقیقت میں اسمیں بعض اقوال
عند الفقہا کفر در کفر اور بعض ضال ومضل وکبیرہ واکبر الکبائر ہیں اسمیں شک کرنے والا
اور اس کے خلاف کہنے والا اور شبہ کرنیوالا عند اللہ جل وعلا وعند الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم بدتر ہے ۔ کتبہ العبد فقیر غلام محی الدین بن مولٰنا مولوی سید رحمۃ اللہ قادری راندیری

عفی عنہ - ۲ ماہ شعبان المعظم ۱۳۳۹ھ [مُہر]

(۸) اقوال مذکورہ بالا نہایت شنیع کفر و ضلالات پر مشتمل ہیں ان سے توبہ ضروری و لازم۔
واللہ تعالیٰ اعلم - کتبہ العبد المعتصم بذیل النبی الامی عمر النعیمی [عمر النعیمی مفتی الشرع]

(۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - اقوال مذکورہ سخت اشد محرمات و کبائر و قبیح و شنیع علی حسب مراتبہا
کفر و ضلال موجب اشد وبال و نکال ہیں قائل و محسّن پر توبہ لازم اور تجدید اسلام فرض محکم
واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم - کتبہ الفقیر اولادِ رسول محمد میاں القادری
البرکاتی المارہری عفی عنہ بقلمہ ۲۴ - شعبان المکرم ۱۳۳۹ھ

(۱۰) بیشک و شبہ اقوال مذکورۃ الصدر سے کامل طور پر ثابت ہوگیا مرتکبین امور شنیعہ قبیحہ مزبورہ کے
مفسد اور تبہ کار اور مستوجب غضب جبار و قہار کے ہیں انکو توبہ کرنا ضروری انہ ہو التواب الرحیم
راقم آثم ابو النصر محمد یعقوب عفی عنہ قادری بلاسپوری -

(۱۱) لاریب فیہ یہ اقوال موجب کفر و ضلال بعض مشتمل کبائر و وبال جن سے توبہ قائل و تجدید ایمان
واجب و لازم ہے والعلم عند اللہ و علمہ احکم و اتم العبد العاصی سراپا معاصی والخادم للعلماء
غلام احمد شوق فریدی حنفی سنبھلی عفا عنہ الولی

(۱۲) خاکسار نے اکثر مقامات سے اس کا مطالعہ کیا فی الواقع بعض اقوال مذکورہ تو صریح کفر ہیں
اور مبنی بر ضلالت ہونے میں تو کسی قول کے شک نہیں اللہ جل شانہ قائلین اقوال
مذکورہ کو توفیق عطا فرمائے اور ایسے اقوال منھ سے قلم سے نکالنے والے اور پھر اس پر
اصرار کرنے والوں کی اللہ کسی مسلمان کو صورت نہ دکھلائے اور سب کو ان کے
شر سے محفوظ رکھے آمین اللہم آمین -
ابو محمد محمد دیدار علی الحنفی -

وبالخیر

بحمدہ تعالیٰ

یہ رسالہ بہت اچھا ونافع مجالہ باطل واہل باطل کی حقیقت کھولنے والا حق کو جگمگانے والا آفتاب کی طرح روشن بنانے والا اہل بطالت کے عذر عاطل و لاطائل کو منثور کرنے والا کتاب نفیس و جلیل و مبارک مسمّٰی بنام تاریخی

الطاری الداری

لہفوات عبد الباری

۱۳۳۹ھ کا

حصہ دوم

مؤلفہ حضرت مولانا مولوی ابوالبرکات آل الرحمٰن محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب قادری برکاتی نوری دامت برکاتہم العالیہ

بصرف زر جماعت مبارکہ رضائے مصطفےٰ بریلی

باہتمام جناب مولانا مولوی حاجی محمد حسنین رضا خاں صاحب مدظلہم

حسنی پریس بریلی میں طبع ہوا

بار اول ۵۰۰ جلد علاوہ محصول ڈاک قیمت ۵ مر

سلسلۂ مراسلات با مولوی عبد الباری صاحب

مسمے بنام تاریخی

مراسلات امام مجدد مائۃ و مولوی عبد الباری

۳۹ ھ ۱۳

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

مسلمانو تم نے دیکھا مولوی عبد الباری صاحب کے کیا وعدے تھے خط اول تقلم شاہجہانپوری صاحب میں تھا جن کلمات اور جن شرائط سے جناب تحریر فرمائیں اُس طریق سے میں توبہ کرکے طبع کرادوں تیسرے خط میں میں جیسی آپ فرمائیں ویسی ہی توبہ کو تیار ہوں مولوی صاحب کی شکایت نہیں نفس امارہ کی شرارت ہے اُس نے وفائے عہد و پیمان و توبہ و تجدید ایمان کے عوض اُلٹا برافروختہ کیا مولوی صاحب نے ۱۷ شعبان ۱۳۳۹ھ کو یہ مضمون اخبار زمانہ میں شائع کرایا جو متکبرانہ انداز مولوی احمد رضا خاں صاحب نے ہم لوگوں کے ساتھ اختیار کیا ہے اُس سے مرعوب ہوکر میں کچھ کرنے کو اپنے اوپر ناجائز سمجھتا ہوں بلکہ التکبر علی المتکبر صدقہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے کوئی اعتنا کرنا نہیں چاہتا میرے پاس انھوں نے فلسفۂ

اجتماع کے مصنف اور ایک مارہرہ کے صاجزادہ اور خود بدولت کے بارے میں اور مولانا محمود الحسن صاحب و دیگر علماء دیوبند و گاندھی صاحب اور مرزا محمد تقی صاحب اور مسلم ہندو اتحاد اور قربانی گائے کے بارے میں ایک سو ایک کفر نامہ ارسال کیا ہے باوجودیکہ میں اپنے خدا سے ہر خطا کی چاہے اُس کو میں نے دیدہ و دانستہ کیا ہو یا خطاءً سے کیا ہو توبہ کرتا ہوں مگر اس پیکر تکبر کے روبرو گردن جھکانے کو بلکہ اُس سے تخاطب کو بھی اب نہ اپنے بلکہ حق کی بے غیرتی تصور کرتا ہوں والسلام فقیر محمد عبد الباری عفی عنہ فرنگی محل لکھنؤ ۱۷ شعبان المعظم سنہ ۱۳۳۹ھ

مسلمان دیکھیں اولا مفاوضہ عالیہ ۴ شعبان میں کونسا حرف تکبر ہے جس پر فرنگی محلی صاحب اس درجہ جامہ سے باہر ہوئے آپ مراسلات میں ملاحظہ فرمائیں گے کہ ایک مہینہ کامل تک طرح طرح کی نرمی و ملاطفت بلکہ کمال منت کے ساتھ مولوی صاحب سے بار بار بہ تکرار استفسار فرمایا گیا کہ ہمارے خط میں جو لفظ تکبر ہو بے تکلف بتا دیجیے مگر مولوی فرنگی محلی صاحب آئیں بائیں ٹالے بالے کے سوا ایک حرف نہ بتا سکے نہ بتا سکتے تھے نہ قیامت تک بتا سکتے ہیں اس میں کوئی حرف تکبر ہو تو بتائیں اور جب بفضلہ تعالیٰ اصلاً نہیں تو کس گھر سے لائیں ہاں مولوی صاحب کے ہفوات پر رد تھا اور بعونہ تعالیٰ خوب اکمل و اشد تھا اسی کو مولوی صاحب نے تکبر سے تعبیر کیا جیسا کہ آگے چلکر خود قبول بھی دیا ملاحظہ ہو مراسلات میں مولوی صاحب کا خط نہم۔ مگر مولوی صاحب کے پاس اپنی نجات کی ایک یہی گلی ہے جہاں اُن پر رد شدید ہوا اور جواب نہ بنا اور اُنھوں نے چلانا شروع فرمایا کہ دیکھو تکبر کیا جاتا ہے ہم خطاب نہ کریں گے اس کی بھاری نظیر ابھی

آئی ہے انشاء اللہ تعالیٰ ثانیاً یہ کونسی شریعت کا مسئلہ ہے کہ اگر بفرض
غلط کوئی شخص متکبرانہ انداز ہی سے آپ کو توبہ کی دعوت دے اور کفر
وضلال ووبال سے نکلنے کی ہدایت کرے تو آپ کو توبہ کرنا ہی ناجائز ہو جائے
اُس کا تکبر اُس کے ساتھ ہے آپ پر تو توبہ فرض ہے خصوصاً ضلال خصوصاً
کفر سے کیا یہ وہی اذا قیل له اتق الله اخذته العزة بالاثم
نہوا کیا رب العزۃ نے اذا قیل میں متواضعاً کی قید فرما دی ہے یا شریعت
مطہرہ نے تکبر بادی کے وقت معاصی وضلالات یہاں تک کہ کفر سے
بھی توبہ حرام ٹھہرادی ہے ام لهم شرکاء شرعوا لهم من الدین
مالم یأذن به الله خیر یہ تو فوری فوران نفس کا اُبال تھا مگر بحمدہ تعالیٰ
رمضان مبارک کی برکات نے مولوی صاحب کی طبیعت نرم کی اپنے
رب اور اس عظمت والے مہینے سے کچھ شرم کی اور ۱۳ھ ۱۱- رمضان
مبارک میں اپنی یہ توبہ چھاپ دی۔

توبہ نامۂ مولوی عبد الباری صاحب

اے اللہ میں نے امور قولاً وفعلاً تقریراً وتحریراً ابھی کیے ہیں جن کو میں
گناہ نہیں سمجھتا تھا مولوی احمد رضا خاں صاحب نے اُن کو کفر یا ضلال
یا معصیت ٹھہرایا ان سب سے اور ان کے مانند امور سے جن میں میرے
مرشدین اور مشائخ سے کوئی قدوہ میرے لیے نہیں ہے محض مولوی صاحب
پر اعتماد کر کے توبہ کرتا ہوں اے اللہ تو قبول کرنے والے میری توبہ قبول کر
اس توبہ پر اہالی وموالی وامت کا ڈھنڈھورا میں جو کچھ بھی شور مچتا کیا تعجب تھا
جس کا خود مولوی صاحب کو صاف اقرار ہے اُن کے خط دوم میں آتا ہے
مولانا آپ اس کا احساس نہیں کر سکتے کہ میری اس جسارت توبہ پر کس قدر

مجھ پر ہر چہار طرف سے یورش ہے میں اس کو علامت قبولیت توبہ سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ ثابت قدم رکھے۔ چار طرف سے بیچارے مولوی صاحب کے اکیلے دم پر شورش و یورش کی تاخت تھی تھرطو تھر و شیم شیم کے نعرے بلند ہوئے مرتا کیا نہ کرتا المجبور معذور مولوی صاحب اپنی تاویل توبہ کے حاجتمند ہوئے ہمدم ۱۸۔ رمضان مبارک میں ایک تحریر بنام مزید تشریح توبہ چھاپی دور از کار باتوں کے علاوہ کمال یہ کیا کہ ہدایت نامۂ توبہ کے اکثر مضامین ہی کو یکسر اڑا دیا یعنی فرمایا جن امور کو مولوی احمد رضا خاں صاحب نے لکھا ہے وہ تخصیصات ہیں نہ کہ مسئلہ ترک موالات نصاریٰ یا قبول اعانت ہنود یا اُن سے جائز معاہدہ ہدایت نامہ آپ صاحبوں کے پیش نظر ہے ملاحظہ ہو کیا مولوی صاحب نے یہ سچ فرمایا بلکہ خود اپنی شدت غیظ و غضب کے زمانے میں بھی اخبار زمانہ میں چھاپ چکے تھے کہ فلاں و فلاں و چنیں و چناں اور مسلم ہند و اتحاد اور قربانی گائے کے بارے میں ایک سوا ایک کفر نامہ ارسال کیا ہے اگرچہ اُس میں بھی تمام مسلمانان جہان کو اپنا کافر کہنا چھپا کر صرف ایک مارہرہ کے صاحبزادے اور خود بدولت لکھا کہ وہ کلیہ بھی شخصیہ کی صورت میں آگیا مگر جس قدر کا وہاں اقرار تھا عجب کہ زمانۂ فترت و قلت غضب میں اُسے بھی حافظہ نباشد نے لیا حد یہ کہ سخت دباؤ کی ناچاری ناچاری کی دشواری کی بسیاری مولوی صاحب کو اس پر لائی کہ ہمدم ۲۔ جون ۲۴ ماہ مبارک میں بطور توریہ توبہ سے توبہ کی ٹھہرائی اپنے بدایونی احباب کا جی رکھنے کو یوں دونوں پلے ملاتی چھپوائی

بدایوں سے جو تحریر پہنچی ہے اس کے جواب میں التماس ہے کہ ؎

تیغ تو او چھی پڑی تھی گر پڑے ہم آپ سے ۔۔۔ دل کو قاتل کے بڑھانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

ہم لوگ خروج عن الخلاف اور خلو عن الذمہ ولو بقول ضعیف میں جو کچھ کرتے ہیں

اس میں تمام مالہ وما علیہ قول ضعیف کو مان لیتے ہیں ہم تو ظہر احتیاطی پڑھتے

ہیں باوجود ایجاب جمعہ کے قائل ہونے کے اور توبہ تو احتمال خطا سے بھی مشروع

ہے امید ہے کہ احباب بدایوں نے مجھے مولوی احمد رضا خاں صاحب سے تصفیہ

کر لینے دیں خدا نتیجہ بخیر کریگا فقیر محمد عبد الباری عفا اللہ عنہ بدایوں سے مولوی

صاحب کو دھمکی دی گئی تھی کہ توبہ آپ کے حق میں زہر ہے حضور اعلیٰ حضرت

قبلہ مدظلہم الاقدس نے آپ کے اقوال میں متعدد کفر گنائے ہیں اُن کے اعتماد

پر توبہ اپنے کافر مرتد ہونے کی تسلیم ہے اور جب کافر و مرتد ہوئے تو آپ کی

اور آپ کے مریدوں کی بیعت ٹوٹی نیا پیر تلاش کیجیے اور مریدین بھی جس سے

چاہیں تجدید بیعت کریں ساری ہوا اُکھڑ جائے گی عمر بھر کا بنا دھرا مٹی میں ملجائیگا۔

لہذا لازم ہے کہ اس توبہ سے پھرو اور جس حیلہ سے بن پڑے اس کی تکذیب کرو

اُس دھمکی کے جواب میں مولوی صاحب کی یہ تحریر ہے اس کا بدایونی پہلو تو

کھلا ہوا ہے اور عبارت میں اُس کے صاف دو مؤید ہیں اول یہ کہ فرمایا تجدید

بیعت مریدین کی تو یہ میرا فعل نہیں ہے اگر اُن کے نزدیک مولوی احمد رضا خاں

صاحب کا قول قابل اعتماد نہیں ہے تو اُن کو کیا ضرورت ہے کہ تجدید کریں

دوم فرمایا البتہ سوال یہ ہوتا ہے کہ ارتداد خود اپنی بیعت کو توڑ دیتا ہے اس کا

تدارک کیونکر ممکن ہے تو اس کے متعلق عرض ہے کہ ہم لوگ خروج عن الخلاف

اور خلو عن الذمہ (الی قولہ) توبہ تو احتمال خطا سے بھی مشروع ہے لہذا جس

بنا پر تجدید بیعت لازم ہوگی وہ بنا باوجود توبہ کے ضروری نہیں ہے کہ

مقبول ہو عوام بلکہ عام نے یہی پہلو سمجھا ہوگا ہر جاہل پر یہی مطلب ہویدا

ہوگا اور دوسرا خفی پہلو بھی نکتہ رس دقیقہ شناسوں کے لیے مخفی نہیں

خلو عن الذمہ کو بھی ایک یہی کہی برات ذمہ یا فراغ ذمہ کہتے ہیں یعنی ذمہ کا مطالبہ سے خالی ہونا نہ کہ خلو عن الذمہ آدمی کا ذمہ سے خالی ہونا یہ کیسا ہوگا اسی وقت کہ مجنون ہو جائے ١٢

یہ دوسری منطق ...

فرماتے ہیں بدایوں سے جو دھمکی کی تحریر پہنچی ہے اُس کے جواب میں التماس ہے
کہ تیغ تو اوچھی پڑی تھی مگر کیا تمھاری دھمکی خوف خدا سے بڑی تھی۔ آپ کی
شورشوں سے جان چھڑانے کو گر پڑے ہم آپ سے یہ صرف آپ کا جی رکھنے
کو ہے نہ کہ میں اور توبہ سے انحراف و لکو قائل کے بڑھانا کوئی ہم سے سیکھ جائے
نا و اتضویہ تو اسلام و کفر کا مسئلہ ہے ہم لوگ تو خروج عن الخلاف اور خلو
عن الذمہ ولو بقول ضعیف میں جو کچھ کرتے ہیں اُس میں تمام مالہ وما علیہ قول
ضعیف کو مان لیتے ہیں نہ کہ یقینی قطعی کفروں ضلالوں سے توبہ میں پس و پیش
کریں ہم تو ظہر احتیاطی پڑھتے ہیں با وجود ایجاب جمعہ کے قائل ہونے کے اور تم
ہمیں سب سے اشد و اعظم فرض قطعی تصحیح اسلام سے روکو توبہ تو احتمال خطا
سے بھی مشروع ہے نہ کہ یقینی کفریات سے نہ کی جائے مالکم کیف تحکمون
امید ہے کہ احباب بدایوں نے مجھے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولوی احمد رضا خاں
صاحب سے تصفیہ کر لینے دیں خدا نتیجہ بخیر کریگا اور میرا ایمان ٹھیک ہو جائیگا۔
فقیر محمد عبد الباری عفا اللہ عنہ اور شروع کلام ہی میں اس کے لیے بھاری دو
مؤید اہل علم کے لیے رکھ دیے اوّل یہ کہ فرمایا میں نے توبہ کو شائع کر دیا
اور لیطمئن قلبی کے طور پر مولوی احمد رضا خاں صاحب کے تار کے جواب
میں چند استفسارات کیے ہیں آیت کا اقتباس صاف بتا رہا ہے کہ
مولوی صاحب کو امام اہلسنت کے ارشادات پر پورا الیقین و ایمان ہے
استفسارات سے مقصود دلائل مفصلہ پر مطلع ہو کر حصولِ اطمینان ہے
سیدنا ابراہیم علیٰ نبینا الکریم وعلیہ افضل الصلاۃ والتسلیم نے جناب باری
میں عرض کی رب ارنی کیف تحی الموتیٰ اے میرے رب مجھے آنکھوں سے
دکھا دے تو کس طرح مُردے جلائے گا قال أولم تؤمن فرمایا کیا تم ایمان

نہ لائے **قال بلیٰ** عرض کی کیوں نہیں ایمان تو بروجہ کمال ہے و لکن لیطمئن قلبی ہاں یہ چاہتا ہوں کہ آنکھوں سے دیکھکر پورا اطمینان قلب حاصل کروں دوم فرمایا مجھے بڑے کے اعتماد ہے اور خود نفس توبہ نامہ میں تھا محض مولوی صاحب موصوف پر اعتماد کرکے توبہ کرتا ہوں ہر عاقل جانتا ہے کہ اعتماد قول صحیح پر ہوتا ہے نہ کہ ضعیف پر قول ضعیف قول معتمد کا مبائن ہے وہ دو مؤید جو پہلوئے بدایونی کے تھے انھیں بظاہر صوری غلبہ تھا کہ ظاہر تر اور عوام فہم تھے ان دو پہلوؤں کو حقیقی وواقعی غلبہ ہے کہ صحیح و محمود ہیں اور وہ دونوں باطل و مردود۔ اولاً اس اعجوبہ کو دیکھیے کہ پیر جی کو جس ہادی حق کی ہدایت پر اعتماد ہو مریدوں کو اُس پر اعتماد نہ ہو تو مریدوں کو پیر ہی پر کب اعتماد ہوا اور جب پیر نامعتمد تو مرید ہی کیا ہوئے بیعت تو یوں بھی گئی ثانیاً یہ طرفہ مسئلہ ہے کہ بیعت نہ صرف انتہاءً بلکہ ابتداءً پیر جی کی ٹوٹے اور مریدوں کی ثابت رہے وہ سلسلہ ہی کب رہا جس میں بیعت ہو ثالثاً وہی احتیاط وہی استبرائے ذمہ کہ توبہ پر حامل ہوا قطعاً تجدید بیعت و نکاح کا بھی داعی ہوگا کہ برارت ذمہ اسی میں ہے، کفروں سے توبہ ماننا اور تجدید بیعت نہ ماننا عجب منطق ہے رابعاً آپ تو خروج عن الخلاف چاہتے ہیں یعنی آپ کا مسلمان ہونا مختلف فیہ ہوگیا ایک قول پر اگر مسلمان ہیں تو دوسرے پر کافر ہیں اگرچہ وہ آپکے نزدیک قول ضعیف ہی ہو یہاں تک تو آپ نے خود مانا اور اس خلاف سے نکلنا اور متفق علیہ اسلام ملنا چاہتے ہیں تو جس قول میں آپ پر کفر ثابت ہوگا اُس پر آپ کی بھی بیعت فسخ اور آپ کے مریدوں کی بھی فسخ اپنی اور اُن کی بیعتوں کی تجدید سے انحراف اور پھر ادعائے خروج

عن الخلاف - غرض یوں مولوی صاحب نے پیش خویش دونوں پلّے برابر کر لیے اور حقیقت امر وہی ہے کہ مجبوری اُنھیں یہ چالیں چلا رہی ہی ؎

توبہ زمے کردم و آمد بہار ساقی توبہ شکنم آرزوست

پر عمل نہیں بلکہ اس پر کہ ؎

سچ ہے تیری ہی آرزو مجھکو کہیں جینے دے یوں ہیں تو مجھکو

لاجرم مولوی صاحب نے صاف لفظوں میں اقرار فرما لیا کہ اُنھوں نے ھمدم میں یہ بدایونی دلداری محض دفع شورش کے لیے چھپوا دی ہے۔

خط دوم میں فرماتے ہیں مولٰنا آپ احساس نہیں کر سکتے کہ میری اس جسارت توبہ پر کس قدر مجھ پر چہار طرف سے یورش ہے میں نے اسی وجہ سے ایک تحریر ھمدم میں اس رجسٹری کے واپس کرنے پر بھی لکھدی ہے وہ یہی بحریر دلداری بدایوں ہے جس کے اول میں ہے - ایک رجسٹری حشمت علی نامی کی جانب سے بھوالی سے میرے نام آج آئی ہے میں نے اُس کو واپس کر دیا ہے اب لفظ اسی وجہ میں کلمۂ حصر دیکھیے اور دل ہی دل میں سمجھ لیجیے کہ کس کی تیغ اوچھی پڑی تھی اور مولوی صاحب کس کا دل بڑھانے کو گر پڑے اس قسم کی متعدد تحریرات مولوی صاحب کی طرف سے شائع ہوئیں اور اہالی و موالی میں اُن پر توبہ شکنی کی تغلیس بجیں اور بات اتنی ہی ہے کہ معروض ہوئی ناچار مولوی صاحب نے اُدھر کچھ لکھا اِدھر کچھ لکھا مجبوری کے ہاتھوں بلقے ھذا الوجہ وھذا الوجہ بننا پڑا الیعنی الضرورات تبیح المحظورات خیر پوریشیوں کی شورشوں سے ہمیں کیا کام مولوی صاحب جانیں اور اُن کا کام ان جھپلیوں کے تماشے سے نکلیے اور مولوی صاحب سے جو مراسلت یہاں ہوئی اُس کی طرف چلیے کہ یہ وہی اصل

مقصود عزیز اور آپ دیکھیں گے کہ نہایت مزے کی چیز ہے والحمد للہ
رب العلمین - للہ ناظرین بنگاہ انصاف ملاحظہ فرمائیں کہ حضور پُر نور
سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مدظلہم الاقدس
کی طرف سے کس قدر نرمی و ملاطفت وکمال تواضع ولینت کا برتاؤ
ہوا ہے اور کس درجہ واضح بیانوں روشن تبیانوں سے حق کو آفتاب
نیمروز فرمادیا ہے بعض خطوط وہ بھی آئے گئے جن میں صرف زوائد تھے
مگر میں تحفظ سلسلہ کے لیئے تمام خطوط بلکہ تار بھی مسلسل نقل کرونگا یہ کہنے کو
نہ ہو کہ ہماری بعض تحریرات شائع نہ کیں اب آگے انصاف کا انتظار ہے
اور قبول حق کی توفیق دینا رب عزوجل کے اختیار ھو المعین وھو المجیب
علیہ توکلت والیہ انیب ٥ وصلے اللہ تعالےٰ وبارك وسلم
علی النبی الحبیب وعلیٰ آلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اولی التقریب
آمین والحمد للہ رب العلمین

جناب مولوی صاحب کا توبہ نامہ شائع شدہ ہمدم یہاں آیا حضور پُر نور
اعلیٰ حضرت قبلہ مدظلہم الاقدس نے اُس کی تہنیت میں ۱۵ ماہ مبارک
کو یہ تار امضا فرمایا اور سلسلۂ مراسلات شروع ہوا۔

تار مولوی عبد الباری صاحب

توبہ مبارک - خدا استقامت دے - اب براہ مہربانی میرے اُس
کاغذ پر بھی دستخط فرمادیں جو میں نے بغرض توبہ بھیجا ہے تو موجب
شکر ہے۔

خط اول مولوی عبد الباری صاحب بجواب تار

۱۶ - رمضان شریف ۱۳۳۹ھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فرنگی محل لکھنؤ

حامداً و مصلیاً و مسلماً

مولٰنا المکرم دام بالمجد والکرم - السلام علیکم - جناب کا تار بہزار افتخار موصول ہوا مجھے حسبۃً للہ و دیانۃً جو مناسب معلوم ہوا وہ کیا گیا ہے - مگر وہ کاغذ جو میرے پاس آیا ہے اس قابل نہیں کہ اُس پر دستخط کیا جاوے - بعض امور ایسے بھی اُس میں ہیں جو مجھے یاد نہیں کہ میں نے اُن امور کو کیا ہے اور بعض ایسے ہیں کہ میرے اکابر کی تحقیق کے خلاف ہیں - جو امور ایسے نہ تھے اُن میں آپ پر اعتماد کر کے توبہ کر لی ہے - مثلاً عرض ہے کہ امر اول مصنف فلسفہ اجتماع کے متعلق آپ پر اعتماد کر کے اُس سے توبہ کر لی گئی امر ثانی و ثالث کہ جس میں یہ کہا گیا ہے کہ میں نے اپنا و دیگر علمائے کبار و سادات عظام و مسلمین عالم کا اسلام برائے نام بتایا یہ مجھے یاد نہیں پڑتا ہے اگر تحریر ہے تو کہاں اور اگر زبانی ہو تو کس سے جبتک یاد نہ آئے اپنے کو مرتکب کیسے سمجھ لونگا اور توبہ کیونکر کرونگا - اکثر جگہ مطلقاً معاصی کے استحلال کو کفر ٹھہرایا ہے مگر حضرت جدی مولٰنا بحر العلوم عبن کی قائم مقامی کا مجھے ادعا ہے قدس سرہٗ کی تحقیق اس کے خلاف ہے ملاحظہ ہو شرح فقہ اکبر - اس وجہ سے تعمیل ارشاد سے قاصر ہوں فقط

فقیر محمد عبد الباری عفا اللہ عنہ

بقلم مظفر علی محرر

پہلا مفاوضۂ عالیہ بجواب خط اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

۹۷
۱۹ ماہ مبارک رمضان
جمعہ رجسٹری لفافہ
مولوی عبد الباری صاحب کی
داخل ہوئی اسکے لفافہ پر
مہر حشمت علی محرر دار الافتاء
...
اسی دن ...
...
واپس دیا
...
مولانا مولوی مصطفیٰ رضا خاں
صاحب کا نام ...
رجسٹری
۱۲

ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین ○ فبشر عبادِ الذین
یستمعون القول فیتبعون احسنہ ط اولٰئک الذین ھدٰھم اللہ و
اولٰئک ھم اولوا الالباب ○
بگرامی ملاحظۂ مولٰنا المکرم ذی المجد والکرم اکرمکم الاکرم تعالیٰ وتکرم۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ نامی نامہ تشریف لایا۔ انشاء اللہ العزیز
آپ اس فقیر کو ان بندگان خدا میں پائیں گے کہ لا یحبون الا اللہ ولا
یبغضون الا اللہ اب میرے قلب میں وقعت سامی بحمدہ تعالےٰ پہلے
سے بھی زائد ہے میرا قلب صاف ہے امید کہ قلب گرامی بھی ایسا ہی
صاف ہو وما ذلک علی اللہ بعزیز۔ مولٰنا! میں چراغ سحر ہوں میں
یہ چاہتا ہوں اگر آپ بھی چاہیں۔ نہیں نہیں بلکہ وہ چاہے جس کا چاہنا
چاہنا ہے کہ آپ میں مجھ میں کوئی وجہ خلاف باقی نہ رہے میں آپکی
طرف سے سلیم الصدر جاؤں میں جو رطب و یابس خیال میں ہوگا عرض
کروں گا محض دوستانہ خالص مخلصانہ آپ سے گزارش کرتا رہوں گا
اور امید کہ آپ ایسے ہی خلوص و اخلاص سے جو قابل تسلیم ہو تسلیم
فرماتے رہیں جس سے جواب ہو جواب بتاتے رہیں اور مجھ پر حق محبت و
حق انصاف کے لیے لازم ہے کہ جو قابل قبول ہو قبول کروں اور ویسا ہی
مخلصانہ جواب دوں یہاں تک کہ باذنہ تعالےٰ تمام حجاب مرتفع
ہو جائیں اور میں اور آپ پیشتر سے بیشتر یک جان و یک دل و
یک زبان ہو کر حمایت دین ونکایت مفسدین باذنہ تعالیٰ بجا لائیں
اللہ اللہ وہ ساعت کیسی مبارک ساعت ہوگی وما ذلک علی اللہ
بعزیز۔ ان ذلک علی اللہ یسیر۔ ان اللہ علیٰ کل شئ قدیر۔

مولٰنا آپ فرماتے ہیں مجھے حضرت بحرالعلوم کی قائم مقامی کا ادعا ہے
آپ کا یہ ادعا ہو یا دعوی فقیر کی تو یہ دعا ہے کہ باری عزوجل اپنے
عبد کو حضرت مولٰنا بحرالعلوم قدس سرہ سے بھی افضل و اولی و اعلم و اعلی
کرے وانما المرء باصغریہ فاذا کان قلبہ مع اللہ ولسانہ مع الحق
فقد فاز فوزا مبینا مولٰنا! آپ یہ خیال نہ فرمائیں کہ اس خیر طلب نے
معاذ اللہ کوئی حرف خلاف واقعہ آپ کی طرف نسبت کیا ہو الحمد للہ
یہ یہاں کا شیوہ نہیں میری تحریر مفصل اگر آپ ملاحظہ فرماتے تو اُس میں
ہر قول بلفظہ اور حاشیہ پر سب کا پتا نشان پاتے آپکا خط نمبری
۱۳۲۴ مورخہ ۳۰۔ ربیع الآخر شریف ۳۷ھ ۲۔ فروری سنہ ۱۹ء حضرت سراپا
برکت جناب مولٰنا مولوی حافظ سید محمد میاں صاحب دامت
برکاتہم صاحبزادۂ سرکار مارہرہ مطہرہ کے پاس گیا جو اُن کے پاس محفوظ ہے
اُس میں تحریر تھا اب میں اپنا مسلک عرض کرتا ہوں کہ زمانہ لا یبقی
من الاسلام الا اسمہ کا ہے آپ ہوں یا میں عبد الماجد یا مولوی
احمد رضا خاں صاحب سب اثر سے زمانہ کے محفوظ نہیں صادق العیاذ
مسلم کہاں ہیں جن میں سے کافروں کا امتیاز کیا جائے آپ کو اس کے
یاد رہنے کا کیا داعی تھا خدانخواستہ آپ کے قلب میں یہ نہ تھا کہ نہ
آپ مسلمان نہ حضرت صاحبزادہ صاحب نہ دنیا میں کوئی۔ سب کا
اسلام برائے نام ہے جنھیں کفار سے کچھ امتیاز نہیں بلکہ ایک غصہ کی
بات تھی کہ قلم سے نکلی ہاں یہ ضرور ہے کہ غصہ یا تنگدلی ایسے کلمات
کا حکم شرعی زائل نہیں کرتے۔ شرح فقہ اکبر حضرت بحر العلوم
اگرچہ فقیر کے پاس نہیں مگر استحلال معاصی میں اقوال ائمہ کرام پیش نظر

ہیں اور یہ بھی معلوم ہے کہ حضرات ائمہ حنفیہ خصہم اللہ تعالے بالطاف الخفیہ کے نزدیک ہر حرام قطعی کا استحلال کفر ہے نہ کہ ظنی کا میری تحریر میں نہ مطلق معاصی کے استحلال پر حکم کفر ہے نہ بکثرت بلکہ صرف تین معاصی معینہ کے استحلال پر (۱۸۱) مشرکین سے اتحاد جس طرح ہو رہا ہے (۲) و (۳) امور دین میں ان مشرکین سے یوں استعانت یہ اعتماد۔ اور یہ تینوں بلاشبہ حرام قطعی ہیں۔ مجھ جیسے کی تصنیف دیکھنے کی آپکو ترغیب اگرچہ زیبا نہو مگر یہاں ضرورۃً گزارش کہ فقیر کا رسالہ المحجۃ المؤتمنۃ سب نہیں تو صفحہ ۱۴ سے صفحہ ۸۰ تک منصفانہ دوستانہ بلاحظہ ہو جائے اُسے انشاء اللہ تعالے ان کے بیان تحریم کا کافی کفیل پائیے گا پھر بھی قصر مسافت کے لیے گزارش کرتا ہوں کہ بالفرض ان میں سے اگر بعض حرام ایسے ہوں جن کا استحلال تحقیق حضرت بحر العلوم پر کفر قطعی نہ ہو تو مذہب ائمہ حنفیہ پر تو ضرور کفر ہے ایسی بات کو کلمہ کفر کہنا کیا مستبعد ہے اور نہ سہی جو بات ایسی نکلے وہاں یوں بنا دیجیے کہ ائمہ حنفیہ کے نزدیک کفر ہے۔ مجھے ضد منظور نہیں وہ منظور ہے جو اوپر گزارش کر چکا کہ مجھ میں اور آپ میں انشاء اللہ تعالے کوئی وجہ خلاف باقی نہ رہے واللہ قدیر واللہ غفور رحیم ○ اس فتنہ ہائلہ میں لغزشیں یا دانستہ لرزشیں بہتیروں سے ہوئیں اور ہیں مگر میں اپنے قلبی تعلق سے مجبور ہوں جو قلق آپ اور مولوی ریاست علی خاں صاحب کی نسبت تھا کسی کے لیے نہیں مولے تعالے نے حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکات سے آپ کی طرف سے اطمینان کا سامان پیدا فرما دیا وہی اس کی تکمیل پر بھی قادر ہے پھر آپ کے

ذریعہ سے انشاء اللہ تعالیٰ مولوی ریاست علیخاں صاحب بھی
ایاب الی العقاب فرمائیں گے اور مجھے حزن دوستانہ کی قید سے
باذنہ تعالیٰ نجات ہو کر اس آیہ کریمہ کی تلاوت کا موقعہ ملے گا وقد احسن
بی اذ اخرجنی من السجن وجاء بکم من البدو من بعد ان
نزغ الشیطن بینی وبین اخوتی ان ربی لطیف لما یشاء انه
هو العلیم الحکیم ۝ وعلی سیدنا ومولٰنا محمد وآلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ
افضل الصلاۃ والتسلیم آمین والحمد للہ رب العلمین والسلام مع الاکرام

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ بقلم حشمت علی رضوی محرر دارالافتا
۱۹ ماہ مبارک ۳۹ھ از بھوالی ضلع نینی تال

خط دوم مولوی عبدالباری صاحب

۳۹ھ

فرنگی محل لکھنؤ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۲۲- رمضان المبارک

حامداً ومصلیاً ومسلماً

مولٰنا المکرم دام بالمجد والکرم۔ بعد تسلیم بصد تکریم عرض ہے کہ گرامی قدر نامہ
میں ایک عریضہ ارسال کر چکا ہوں غالباً اسی کا جواب ہوگا جو نام سے
دوسرے شخص کے رجسٹری شدہ کل میرے پاس پہنچا اس وقت گزشتہ
واقعات اور اشتہارات کا خیال کر کے مجھے مناسب معلوم ہوا کہ میں
وہ رجسٹری واپس کردوں اور نہایت ادب سے عرض کروں کہ مجھے
جناب کے نام سے جو اعتماد ہوگا وہ زید وعمرو کے نام سے نہیں
ہوسکتا ہے اس کا افسوس ہے کہ جواب والا کو تاخیر سے میں حاصل
کرونگا مگر اس کا منتظر ہوں فقیر یہ چاہتا ہے کہ جناب نے جو امور تحریر
فرمائے ہیں جہاں تک تفصیلاً ان سے توبہ کرسکے توبہ کرے۔ مجھے

خیال ہے کہ جناب نے اسلام بابائے نام لکھنے کا جو الزام دیا ہے وہ محمد میاں صاحب
مارہروی کی تحریر سے شاید اخذ کیا ہے اگر جناب نے ایسا کیا ہے تو میں
عرض کرونگا کہ یہ اُس عبارت کا مقصد میں نے نہیں لیا ہے بلکہ میں نے
کمال ایمان کی ندرت پر جو کچھ لکھا ہے وہ لکھا ہے اب غور کے بعد
یہ خیال آتا ہے کہ اُس سے اس طرح توبہ کرسکتا ہوں کہ عبارت اپنی لکھوں اور
اُس کے بعد لکھوں کہ اس کا مطلب اگر یہ ہے کہ جو مولوی احمد رضا خاں صاحب
نے تحریر فرمایا ہے تو میں اس سے بصدق دل توبہ کرتا ہوں۔ مولانا آپ اس کا
احساس نہیں کرسکتے کہ میری اس جسارت توبہ پر کس قدر مجھ پر چہار طرف
سے یورش ہے میں اس کو علامت قبولیت توبہ سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ
ثابت قدم رکھے میں نے اسی وجہ سے ایک تحریر ہمدم میں اس جنتری کے
واپس کرنے پر بھی لکھدی ہے۔ اس قدر التماس ہے کہ ہمارے اکابر نے
اعیان علمائے دیوبند کی تکفیر نہیں کی ہے اس واسطے جو حقوق اہل اسلام
کے ہیں اُن سے اُن کو کبھی محروم نہیں رکھا ہے مولوی قاسم صاحب کے
نام کے خط و کتابیں ہمارے پاس موجود ہیں ہم نے یہ ارادہ کرلیا ہے
کہ اب جس کے نام کا جو لقب کسی نے ہمارے اکابر سے لکھا ہے اُسی کی
اتباع میں لکھا کرونگا اُس سے زیادتی و کمی نہ کرونگا اور اُس کے مماثل کے
لیے بھی ایسا ہی لقب لکھونگا۔ اسی طرح مجھے معلوم ہوا ہے کہ مرزا محمد تقی
خود تبرائی نہیں تھے بلکہ اُن کے دستخطی فتاوے ہیں جن میں تبرا کو وہ
منع کرتے ہیں اور اپنی کتب سے اُس کے عدم جواز کو ثابت کرتے ہیں
علاوہ ہمارے اکابر مجتہدین لکھنؤ سے جو تعلق رکھتے تھے اُس کو ہم نے
دیکھا اور برتا ہے اُن کی عیادت اُن کی دعوت اُن کی تعزیت میں

بنا بر ہم لوگ شرکت کرتے رہے ہیں اُس کے متعلق بھی ہم بالتفصیل توبہ کرنے سے قاصر ہیں حکام نصاریٰ کی موالات سے جس قدر تحرز تھا اُسی قدر ہنود کے ساتھ تحرز کرنا ہم نے نہیں دیکھا ہے اس واسطے نفس مدارات ہنود کو ہم ممنوع نہیں قرار دے سکتے ہیں مگر غلو و تعظیم سے توبہ کر سکتے ہیں علاوہ ازیں کے جو تحریک اس وقت مقابل انگریزوں کے جاری ہے اُس میں اعتدال کے ساتھ ہم ہنود کو اپنے ساتھ سے علیحدہ کرنا نہیں چاہتے ہیں یہ خلاصہ ہے ہمارے مقاصد کا اس کے اندر ہم آپ کی ہر تعمیل ارشاد کو حاضر ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ جلد کسی عمدہ نتیجہ پر پہنچ جاویں ورنہ سخت کوشش باہم رنجش ڈالنے کی ہو گی۔ میں اس قدر عرض کروں گا کہ میں نے جو کچھ کیا ہے وہ جناب کی ذات کے لحاظ سے اور وجاہت کے خوف سے نہیں کیا ہے نہ آیندہ ایسا کرونگا میرے نزدیک بھی خدا کی خوشنودی کی غرض سے کرنا چاہیے تھا وہ میں نے کیا ہے اس وجہ سے اُس دعاے توبہ کے قبل جس قدر تحریریں ہیں اُن میں کچھ جناب سے مرعوب ہونے کی صورت نہیں معلوم ہوتی ہے فقط والسلام

فقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ

دوسرا مفاوضۂ عالیہ بجواب خط دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بجناب مولانا المکرم ذی المجد والکرم زید کرمہم۔ وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ حمد اُس کے وجہ کریم کو جس نے مجھ میں اور آپ میں باب تخاطب دوستانہ کھولا اور وہی اُس کی تکمیل پر قادر ہے۔ واپسی رجسٹری کی وجہ اس نامہ

سامی سے واضح ہوئی اگر جناب اسے قبول فرماتے تو اندر میرا ہی خط پاتے جیسے رجسٹری جناب کی بھتی اور لفافہ پر "مظفر علی محرر" وہ اُسی دن دوسرے لفافہ میں ولدی مولوی مصطفےٰ رضا خاں سلمہٗ کے نام سے پھر رجسٹری کر دیا گیا ہے اس سامی نامہ سے گمان ہوتا ہے کہ شاید وہ بھی واپس ہو اُس وقت فقیر اپنے نام سے رجسٹری کر دیگا اور اگر معاذ اللہ وہ بھی واپس ہو تو اس کی بھی شکایت نہ کرونگا ہاں اس کا ملال ہوگا کہ اگر وہ خط ملاحظہ فرماتے تو شاید میرا خلوص ظاہر ہوتا۔ اس سامی نامہ میں جو امور تحریر فرمائے ہیں قبل اس کے کہ میں اُن کی نسبت محض مخلصانہ اپنی رائے ظاہر کروں جناب ہی سے یہ دریافت کر لینا ضروری جانتا ہوں کہ وہ کیا طرزِ سخن ہے جسے جناب میرے خالص خلوص سے ناشی جانیں حاش للہ میں شکایت نہیں کرتا بلکہ اپنے اسی مقصود تک پہنچنے اور آپ سے اُس کی راہ پوچھنے کے لیے حکایت ہے شعبان کو جو رجسٹری میں نے حاضر کی بھتی جس میں ایک سوا ایک بات تو سے تو بہ مطلوب بھتی وہ کاغذ تو جناب ہی کی طرف سے لکھا تھا میری جانب سے کوئی حرف نہ تھا کہ میرے تکبر یا تواضع پر محمول ہوتا مگر جناب کے خیال میں وہ متکبرانہ انداز معلوم ہوا اور عرض کرنے والا پیکرِ تکبر لہٰذا نہایت خلوص سے اُس طریقۂ تخاطب کی اطلاع مانگتا ہوں جو اس محمل سے محفوظ اور میرا سچا خلوص ہی اُس سے ملحوظ ہو میں اپنے نزدیک (اگرچہ یہ میرا قصورِ فہم ہو) اعتراضات کے جواب ہر وجہ کافی دینے کو بھی تکبر نہیں سمجھتا کہ یہ ہمیشہ سے علما و ائمہ بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم میں معمول رہا حدیث میں ہے امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم و امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کسی مسئلے میں بحث فرماتے یہ معلوم ہوتا کہ کبھی نہ ملیں گے پھر احسن وجہ و کمال

ووادیپا سے ختم فرمانے با اینہمہ لہجہ جواب کا اختلاف اس رجسٹری ۴۔شعبان
کے خط اور اس رجسٹری تازہ سے کہ اب دوبارہ حاضر کی ہے جناب پر واضح
ہوجائیگا وہ دقیقیں مجانبت و محابت کا تفاوت ہے میں سچ عرض کرتا ہوں
حاشا ثم حاشا ہرگز اس کارروائی سے اپنا استعلا منظور نہیں اللہ علیم بذات الصدور
ہے کہ جناب سے صفائی اور جناب کے طفیل میں ہزاروں عوام کی رہائی اور
اس خدمت دینی سے اپنے لیئے ثواب الٰہی منظور ہے واللہ قدیر واللہ
غفور رحیم ۔جناب کو اگر اس کا خیال ہو کہ یہ اس پر افتخار کرے گا اور
ہمکو مرعوب قرار دیگا تو اطمینان جناب کے لیے میں تحریر دیدوں کہ اس میں
جناب ہی کے لیے علو و فخر اور اس فقیر پر احسان عظیم ہوگا کیا ایک دوسرے
کو ہزار اشرفیاں دے تو وہ اُس کا محسن نہیں آپ کے اس قبول سے تو
مجھے بعونہ تعالیٰ اُس نعمت کی امید ہے جسے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے بہ قسم فرمایا کہ خیر لک من ان تکون لک حمر النعم پھر کیونکر
اس قبول کو آپ کا کمال احسان نہ جانوں اور میرا آپ پر کیا دباؤ ہے
جس سے آپ کو مرعوب مانوں مولٰنا متعدد علمائے کرام ہیں جنھوں نے
اس فقیر کی عرض قبول فرماکر ندوہ سے جدائی فرمائی مثل جناب مولٰنا مولوی
محمد عبدالسلام صاحب رکن و واعظ معظم ندوہ وجناب مولٰنا مولوی
وصی احمد صاحب محدث سورتی ومولوی حکیم خلیل الرحمٰن صاحب ہردو
تلمیذ خاص مولوی محمد علی صاحب ناظم ندوہ وغیرہم میں نے کبھی اُن پر
استعلا نہ کیا بلکہ انھیں کا احسان منند رہا عجب کہ وہ تو رضائے الٰہی کے
لیے اذعان حق کرکے بعونہ تعالیٰ مقبولان الٰہی میں داخل ہوں اور میں
اُن پہ استعلا کروں ۔اس نیاز نامے کے جواب آنے اور اُس طریقہ

تحاطب پر اطلاع پانے کے بعد اُن امور کی نسبت جو اس سامی نامے میں تحریر فرمائے ہیں محض دوستانہ اپنی رائے کا سچے دل سے اظہار کریگا مولےٰ تعالیٰ قادر ہے کہ مجھ میں اور جناب میں رفع حجاب فرماکر ہم دونوں کو حق پر جمع فرماوے آمین والسلام

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ از بھوالی شب
۲۶ - ماہ مبارک سنہ ۱۳۳۹ھ

خط سوم مولوی عبد الباری صاحب بجواب مفاوضہ اول

۲۶ - رمضان شریف سنہ ۳۹ھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فرنگی محل لکھنو
حامدا و مصلیا و مسلما

مولٰنا المکرم دام بالمجد والکرم - بعد تسلیم بصد تکریم عرض ہے کہ گرامی صحیفہ صادر ہوا جس شفقت سے خطاب کیا گیا ہے جناب کی ذات سے اسی کی توقع تھی - جناب خود اندازہ فرماسکتے ہیں کہ مجھے ہمیشہ تفرقہ دور کرنے کی فکر رہی اگر جناب کے مطمح نظر بھی یہ ہے تو اس کا حصول ناممکن نہیں ہے جناب نے جو عبارت میری تحریر کی نقل کی ہے اُس میں نفی کمال ایمان کی ہے نہ کہ اصل ایمان کی یہ ملحوظ رہے کہ عبد الماجد کو مؤمن فرض کرکے لکھا گیا ہے میں نے برابر اپنے جد اعظم مرشد مکرم اور والد ماجد قدس سرہما سے سُنا کہ وہ فرماتے تھے کہ یہ زمانہ پُر آشوب ایسا ہے کہ جو اپنا ٹوٹا پھوٹا ایمان لے کے چلا جاوے تو بہت غنیمت ہے میرے والد فرمایا کرتے تھے کہ باوا کا وقت پھر غنیمت تھا اب تو سب سے ایمان لے کے چلا جاوے تو بہت غنیمت ہے میں عرض کرتا ہوں کہ طیش شرعاً بھی عذر ہوتا ہے یا نہیں اگرچہ غصہ عذر نہو مگر یہ تو اُس وقت ہے کہ بجز اُس احتمال کفر کے

کوئی احتمال میری عبارت کا ہو ہی نہیں سکتا حالانکہ وہ احتمال کفر ایسا بعید ہے کہ نہ مفہوم عبارت اُس پر دلالت کرتا ہے نہ مصداق نہ سیاق نہ سباق پھر اُس احتمال کے اوپر محمول کرنا عبارت کا اور صریحی اور صاف موافق نیت و اعتقاد کے جو احتمال ہو اُس پر نہ محمول کرنا اس کی کیا وجہ ہے مانا کہ احتمال بھی ہو تو یہ عرض ہے کہ میری عبارت میں احتمال کمال ایمان کی نفی کا کیا ہو ہی نہیں سکتا تو اُس احتمال کو تقدم ہونا چاہیے نہ کہ سرے سے وہ متروک ہو گیا مجھے اب بھی انکار ہے کہ میں نے کہیں بھی ایسی عبارت لکھی ہے جس سے احتمال کفر ہو۔ میں بالمقابل دونوں عبارتیں تحریر کرتا ہوں امید ہے کہ انصاف سے ملاحظہ فرمائیے گا۔

اب چاہے آپ ہوں یا میں عبدالماجد ہوں یا مولوی احمد رضا خاں صاحب ممبر انجمن زمانہ کے محفوظ نہیں صادق العبار مسلم کہاں ہیں جن میں سے کافروں کا امتیاز کیا جاوے عبدالماجد نہ زندیق ہیں تو مدعیان تقوی و مجددیت جن کا ادنی خادم میں بھی ہوں کب صدیق ہیں۔

اکابر سادات و علما و جملہ مسلمین زمانہ کا اسلام برائے نام بنانا اور اُن میں اور کافروں میں امتیاز نہ ماننا کفر ہے اپنے آپ کو ایسا ہی کہنا اقرار کفر و کفر ہے۔

ایک مدت سے ایسے افعال اہل اسلام میں رائج ہیں جو کفر ہو سکتے ہیں مگر اُن پر حکم کفر کا کبھی اگلوں نے نہیں کیا ہے یہاں مراد وہی کافر ہیں جو اہل اسلام میں داخل اور مدعی اسلام ہیں نہ مطلقاً کفار اس پر لفظ جن ہیں سے دلالت کرتی ہے کیا جناب اس امر کے مدعی ہیں کہ کمال ایمان جناب کا اس حد تک ہے جس حد تک حضرت صدیق اکبر رض کو

حاصل تھا اور جب کمال نہیں ہے تو نفی کمال کی ہوگی اس میں اور نفی اصل ایمان میں بہت فرق ہے۔ میں نے استحلال معصیت میں جس عبارت بحرالعلوم کا حوالہ دیا ہے وہ حسب ذیل ہے۔

مراد ما از ذنب ذنبے ست کہ ثابت باشد بدلیل قطعی کہ قابل تاویل نباشد و مراد از استحلال با قیام دلیل پس اگر کسے منکر ذنب گردد و گوید کہ دلیل قائم نیست وانچہ شما نقل می کنند ماؤل ست کافر نگردد و اگر از عقائد باشد فاسق گردد و اگر از فروع باشد فاسق ہم نگردد۔

مجھے یقین ہے کہ اکابر علماء فرنگی محل کے خلاف جمہور احناف کی رائے نہیں ہوگی اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ منکر ذنب کے نزدیک دلیل مدعی ذنب کے ماؤل ہو جانے کی صورت میں کفر کا حکم نہیں دیا جاسکتا ہے یہ ضروری نہیں کہ واقع میں دلیل ماؤل ہو یا قابل قبول مدعی ذنب ہو۔

مولانا غرض یہ ہے کہ میں اپنے اکابر و مشائخ کے اتباع کو لازم اس وجہ سے سمجھتا ہوں کہ اُن کی تحقیق اپنی اور آپ کی بلکہ اس زمانے کے تمام علماء کی تحقیق سے بالاتر سمجھتا ہوں میں اپنے اکابر کے فعل کو بھی ایسا ہی اپنے لیے حجت سمجھتا ہوں جیسا کہ قول کو اس واسطے کہ اُن میں خشیت و تقوے تھا اور وہ علماء ربانی تھے ان امور کو بار بار دُہرانے کی وجہ یہ ہے کہ جناب مجھے اُن کے خلاف کرنے پر مجبور نہ کریں گے نہ جناب کا یہ مجبور کرنا قرین انصاف ہوگا۔ مولانا بحرالعلوم کی عبارت سے حضرات صحابہ ماؤلین کی برارت ہوتی ہے ورنہ کون ذنب ہے کہ جو خروج حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مقابل سے زائد صریح ذنب ہو۔ امید ہے کہ اس کا تشفی بخش

جواب مرحمت کیا جاوے فقط

فقیر محمد عبد الباری عفا اللہ عنہ

بقلم مظفر علی محرر

[illegible] ۵/

تیسرا مفاوضۂ عالیہ بجواب خط سوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جناب مولٰنا المکرم دام بالکرم۔ تسلیم۔ نامی نامہ ۲۸ ماہ مبارک آیا ۲۶ رکو ایک ضروری نیاز نامہ حاضر کرچکا ہے اس کا جواب بھی اُسی طرز تخاطب کی اطلاع پر موقوف ہے۔ مجھے انتظار ہے رفع انتظار جناب کو یہ پرچہ حاضر اگر اتنا ہی فرما دیا جائے کہ میرے خط شعبان میں یہ یہ الفاظ تکبر تھے تو میں کچھ اندازہ کرسکوں۔ مگر مع افادۂ علل۔ کہ اجرائے علت منصوصہ خطا فی القیاس سے روکے۔ اجمالاً اتنی گزارش کہ کفر قائل وکفریت قول میں فرق ہونا پہلے عرض کرچکا ہوں۔ اول کی نفی میں سعی خارج از بحث ہوگی وہ مدعا ہوتا تو فقط طلب توبہ پر قناعت نہ ہوتی بلکہ اُس کے احکام لازمہ مثل بطلان نکاح وبطلان بیعت قائل ومریدانِ قائل وغیرہا بھی ہوتے والسلام

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ

از بھالی ۲ شوال مکرم روز جمعہ ۱۳۳۹ھ بقلم ناظم دار الافتا

۵/ ۵ شوال کو آیا ۱۲

خط چہارم مولوی عبد الباری صاحب بجواب مفاوضۂ دوم

۴ شوال ۱۳۳۹ھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فرنگی محل لکھنو

حامداً ومصلیاً ومسلماً

مولانا المکرم دام بالمجد والکرم۔ بعد تسلیم بصد تعظیم عرض ہے کہ گرامی صحیفہ مورخہ شب ۲۶ ماہ مبارک ۱۳۳۹ھ نے صدور فرمایا باعث عزوافتخار ہوا جناب آپ

جس طرح چاہیں خطاب فرمائیں مناسب ہوگا اس واسطے کہ خلوص و شفقت
ہی سے مخاطبت ہوگی میرا دل صاف ہے زیادہ ادب فقط

فقیر محمد عبد الباری عفا اللہ عنہ

بقلم مظفر علی محرر

۵۲ چوتھا مفاوضۂ عالیہ بجواب خط چہارم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مولٰنا المکرم دام بالکرم۔ بعد تحیات سنیۂ سنیۂ زکیہ ملتمس۔ نامی نامہ بعد انتظار تشریف لایا اجازت مطلقہ نہایت کرم ہے مگر ناواقف طرز سے صدور ما یسوء الخاطر مستبعد نہیں مبادا استدراہ ہو لہذا نیاز نامہ ۲ شوال کے جواب برفع حجاب کی بیشک ضرورت ہے۔ نیز جب کلام معاذ اللہ مکابرہ نصیب اعدا۔ مناظرہ بھی نہیں کہ دو جہت چاہتا ہے بلکہ صرف یکجہت احباب کا علمی مذاکرہ تو ان باتوں پر عطائے معاہدہ سے اپنے ایک خالص بہی خواہ کی ہمت افزائی فرمائی جائے جس میں بعونہ تعالیٰ بہت قصر مسافت ہے مہینوں کا کام ان شاء اللہ تعالیٰ گھڑیوں میں طے ہوجائیگا۔

(۱) سائل کو صائل یعنی مُعین کو مُہین تصور فرما کر کیفما امکن مدافعت مقصود نہ ہوگی جناب خود ناقد بصیر ہیں آپ ہی اندازۂ احکام شرعیہ رکھتے ہیں بلکہ مجھ سے زائد کہ متکلم اپنے کلام سے اعرف ہے میرا کام بالائی تذکیر و یاددہانی ہے تو جہاں دیانۃً حرج شرعی ملاحظہ ہو قبول فرمایا جائیگا اگرچہ اُس سے بھی زائد ہو جو فقیر گزارش کرے (۲) تاویل کلام و دفع الزام کے لیے کوئی حقیقت واقعیہ مستور نہ رکھی جائے گی بلکہ بشہادۃ اللہ عزوجل جو امر انجلی ہو اُس کے اظہار سے حق کے لیے استظہار ہوگا کہ مقصود صرف

۵۲ ۹ شوال کو امضا ہوا ۱۲

اذعان و اعلان حق ہے اور رفع حجاب و مذاکرۂ احباب اسی کا احق (۳) بعد صحت اصل مراد زوائد کے نقص و تمام و نقض و ابرام سے بحث نہ ہوگی (۴) بعد وضوح حق کسی رعایت خاطر لحاظ ملاقات دنیوی تہذیب کو اس پر ترجیح نہ ہوگی بلکہ ارشاد الٰہی کونوا قوامین بالقسط شھداء للہ ولو علی انفسکم پر عمل ہوگا۔ ان چاروں التزاموں پر اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ضمانت ہو ان میں کوئی بات بیجا ہے تو اس پر اطلاع فرمائی جائے ورنہ قبول کامل سے مسرت افزائی احسن اللہ تعالٰی بیدی و بیدکم فی الدنیا والآخرۃ انہ اھل التقوی و اھل المغفرۃ آمین والسلام

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ از بھوالی

۹ شوال مکرم ۱۳۳۹ھ بقلم محرر

پانچواں[1] مفاوضۂ عالیہ بتقاضائے جواب مفاوضۂ دوم و سوم

۱۹۔ شوال کو بصیغہ رجسٹری لکھنؤ بھیجا ۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جناب مولانا۔ تسلیم۔ میرے ایک نیاز نامہ کو دس دن ہوئے دوسرے کو بیس۔ جناب تحریر فرما چکے کہ میرا دل صاف ہے پھر جواب سے اعراض کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ نہ لکھنؤ جیسے شہر میں آپ جیسے شخص کو خط نہ پہنچنا متوقع۔ پھر بھی احتیاطاً دونوں کی نقل حاضر ہو اپسی ڈاک جواب عنایت ہو فقط

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ بقلم محرر

۱۹۔ شوال مکرم ۱۳۳۹ھ

۲۱ شوال کو آیا ۱۲

خط پنجم[1] مولوی عبدالباری صاحب بجواب مفاوضۂ سوم و چہارم

فرنگی محل لکھنؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مورخہ ۱۹ شوال ۱۳۳۹ھ حامداً و مصلیاً و مسلماً

مولانا المکرم دام بالمجد و الکرم - بعد تسلیم بصد تکریم عرض ہے کہ صحیفۂ گرامی صادر ہوا - جناب نے ذوق سلیم و فراست صحیحہ سے جو فرق خطاب سابق و جدید میں اختیار کیا ہے اس سے زائد توضیح سے فقیر قاصر ہے اور ارشاد عالیہ کے بارہ میں عرض ہے کہ جو امر خدا کا حکم ہونا سمجھ لیا جاوے اُس کے قبول میں اصلاً و ریغ کو راہ نہ ہوگی تمام امور کی بنا واقعات صحیحہ پر ہونا چاہیے اصل مراد کے یقین کے بعد احتمالات زائدہ نظر انداز کر دینا ہونگے جو امر حق ہوگا اُس کے اختیار کرنے میں کسی قسم کا پس و پیش نہ ہوگا واللہ علی ما نقول وکیل و شہید ... آخر میں عرض ہے کہ عام ظن یہ ہے کہ جناب کو اپنی رائے سے عدول کرانے میں بڑے سے بڑے محقق کو بھی کامیابی نہیں ہوتی ہے امید ہے کہ یہ ظن فاسد باطل ہوگا زیادہ حد ادب فقط

فقیر محمد عبد الباری عفا اللہ عنہ

بقلم مظفر علی محرر

خط ششم مولوی عبد الباری صاحب مشعر رسید مفاوضۂ سوم و چہارم ۵۲

فرنگی محل لکھنؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مورخہ ۲۱ شوال المکرم ۱۳۳۹ھ حامداً و مصلیاً و مسلماً

مولانا المکرم دام بالمجد و الکرم - بعد تسلیم بصد تکریم عرض ہے - آپ کے دو خط آئے تھے لیکن میں بمبئی چلا گیا تھا اس وجہ سے دیر ہوئی معاف فرمایئے گا - میں نے ان دونوں خطوں کا جواب دے دیا ہے جو غالباً جناب کی نظر سے

گزرے ہونگے فقط والتسلیم فقیر محمد عبدالباری عفا اللہ عنہ بقلم شاہ علی عفا اللہ عنہ

چھٹا مفاوضۂ عالیہ بجواب خط پنجم

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مولانا المکرم دام بالکرم۔ بعد تحیۂ سنیہ ملتمس (۱) اتنی گزارش کی اجازت چاہتا ہوں کہ امر دوم لبشکل عہد نہیں تمام امور کی بنا واقعات صحیحہ پر ہونا چاہیے صرف بیان حکم ہے یہ بھی باشہاد الٰہی شکل التزام میں ہونا لازم۔ بلکہ اتنا ہی تحریر فرمادیں کہ تیرے خط نہم شوال میں جو چار امر کا عہد مسئول ہے ہمیں قبول ہیں واللہ علی مانقول وکیل صاف دلی کے بعد اس تحریر سے عائق کیا ہو سکتا ہے (۲) میرے خط ۲۶ ماہ مبارک کو آج ایک مہینہ کامل ہوا اُس کا عقدہ کسی طرح حل نہیں ہوتا صفائے قلب کے بعد اصلاً حاجت حجاب نہیں میں سچ گزارش کرتا ہوں کہ مجھے اپنے خط ۴ شعبان میں کوئی کلمہ تکبر نظر نہ آیا مگر آدمی اپنے عیب پر کم مطلع ہوتا ہے لہذا تصریح وتوضیح کی ضرورت ناگزیر ہے۔ فرق خطاب کی نسبت میں اُسی نیاز نامہ میں گزارش کرچکا کہ وقتیں محابت ومحابت کا تفاوت ہے اسے تکبر وتواضع سے کیا علاقہ۔ میرے فہم قاصر میں اس پر حوالت کے دو ہی معنے ہو سکتے ایک یہ کہ خطاب جدید میں جیسی ہماری تعظیم ہے سابق میں نہ تھی ایسی ہی کیا کرو۔ یہ معنے ہرگز مراد نہ ہوں گے کہ یہ تو معاذ اللہ جناب کا تکبر ٹھہریگا نہ کہ فقیر کا۔ دوم خطاب سابق میں جو تھا وہ تکبر ہوا اس کا جواب واقعۂ امیری المومنین فاروق وذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی عرض کرچکا ہوں اور اس کا ارادہ مکالمۂ آیندہ سے منع ہوگا کہ ان مقدمات کے بعد بدگمانی ہی باری ہے تو اس میں اور زیادہ دشواری ہے بہت منت سے گزارش کہ اس عقدے کے حل میں

اب زیادہ تطویل نہ ہو۔ خط ۲۸ شعبان میں میرے جو کلمات تکبر تھے سب گنا دیے
جائیں کہ تنبہ ہو اور اگر کچھ نہ تھا تو صاف فرما دیا جائے کہ ہم نے غصہ میں
لکھ دیا اُس میں کوئی تکبر نہ تھا بعد یکجہتی تام اظہار حق ہی مامول (۳۳)
فقیر کی نسبت ظن عام سُن کر طالبین سے یہ سوال کرنا تھا کہ اس کا تجربہ
تمہیں کیونکر ہوا وہ کیا کیا مسائل تھے جن میں فقیر خطا پر تھا اور وہ کون
کون محققین تھے جنہوں نے مجھے میری رائے سے پھیرنا چاہا اور ناکام رہے
اس سوال پر بعونہ تعالےٰ اُن کا کذب واضح ہو جاتا اور آپ خود ہی اُن سے
فرما دیتے کہ ان بعض الظن اثم آیت کریمہ ہے اور ان الظن
اکذب الحدیث حدیث صحیح۔ میں تو اسی مکالمہ میں تین بار گزارش
کر چکا ہوں کہ ان ۱۰۱ سے جو بخیال ثابت ہو میں اُسے کم کرنے کو تیار ہوں
اسی سے اُن کے کذب ظن کا اندازہ ممکن تھا (۳۴) جبکہ بعونہ تعالےٰ
صفائے قلب ہی تو ایک امر دوستانہ گزارش جس طرح جناب نے بریلی
و جبل پور تحریر فرما دیا جیسا کہ وہاں کے خطوں سے معلوم ہوا کہ ہمارا اور
احمد رضا کا مفاہمہ ہے اُس کے طے ہونے سے قبل اس بارے میں کچھ
نہ کہا جائیگا یہی جواب فریق ثانی کو دینا تھا یہی مقتضائے عدل تھا اور یہی انتظار
مفاہمہ کا اقتضا۔ اُن کے ہاتھ میں وہ تحریریں ہیں جن سے وہ کیا کیا مفاسد
اخذ کرتے ہیں مگر بحمد اللہ تعالےٰ میں اس سے بد دل نہیں ہیں جانتا ہوں
کہ جناب پر کس قدر یورش ہے اگر اُن کے نائرۂ بائرہ فتنۂ نائرہ کی
وقتی تسکین کو کچھ لکھ دیا تو میں اپنے رب عزوجل کے فضل اور اپنے نبی
صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے کرم سے مایوس نہیں جناب کا قلب صاف
رہنا چاہیے پھر ان شاء اللہ العزیز حق اپنے مرکز ہی پر مستقر ہو کر رہے گا

آپ خود ہی تحریر فرما چکے ہیں کہ میری اس جسارت توبہ پر کس قدر مجھ پر چہار طرف سے یورش ہے میں اس کو علامت قبولیت توبہ سمجھتا ہوں اللہ تعالے ثابت قدم رکھے آمین اللہم آمین والتسلیم ۲۵ شوال مکرم ۳۹ھ۔

فقیر ایک ضروری رسالۂ دینیہ کی تصنیف میں تھا جسے کل شنبہ تک رجسٹری کرکے ارسال ضرور تھا کہ آج رجسٹری نہ ہوتی لہذا جواب میں تین دن کی تعویق ہوئی معاف فرمائیں یہ خط لکھ چکا تھا کہ نامی نامہ مخبر رسید رجسٹری آیا۔ ایک حاجت ضروری گزارش شرح فقہ اکبر حضرت مولنا بحر العلوم قدس سرہٗ میرے پاس آگئی آج اسے دیکھا صفحہ ۴۰ پر سطر ۱۹ سے ثلث سطر ۲۱ تک وزیر اہل سما افضل از اہل سما سے نعوذ باللہ منہا تک عبارت میں بظاہر سقط معلوم ہوتا ہے امید کہ صحیح نسخۂ قلمیہ سے اور اگر خاص دستخطی حضرت شارح قدس سرہ ہو تو ازہمہ اولے یہ عبارت حرف بحرف تحریر فرما بھیجیں باعث ممنونی ہوگا۔

والتسلیم تم

۵۱
۲۹ شوال کو آیا ۱۲

خط ہفتم مولوی عبد الباری صاحب بجواب مفاوضہ ششم

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مولنا المکرم دام بالمجد والکرم۔ بعد تسلیم بصد تکریم عرض کہ گرامی صحیفہ صادر ہوا میں اُن تمام امور کو جو احقاق حق میں ایک مسلم پر لازم ہیں اپنے لیے ضروری سمجھتا ہوں جناب سے اس قسم کے عہود میں نے نہیں لیے ہیں مجھے بھی ایسے معاہدوں کے کرانے کا حق حاصل ہے میں حسن ظن نے ایک محق سمجھ کے اس کو چھیڑنا نہیں چاہتا جناب کے متعلق مشہور ہے کہ مناظروں میں ابتدائی مراحل طے کرنے میں وقت صرف کردیا

جاتا ہے گو یہ مناظرہ نہیں بلکہ مفاہمہ ہے اگر جناب اُن عادات سے جو مناظروں میں ہیں مفاہمہ میں نہ برتیں گے تو امید ہے کہ جلد تر نتیجہ خیز انجام اس مفاہمہ کا ہوگا۔ میں جناب سے عرض کرتا ہوں کہ کسی امر کی بنا واقعات غیر صحیحہ پر میں نہیں کرتا نہ میرے یا جناب کی طرف سے ہونا چاہیے اس سے صاف میں لکھنا فضول سمجھتا تھا باوجود اس کے عرض ہے کہ جناب کے خط نہم میں جو چار امر کا عہد مسئول ہے مجھے قبول ہے واللہ علی ما نقول وکیل۔ (۲) جناب والا میرے پہلے خط کے جواب میں ابھی تک ایک بات کا بھی ارشاد نہیں ہوا ہے مجھے اُس کے بعد جو خط جناب نے لکھا ہے اُس کے جواب کا مطالبہ قبل از وقت معلوم ہوتا ہے باوجود اس کے مجھے جتنا اس وقت مناسب معلوم ہوا اُتنا عرض کر دیا ہے تکبر وغیر تکبر کے متعلق جناب کے مفاہمہ کے بعد بہت صاف التماس کرونگا رو کو میں تکبر نہیں سمجھتا ہوں اس قدر عرض کرنا کافی ہے اس عقدہ کو حل کرنے میں اصل مفاہمہ میں تعویق ہوگی اس لیے عرض ہے کہ اب اُس میں تاخیر نہ فرمائی جاوے ورنہ میں سلسلۂ مکاتبات کو جاری نہیں رکھ سکتا میرے متعلق اس سے کہیں زائد اہم امور ہیں (۳) جناب معاف فرمائیں گے کہ میں نے ظائفین سے بہت سوالات کیے اور اُنھوں نے مسکت خصم جوابات دیے ان امور کو بھی بعد اصل مفاہمہ کے میں ضرور صاف کرونگا بلکہ ظائفین کو مقابلہ میں پیش کرونگا (۴) گزارش ہے جناب والا نے قبل مفاہمہ سے جس سے امور صاف ہونے حضرات بریلی و جبلپور کو عجلت نہ کرنے کی ہدایت فرمادی ہوتی تو جناب کو دوستانہ ارشاد کی ضرورت نہ پڑتی۔ فقیر سندھ جارہا ہے اس واسطے جناب

کے ارشاد کی شرح فقہ اکبر کے بارے میں تعمیل نہ ہو سکی زیادہ آداب۔

فقیر قیام الدین محمد عبد الباری عفا اللہ عنہ

بقلم شاہد علی عفی عنہ

فرنگی محل لکھنؤ ۲۸۔ شوال المکرم ۱۳۳۹ھ

تار[۹۱] مولوی عبد الباری صاحب

لکھنؤ فرنگی محل۔ مولوی عبد الباری۔ اصل بحث شروع کرتا ہوں کہاں بھیجوں آپ سندھ کو کب جائیں گے کب آئیں گے۔ اعلیٰ حضرت

بھوالی

تار[۹۲] از لکھنؤ

حضرت اقدس کراچی گئے۔ الطاف محمد۔ لکھنؤ

اس تار میں کچھ اطلاع نہ دی کہ مباحث کہاں بھیجے جائیں یا مولوی صاحب کب تک آئیں گے لہذا انتظار کرنا ہوا بارے، خود مولوی صاحب نے براہ مہربانی اپنے آمد کی اطلاع اس تار سے دی۔

تار[۹۳] مولوی عبد الباری صاحب

کراچی سے واپس آیا جناب کے سرفراز نامہ کا منتظر ہوں۔ عبد الباری

ساتواں[۹۴] مفاوضۂ عالیہ بجواب تار

مولنا دام بالاکرام۔ تار مشعر تشریف آوری آج وقت ظہر آیا کمال ممنون ہوا آج ہی میں نے لکھوانا شروع کر دیا کل اتوار ہے پرسوں بعونہ تعالے رجسٹری حاضر کرونگا کمال منت سے اتنی تمنا ہے کہ چاروں عہد سامنے رکھکر تنہائی محض میں ملاحظہ فرمائیں مجمع کا غوغا کبھی اتباع حق کا سدّ راہ ہوتا ہے اب تو آپ تشریف لے آئے عبارت شرح فقہ اکبر اصل نسخہ سے

مطابق فرما کر اب عنایت ہو نیز صفحہ ۴۸ پر سطر ۲ میں ہے اجماع خلافت
حضرت امیر المؤمنین قطعی و اجماع خلافت ظنی یہاں بھی کچھ الفاظ
رہ گئے ہیں اس کی بھی تکمیل عنایت ہو حیف کہ ایسی کتاب اور اتنی
غلط چھپے جابجا مطلب خبط ہے جابجا شود کا نشود نشود کا شود ہے
اس کو تصحیح کامل کے ساتھ چھپوانا اعظم حسنات سے ہے یہ آپ کے
ہاتھ میں ہے یا اصل نسخہ عاریۃً مجھے عنایت ہو تو میں باذنہ تعالٰے
اس خدمت کا شرف لوں والتسلیم۔ شب ۱۰ ذی القعدہ ۱۳۳۹ھ

آٹھواں مفاوضۂ عالیہ آغاز مباحث جلیلہ ورد اکثر شبہات مولوی عبد الباری صاحب و جواب خط ہفتم

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مولٰنا اولٰنا سلام علی مولٰنا۔ الحمد للہ الحمد للہ الحمد للہ کہ جناب رجوع عہد با الفاظہا
قبول فرمائے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ رد تکفیر نہیں اتنا ہی مقصود اہم تھا اس
نامی نامہ میں جو کچھ فرمایا خصوصًا وہ دوسری شہرت کاذبہ المرجفون
فی المدینۃ کی مخترعہ خائبہ ایک ایک فقرے کے جواب باصواب
حاضر ہیں مگر الحمد للہ زوائد میں اضاعت وقت کی حاجت نہیں۔
مرجفین نے کیا کچھ نہ کہا اور کیا کچھ نہ کہیں گے ستکتب شہادتہم
ویسئلون انھیں یحسبون فی طینۃ الخبال جنے یا تو ابتغاذ ما قالوا ولن
یا تو یہ پرچہ چھوڑ دیئے آپ اور میں بعونہٖ عزوجل اصل مرام میں مخلصانہ کلام کریں
دست بستہ عرض کہ میرے سابق نیاز ناموں پر نظر تازہ فرمالی جائے کہ اخلاص
محض محض اخلاص ہی پائیے۔ یہ بھی نزاکت طبع سے میرا بیجا خوف تھا الحمد للہ
جناب معاہدہ فرما چکے کہ سائل کو صائل متعین کو مُہین نہ سمجھا جائے گا

وللہ الحمد وھا انا شارع فی المقصود متوکلا علی ربی الودود انہ قریب مجیب ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ○ میں رفع انتظار جناب نیز بعونہ تعالیٰ آسانی جانبین کے لیے چاہتا ہوں کہ ایک ایک دو دو مبحث حاضر کروں اُن کے طے ہونے پر اور پیش کروں۔

مبحث اول متعلق عبد الماجد

(۱) الحمد للہ اب تو قلب صاف ہے اور غبار مجانبت دور اظہار واقعیت مقبول ومنظور اب ارشاد ہو جائے کہ وہ جو ہمدم ۲۸ ستمبر ۱۹۳۱ء میں جناب نے چھاپا تھا کہ میں نے ہر طرح تحقیق کی کوئی امر کفر کا مولوی عبد الماجد کے متعلق ثابت نہ ہوا اس میں جمیع طرق تحقیق کے استیعاب کا ذکر ہے جمیع طرق کیا ہیں اور وہ سب کس کس طرح بجا لائے گئے اور ہر ایک کا نتیجہ کفر عبد الماجد کا عدم ثبوت کیونکر ہوا۔

(۲) وہیں یہ بھی فرمایا ہے اب میں اس قابل ہو سکا کہ دیانۃً بلا پس وپیش مولوی عبد الماجد صاحب کے متعلق اپنی رائے آپ کو دے سکوں جب مجھے اطمینان ہو گیا تو آپ کو بھی اطمینان کرانا ضروری سمجھا یہ مدت متطاولہ غور کامل میں صرف ہو کر آخر الامر اس پر استقرار رائے بتاتا ہے مگر ادھر سے مکرر رجسٹریاں جانے پر سولھویں دن مولوی سلامت اللہ صاحب کا جواب آیا اُس میں لکھا ہے مجدد الف حاضرہ مولٰنا عبد الباری صاحب قبلہ نے ان کتابوں کو نہیں دیکھا نہ وہ کتابیں ہمارے پاس ہیں نہ اُن کے مطالعہ کی ضرورت معلوم ہوتی ہے بلکہ اب تو سُنا ہے کہ اُن کا دیکھنا بھی حد کفر تک پہنچاتا ہے

اُن کی مخالفت میں کوئی تحریر کسی عالم کی ہم لوگوں کی نظر سے نہیں گزری
گزارش یہ ہے کہ جب آپ نے فریقین مکفر مکفرین کی کوئی تحریر نہ دیکھی
تو مدتوں غور کیا رجما بالغیب فرمایا۔

(۳۳ تا ۱۰۱) یہ تو یقیناً معلوم تھا (جس پر خود خط ۲۸ ستمبر شاہد ہے) کہ
اہل علم نے اُس کی تکفیریں کی ہیں یہ جانکر نہ اُس کا کلام دیکھنا کہ کاہے
پر تکفیر ہے نہ ان کے کلام دیکھنا کہ کیا نکیر کیا دار و گیر ہے پھر یہ احکام فرما دینا
کیا معنے اور دین و دیانت سے اُنھیں علاقہ کتنا! میں نے ہر طرح تحقیق
کی کوئی کفر ثابت نہ ہوا تحقیق کیا ہوا سے فرمائی ب ایسی حالت میں
مولوی عبد الماجد صاحب کے کفر کا میں قائل نہیں کیسی حالت میں
ج اگر اُن کے کلمات محتمل ہوں تو اُن کو محمول صحیح پر رکھنا چاہیے اور اگر
کفر میں مفسر نا قابل تاویل ہوں تو کیا کرنا چاہیے بے دیکھے ایک شق اپنی
طرف سے متعین کر کے ایسے دشنام دہندہ و تکذیب کنندہ خدا و رسول و
قرآن کریم کو کفر سے بچانا کونسا دین ہے بالفرض آپ کو یہ معلوم نہ تھا تو
اس کا عدم بھی تو معلوم نہ تھا دین و دیانت کا تو اقتضا یہ فرمانا تھا کہ میں نے نہ اُس کا
کلام دیکھا نہ علما کی تحریریں میں اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا د خواہ نخواہ کی
تاویلات سے کفر کا حکم دینا اگر رائج ہو جائے تو کم لوگ ایسے ہوں گے
جن کے متعلق یہ کہا جائے کہ وہ مسلمان کافر نہیں یہ وہی بے دیکھے ایک
شق کی تعیین ہے مقتضائے دین یوں فرمانا تھا کہ اس کے کلمات
دیکھے جائیں اگر اُن میں کفر نا قابل تاویل ہے تو وہ بیشک کافر مرتد ہے اور
اگر اُن کا ظاہر کفر ہے تو اُس پر فقہا حکم کفر ہے اور تجدید اسلام و نکاح وغیرہ کے
احکام اور اگر یہ بھی نہیں بلکہ علما براہ عداوت خواہ مخواہ کی تاویلات سے

اُس پر کفر ڈھال رہے ہیں تو یہ اگر رائج ہوجائے الخ ۸ وہ لوگ جو ارباب
فتوے ہیں اُن کے اسلام میں گفتگو شروع ہوجائے گی اللہ و رسول و
مسیح و مریم و قرآن اکرم کو سڑی سڑی گالیاں دیگا عبدالماجد اور اسلام
میں گفتگو شروع ہوجائے گی علما ارباب فتوے کے کیونکہ ہم نے بطور
خود اُن کی غلطی متعین کرلی ہے ۹ اب میں اس قابل ہوسکا کہ دیانۃً مولوی
عبدالماجد صاحب کے متعلق رائے دے سکوں کب اور کس وجہ سے
اس قابل ہوئے ہے دیکھئے شہادت کس دیانت نے دلوائی ۱۰ اور
اُس پر ظلم اشد یہ کہ دیانۃً معصیت معصیت ہے اور معصیت کر کے اُسے
تقوے کہنا آپ ہی فرمائیں کیا حکم رکھتا ہے ح جس وقت تک مجھے
دلجمعی نہ ہوئی اس کی پروانہ ہوئی کہ احباب خفا ہوجائیں گے معلوم ہوا کہ
مدت تک آپ کو اُس کے اسلام میں تردد تھا جب مجھے اطمینان ہوگیا
وہی بتائیے کہ وہ تردد کیونکر رفع ہوا اور یہ اطمینان کیونکر ملا تحریرات آپ نے
دیکھیں نہیں وحی اُتر سکتی نہیں (۱۱) جناب کو مکرر رجسٹر ملل جانے پر
آپ کے یہاں سے مولوی سلامت اللہ صاحب نے جو جواب دیا اُس میں
آپ کی اس تحقیق کے دو ذریعے بتائے اول حضرت صاحب قبلہ
(یعنی آپ) استفتا نہیں لکھتے ہیں جو خیالات شائع کیے گئے ہیں وہ
صرف ذاتی واقفیت کی بنا پر تھے ضرور خود اُن خیالات کا خط گہری ذاتی
واقفیت کا سرود خواں ہے مگر وہ ذاتی واقفیت یہ تھی عزیز موصوف
(عبدالماجد) کو میں ہمیشہ سے جانتا تھا اُن کے میرے خاندان سے گہرے
تعلق علاوہ عزیزداری کے تھا اُن کے والد ایک مرد خدا پابند مذہب تھے
ذراسی لغزش پر عزیز موصوف کو سرزنش کرتے تھے قریب السن ہونے

کے باعث انکا اکثر خیال رہتا تھا کہ میری صحبت میں عزیز موصوف رہیں تاکہ اُن کے خیالات پر بُرا اثر انگریزی تعلیم و فلسفہ کا نہو میں نے اُن سے کوئی تعلق منافی اسلام نہ دیکھا نہ سُنا اُنؓ کے عقد میں شرکت کی اُنؓ سے وہی برتاؤ تھا جو اپنے بھائیوں سے ہونا چاہیئے للہ الانصاف یہ سات فقرے ہیں ان میں کونسا اس کو مقتضی ہے کہ میں نے ہر طرح تحقیق کی کوئی کفر ثابت نہ ہوا کیا جس سے آپ کی قدیم شناسائی گھرے تعلق عزیز داری بھائی چارہ ہو جس کے عقد میں آپ شرکت کریں اُس سے کبھی کفر صادر نہیں ہو سکتا۔ کیا یہ وہ زمانہ نہیں جسے حدیث میں فرمایا یصبح الرجل مؤمنا ویمسی کافرا ویمسی مؤمنا ویصبح کافرا صبح کو آدمی مسلمان ہوگا اور شام دیکھو تو کافر شام تک مسلمان سمجھا جائیگا اور صبح دیکھو تو کافر۔ کیا جس کا باپ مرد خدا پابند مذہب ہو (کیونکہ ڈپٹی کلکٹر تھے) اور وہ اُسے سرزنش کرتا رہتا ہو بگڑ نہیں سکتا یزید و ابن سعد و شمر خذلہم اللہ تعالٰی کے باپ تو اجلۂ صحابہ کرام تھے۔ بلکہ خود واضح ہے کہ اس کے باپ کو انگریزی و فلسفہ کے بُرے اثر سے اُس پر اندیشہ تھا وہی سامنے آیا۔ آپ کی صحبت معلوم نہیں نصیب ہوئی یا نہیں اور ہوئی تو وہ کیا اس کی ضامن ہے کہ جو آپ کے پاس بیٹھ لیا کافر نہ ہو سکے گا۔ آپ خود اپنی تو ضمانت کر نہیں سکتے نہ میں نہ زید قلب الانسان بین اصبعی الرحمن یقلبہ کیف یشاء یا مقلب القلوب صرف قلبی علی طاعتک آمین۔

(۱۲) اس ذاتی واقفیت پہ مجھے کلام کی کیا حاجت۔ یہ سب کچھ تھا بااینہمہ جب آپ نے اُس کے زندقہ و الحاد کی باتیں سُنیں آپکا یہی خط شاہد ہے کہ آپ کو اُس کے اسلام و زندقہ میں شک پڑ گیا اور

مدتوں کاوشش و تنقیح میں رہے ۲ برادرم مولوی عبد الماجد کے بارے
میں مجھے سخت خلجان تھا ب صاحب صحیفۂ دکن نے تکفیر عبد الماجد
پر بہت اہتمام سے فتوے جمع کیے جناب کو بھی خط لکھا جس میں یقیناً
اُس کے کلمات کفر بتائے ہو نگے کہ اسی بارے میں وہ خط تھا جناب نے
صحیفہ کو یہ جواب لکھا جب آپ کا خط اور لوگوں کی بھی تحریریں آئیں
مواقع و مخالف مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں میرے تعلقات امر حق کے اظہار
پر غالب نہ آجائیں اور واقعی ان میں دہریت و لامذہبیت ہو مگر میں
اُس کو محسوس نہ کرسکتا ہوں ج اس وجہ سے میں نے نہ صرف تامل کیا
بلکہ اُن کے ہم جلسہ لوگوں پر شبہ کرکے اس کے دفع کی فکر کی۔ د
اعلیٰ حضرت حضور نظام کو میں نے تار دیا جس کا اصل مقصد احتیاط
تھی تاکہ یونیورسٹی اور دار الترجمہ میں (جہاں عبد الماجد کا تعلق تھا)
دہریت کا اثر نہو لا اس سے تحفظ اشتباہ بالا کا ہو گیا و اب میں اس
قابل ہو سکا نس جب تک مجھے دلجمعی نہ ہوئی ح جب مجھے اطمینان ہو گیا
غرض اول تا آخر آپ کا خط پکار رہا ہے کہ باوصف اُس گہری ذاتی
واقفیت کے آپ کو اُس کے مسلمان یا زندیق و دہریہ ہونے میں
سخت اشتباہ پڑ گیا مدتوں آپ خلجان شدید و تردد مدید و کشش و پیچ
بعید میں رہے پھر اُسی ناکام مہمل معطل ذاتی واقفیت کو بنائے تحقیق
مذکور و بنائے انکار کفر ٹھہرانا دین و دیانت سے کتنا تعلق رکھتا ہے۔
(۱۳) رہا یہ کہ پھر اس درجہ خلجان اس قدر تردد ایسے اشتباہ کے
بعد بے کسی فریق کا کلام دیکھے خود بخود ایسی قوی دلجمعی ایسا کامل اطمینان
جس سے دوسرے کو مطمئن کرنا ضروری قرار پائے بلکہ جس کی اشاعت

کرکے عام مسلمین کو دھوکا دیا جائے کیونکہ حاصل ہوگیا یہ وہ راز ہے کہ اگر آپ ہی پردہ کشائی نہ فرمایئں تو شاید سترقدر کی طرح روز قیامت ہی کھلے جس دن دلوں کے راز طشت از بام ہونگے یوم تبلی السرائر۔

(۱۴) مولوی سلامت اللہ صاحب نے آپکی تحقیق کا دوسرا ذریعہ یہ بتایا کہ اور مزید اعتبار کے لیے مسٹر عبدالماجد سے زبانی دریافت کرلیا تھا کہ کیا واقعی قرآن شریف مسیح و مریم صلوات اللہ علیہم کے بارے میں کوئی لغزش اعتقاد میں ہے انھوں نے صاف کہا کہ جو کچھ میرے الفاظ کو معانی پہنائے گئے ہیں نہ میرا مقصد اُس سے وہ معانی لکھنے کے وقت تھا نہ اس وقت ہے نہ مجھے اس کا احتمال تھا بھلا اس سے زیادہ تحقیقات اور کیا ہوسکتی ہے مثلاً چور مال کا پشتارہ لیے نقب سے نکلتا گرفتار ہو معاینہ کی سونگھا دیئں موجود ہوں اصلا کچھ نہ دیکھیں نہ سُنیں چور سے پوچھیں تونے چوری کی ہے وہ کہے نہ۔ بس اس پر کہہ دیا جائے کہ ہم نے ہر طرح تحقیق کرلی کوئی امر چوری کا اسپر ثابت نہ ہوا۔

(۱۵) بلکہ انصافا یہ اُس سے بھی بڑھکر ظلم اشد ہے چور پشتارے سے انکار کرسکتا ہے اور ممکن کہ سچا ہو کسی نے عداوۃً اُس پر رکھدیا ہو مگر عبدالماجد کو اپنی کتاب فلسفۂ اجتماع سے انکار کی طرف کوئی راہ ہی نہیں۔

(۱۶) جب اُس کے اسلام و دہریت میں وہ شدید خلجان و تردد تھے اور یقیناً معلوم ہوا کہ اس پر قرآن عظیم و نبی کریم و مسیح و مریم علیہم الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دینے کے الزام قائم کیے گئے ہیں کہ انھیں الزاموں کو

اُس سے پوچھا تو صرف اُس کے انکار پر ایمان لے آنا اُس کے گرنے سے سارے خلجان اشتباہ سٹ جانا کتاب نہ دیکھنا کہ آیا واقعی الزام سچے ہیں یا غلط معنے پہنائے ہیں کون سے دین و دیانت بلکہ کونسی عقل و دانش کا مقتضے تھا۔

(۱۷) کیا آپ فرما سکتے ہیں کہ خط مولوی سلامت اللہ صاحب کہ آپ ہی کو مکرر رجسٹریاں جانے پر جواباً آیا نہ حقیقۃً آپ کا ہے نہ آپ کے حکم نہ اذن نہ علم و رضا سے ہے قبل عہود ایسا فرما دینے کا احتمال ہوتا بھی تو خود جناب کا خط ۳۰۔ ربیع الآخر شریف ۳۷ھ ۱۳ھ نمبری ۱۳۲۴ کہ حضرت عظیم البرکۃ حامی سنت ماحی بدعت ناصر ملت حضرت مولٰنا مولوی سید محمد میاں صاحب صاحبزادۂ سرکار نور بار مارہرہ مطہرہ دامت برکاتہم کے نام ہے خط مولوی سلامت اللہ کی تصدیق اور آپ کی منتہائے تحقیق بتانے کو بس ہونا جس میں آپ فرماتے ہیں عبدالماجد کے فلسفۂ اجتماع کو نہ میں نے دیکھا نہ دیکھنے کا ارادہ۔ عبدالماجد نے جو مرادات کفریہ اُن کی طرف منسوب تھیں میرے روبرو اپنی برارت کی مجھے اس سے زیادہ تحقیق کی اور کوئی ضرورت نہیں معلوم ہوتی ہے نہ اس کی ضرورت ہے اُنھوں نے تو دو ذریعۂ تحقیق بتائے تھے آپ نے صرف پچھلے پر اقتصار فرمایا اُنھوں نے اول کو اصل اور اسے علاوہ رکھا آپ نے اصل کو چھوڑا اور علاوہ ہی کو مناط و مدار فرمایا۔ کلمات صریحۂ کفر و ارتداد کی جگہ مرادات کفریہ لکھنے نے کھول دیا کہ آپ نے اُس کے کلمات کو کفر نہ جانا بلکہ یہ ٹھہرایا کہ علما نے کھینچ تان کر اُن سے معانی کفریہ مراد لے لیے ہیں جس طرح خط

ہمدم میں فرمایا کہ خواہ مخواہ کی تاویلات سے کفر کا حکم دینا تاویلات اور
وہ بھی خواہ مخواہ۔ اُس نے نہ اپنے کلمات سے انکار کیا نہ آپ نے
نہ مولوی سلامت اللہ صاحب نے یہ انکار بتایا نہ وہ چھپے ہوئے
کلمات سے انکار کر سکتا تھا بلکہ آپ دونوں صاحبوں کی زبانی یہ ہے
کہ اُس نے اُن کلمات کے یہ معانی ہونے سے انکار کیا اور اس پر آپ
ایسا ایمان لے آئے کہ علما کی نسبت قرار دے لیا کہ خواہ مخواہ کی تاویلات
سے کافر بنا رہے ہیں اور ارباب فتوے کے اسلام میں کلام شروع
کر دیا الضافاً فرمائیے کیا وہی آپ کا اندیشہ آڑے نہ آیا کہ کہیں میرے
تعلقات امرِ حق کے اظہار پر غالب نہ آجائیں غالب آئے اور کیسے آئے
انا للہ وانا الیہ راجعون ہ

(۱۸) حاش للہ کیا یہ مسلمان کی شان ہے کہ کسی کی دوستی یا بھائی
چارہ اُسے ایسا اندھا بہرا بنا دے کہ کفر و اسلام میں تمیز نہ رہے یار کا
کفر بھی اسلام سوجھے کہ واقعی ان میں دہریت و لامذہبیت ہو مگر میں
اُس کو محسوس نہ کر سکتا ہوں قرآن کریم تو مسلمانوں کی شان یہ بتاتا ہے
لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ
ورسولہ ولو کانوا اٰباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم
اپنے حقیقی بھائی یا بیٹے یا باپ سے بھی اللہ و رسول کی مخالفت کا
کوئی لفظ سُنا اور فوراً اُن کی محبت دل سے نکل گئی نہ کہ ہمسن یار کے
یارانے میں اُس کی دہریت و زندیقیت نہ سوجھے خدا کو مان کر اپنے
اسلام کی تصحیح کیجیے ایسی دوستی پر لعنت بھیجیے توبہ کیجیے ۱۰۱ نمبر وجب التوبہ
سے پہلے حاضر کر چکا ہوں اور سات یہ کلمات اغوائے مسلمین کہ یہاں ۳ تا ۱۰

میں معروض ہوئے اور دو، ۷ او ۸ امیں یہاں تک کامل ۱۰ انمبر ہوئے اور انھیں اضافۂ جدیدہ نہ جانیے کہ آخر توبہ نامہ میں ان کے مثل کا لفظ موجود ہے۔

(۱۹) خیر اگر تقدیر الٰہی سے اتنا ہی اسلام قسمت میں آیا جیسے آپ خود اسی خط نمبری ۱۳۲۴ میں محض برائے نام بتا رہے ہیں تو جب آپکو اپنے ایمان پر ایسی بے اطمینانی تھی اور انصافاً ہونی ہی چاہیے تھی کہ بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ ٥ ولو القی معاذیرہ ٥ تو آپ کیسی ہی تحقیق کرتے اُس پر اطمینان محض بے معنے تھا جب یار کی دوستی میں ایمان ہی متہم ہے تو کونسی تحقیق معتمد ہو سکے گی وہی تہمت اپنی ہر تحقیق پر چاہیے تھی کہ واقعی اُس میں دہریت و زندقہ ہو اور آپ کی تحقیق نشۂ دوستی میں اُسے محسوس نہ کر سکتی ہو نہ کہ تحقیق بھی کتنی جو کسی ادنیٰ عقل والے کے نزدیک بھی تحقیق نہیں ہو سکتی کہ مجرد اُس کے بے معنے انکار معنے پر سب دفتر گاؤ خورد کر دیا تمام دیدہ نادیدہ شنیدہ ناشنیدہ کر لیا مدتوں کا تردد اشتباہ خلجان بلکہ آخر بانی الجھر میں چین سکون دلجمعی اطمینان سے بدل گیا اور وہ بھی نہ صرف وجدانی بلکہ برہانی کہ دوسروں کو اُس پر مطمئن کرنا ضرور ہوا عام مسلمانوں میں اُس کے اسلام کا حکم شائع کرنا منظور ہوا صحیفہ نے نہ چھاپا تو ہمدم تو ہمدم تھا اُس میں شائع فرمایا علما پر ظالم معاند خواہ مخواہ تاویلات سے مسلمانوں کو کافر بنانے والے کا حکم واقع فرمایا۔ دست بستہ گزارش کہ حاشا مقصود نہ آپ پر تشنیع ہے نہ آپ کی تخجیل بلکہ امانت حق اور اُس پر تسجیل اور آپ رد کی اجازت فرما ہی چکے جو کچھ گزارش ہوا یا آیندہ ہوگا رد ہی ہوگا و بس۔

وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

(۲۰) ایک ذرا سا اشکال یہ بھی رہا کہ خط منسوب بہ مولوی سلامت اللہ صاحب نے تو دو ذریعۂ تحقیق گڑھ کر میں نے ہر طرح تحقیق کی کہنے کو گنجائش دی بھی اگرچہ کہنے کو بھی گنجائش نہ تھی مگر خط نمبری ۱۳۲۴ نے ایک ہی میں حصر کر کے قصور معاف ڈھول سے کھال بھی کھوئی اس کی توجیہ تو جناب ہی کچھ فرمائیں گے۔

(۲۱) لیکن سخت مشکل یہ ہے کہ تحقیق وہ جسے کوئی عاقل قبول نہ کرے اور اُسے یوں شائع فرماتا کہ میں نے ہر طرح تحقیق کی کوئی امر کفر کا ثابت نہ ہوا پھر اُسے نتیجۂ غور کامل بتاتا کہ اب میں اس قابل ہو سکا عوام مسلمین کو صریح اغوا اور ایسے خبیث تر کفروں ارتدادوں کا جہال بے تمیز کی نگاہ میں ہلکا کرنا ہوا یا نہیں اس کا نام دیانت رکھا دیانت تو یہ تھی کہ اپنا وہ ایک کیا الو کھا نرالا ذریعۂ تحقیق کھول دیا ہوتا کہ ہم نے اُس سے پوچھا اُس نے اپنے کلمات میں معانی کفر مراد ہونے سے انکار کیا لہٰذا وہ سچا اور علما جھوٹے رہے کلمات وہ نہ ہم نے دیکھے نہ دیکھیں۔ پھر جو بدنصیب دردوین سے پورا محروم اس پر اعتبار لاتا اُس کی اپنی بد دینی تھی آپ پر اغوائے مسلمین و حمایت ارتداد و مرتدین کا ایسا کھلا الزام نہ آتا یہ لا تلبسوا الحق بالباطل وتکتمو الحق وانتم تعلمون ٥ کی صریح مخالفت پر نمبر ۱۱۱ ہوا۔

(۲۲) مولوی ریاست علی خاں صاحب فرماتے تھے کہ آپ نے اُن سے فرمایا ہم نے بریلی لکھ بھیجا تھا کہ عبد الماجد نے توبہ کر لی لہٰذا کفر زائل ہو گیا اُن کا یہ بیان اگر غلط ہو تو عجب ہے اور اگر صحیح ہو تو ہزار ہزار عجب۔ کہاں تو وہ کہ میں نے ہر طرح تحقیق کی کوئی امر کفر کا ثابت

نہ ہوا اور کہاں یہ کہ اُس نے توبہ کرلی لہٰذا کفر زائل ہوگیا اگر بفرض غلط یہ واقعی تھا تو جناب کو یہی شائع کرنا تھا جس سے مسلمان اُس کے کفروں کو کفر جانتے اور اُسے بوجہ توبہ مسلمان مانتے نہ کہ وہ بیانات کہ سرے سے اُن کلمات ملعونہ کے کفر ہونے ہی کی نفی کریں اسے غور کامل کے نتیجۂ ہرگونہ تحقیق بتائیں علما پر خواہ مخواہ کی تاویلات سے کفر کا حکم دینا تھوپیں غرض طرح طرح کفر و ارتداد کو جاہلان بے خرد کی نگاہ میں ہلکا کریں۔

(۲۲۳) کیا آپ فرما سکتے ہیں کہ آپ کے خط ہمدم کی تمہید میں جو خط آپکے بھتیجے مولوی صبغۃ اللہ صاحب فرنگی محلی کا چھپا ہے وہ نہ حقیقۃً آپکا ہے نہ آپکے حکم نہ آپ کے اذن نہ آپ کے علم سے ہے نہ بعد کو آپ اُس پر مطلع ہوکر راضی و ساکت ہوئے اُس میں جو لکھا ہے کہ یاد رکھو اگر کسی میں ۹۹ آثار کفر ہیں اور ایک اثر ایمان ہے تو احناف کے نزدیک وہ شخص ضرور مسلمان کہا جائے گا فرنگی محل جو ہمیشہ حنفیت کا مرکز رہا ہے اس کا ہمیشہ اسی پر عمل رہا ہے چنانچہ مکرمی مولوی عبدالماجد صاحب کے متعلق حضرت عم مکرم مولٰنا عبدالباری صاحب قبلہ نے صحیفہ کو ایک مراسلہ تحریر فرمایا ہے افسوس کہ صحیفہ نے خلاف مقصود ہونے کی وجہ سے شائع نہ کیا لہٰذا اُس کی نقل ہمدم کے لیے بھیجتا ہوں کیا یہ آجکل کے سخت جاہل بیدین نیچریوں کا گڑھا ہوا مسئلہ جسے انھوں نے اس لیے گڑھا کہ صدہا کفر کریں اور پھر مسلمان کے مسلمان بنے رہیں شدید کفر نہیں کیا اس میں قرآن عظیم کی صریح تکذیب نہیں قال اللہ تعالٰی یحلفون باللہ

ما قالوا ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامھم اُن
میں کتنے آثار اسلام تھے کلمہ طیبہ پڑھتے قسمیں کھا کھا کر رسالت کی شہادتیں
دیتے حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے پیچھے نمازیں پڑھتے ایک
کلمۂ کفر پر قرآن کریم نے حکم کفر لگا دیا۔

(۲۴) کیا حنفیۂ کرام کا معاذ اللہ یہی مذہب ہے کہ ہمیشہ دن میں ۹۹ بار مہادیو کے آگے گھنٹی بجایا کرے ڈنڈوت بجا لایا کرے اور کسی وقت دو رکعت نماز بھی پڑھ لیا کرے اُسے ضرور مسلمان کہا جائے گا لا الٰہ الا اللہ کہاں ایک کلمہ کے احتمالات اور کہاں ایک شخص کے مقالات وحالات اگر اس کا بیان جلیل دیکھنا ہو تو فقیر کا رسالۂ تمہید ایمان بآیات قرآن ملاحظہ ہو۔

(۲۵) کیا علمائے فرنگی محل کا ہمیشہ اسی پر عمل رہا انگریزوں کو تو ضرور مسلمان کہتے ہونگے کہ ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ علیہم الصلاۃ والسلام اور توریٰۃ وزبور وانجیل وحشر ونشر وغیرہا بہت سے عقائد اسلام کے قائل ہیں۔

(۲۶) وہ آپ کا عقیدہ بھی یہی بتاتے ہیں اور چنانچہ کہکر آپ کی تحقیق کا بھرم کھولتے ہیں کہ اگرچہ عبد الماجد نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وحضرت مسیح وحضرت مریم علیہما الصلاۃ والسلام اور خود قرآن عظیم ورب کریم کو سخت فحش گالیاں دیں مگر ہے تو کلمہ گو اس ایک اثر اسلام نے وہ سب کفر دھو دیے لہذا آپ نے فرمایا کہ اس کے کفر کا میں قائل نہیں اگر یہ آپ کا عقیدہ نہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ ہرگز نہ ہوگا بلکہ ضرور اسے کفر خالص جانتے ہونگے تو اس کفر پر آپ نے کیوں سکوت کیا خصوصاً آپ کے گھر کا تھا خصوصاً آپ کے خط کی تمہید ہونے سے ناظرین کو حسب رواج آپ ہی کا یا کم از کم آپ کا مقبول معلوم ہوتا تھا

خصوصاً جبکہ یہاں سے پہلی رجسٹری میں اس کا سوال بھی آپ کو گیا تھا کہ جو شخص محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو ۹۹ مغلظہ فحش گالیاں دے اور ایک بار رسول اللہ کہے وہ مسلمان ہے یا کافر اگر کافر ہے تو کیونسا حالانکہ اس میں ۹۹ آثار کفر ہیں اور ایک اثر ایمان ہے۔ اس حجت پر آپ سے مسلمان جاننے والا کافر ہے یا مسلمان خط منسوب بہ مولوی سلامت اللہ صاحب میں اسے بھی الگ اڑا دیا کچھ جواب نہ دیا یہ سکوت علی الکفر و گوارش اشاعت کفر اور حنفیہ کرام و تمام علمائے فرنگی محل اور خود اپنے اوپر ایسا شدید افترائے کفر شائع ہوتے دیکھنا اور خاموش رہنا زیادہ نہیں تو یہ ۱۱۱ نمبر ہوا طرفہ یہ کہ بھتیجے صاحب کا فرمانا کہ مسلمان کو جو الوہیت و رسالت کا مقر ہو کافر کہنا خود اپنے لیے حلقۂ کفر وسیع کرنا ہے (الی قولہ) ورنہ بڑے بڑے الزام کفر سے نہیں بچ سکتے اس کا آخر اگرچہ وہی آپ کی آواز ہے کہ جو ارباب فتویٰ ہیں اُن کے اسلام میں گفتگو شروع ہو جائے گی مگر اس کا اول بیچارے عبد الماجد پر بھی افترا ہے وہ ہرگز رسالت کا مقر نہیں بلکہ صاف لفظوں میں تمام رسولوں کی رسالت کا منکر ہے جو آپ کو پہلی رجسٹری میں بھی لکھ بھیجا تھا کہ اگر ایک شخص کا عقیدہ توحید کامل ہے اور ساتھ امور معیشت میں بھی اصول اعتدال و پاک بازی کو ملحوظ رکھتا ہے تو کیا ضرور ہے کہ وہ ان سب کے ساتھ ایک نائب الٰہی کی رسالت کا بھی اقرار کرے۔ افسوس مولوی صاحب نے اس پر افترا بھی کیا اور اسے کافر بھی کہہ دیا اور خود بھی کافر کو مسلمان ماننے کا کفر اوڑھ لیا اور یہ سب کچھ اُن کے اپنے دھرم میں بلا وجہ ہوا کہ الوہیت کا اقرار کیا ایک اثر اسلام کافی نہ تھا اس کے تو اقوال کفر ۹۹ سے بہت کم گنے گئے

ہیں یہ ایک تو ۹۹ کو مٹا دیتا۔

(۲۷) پھر خط منسوب بمولوی سلامت اللہ صاحب میں فرمایا کسی مسلمان کو کافر بنانے سے زیادہ اہم امور اس وقت درپیش ہیں اُسی میں مصروفیت ہے اس وجہ سے حضرت مولٰنا کو ان امور کی طرف توجہ کی ضرورت محسوس ہر مذہب والا مسلمانوں کو نیست و نابود کر رہا ہے کیا کرتار پور، کلکتہ، آرہ، شاہ آباد اور بیرون ہند کے واقعات پیش نظر نہیں پھر جو کچھ آپ ایسے حاملان شریعت پیش خدا و رسول صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جواب دیں گے وہی ہمارا جواب عدم تکفیر عبدالماجد کا ہوگا ایسی فضول باتوں میں وقت ضائع کرنا ہم مناسب نہیں خیال کرتے کیا خوب مسلمان کو کافر بنانا بھی آپ کے نزدیک اہمیت رکھتا ہے اگرچہ اس وقت اُس سے زیادہ اہم امور درپیش ہیں۔ امید تو یہ ہے کہ آپ بھی اسے کفر سمجھتے ہونگے ورنہ شاید اسی اہمیت کے لیے تکفیر مرتد دفع کرنے میں باوصف اُن مشغولیوں کے یہ کوشش فرمائی تاکہ قرآن و رسول کی عظمت نگاہوں میں ہلکی ہو کر مسلمان کافر بنیں کہ مسلمانوں کو کافر بنانا بھی امر اہم ہے۔ اُسے مسلمان تو خطہائے منسوبہ بمولوی سلامت اللہ و مولوی صبغۃ اللہ صاحبان فرمائیں واقعہ یہ ہے کہ آپ سے سوال ہوتا ہے ایک شخص نے کلمہ گو ہو کر اللہ و رسول و قرآن عظیم کو سخت گالیاں شائع کیں اُس کی کلمہ گوئی کے دھوکے سے اور جاہل مسلمان خراب ہوتے ہیں اس میں کیا حکم ہے آپ فرمائیں تمہیں اللہ و رسول و قرآن پر گالیاں پڑنے کا غم ہے یہاں سلطنت ترک کی فکر ہے کہ اللہ و رسول و قرآن کی عظمت سے بہت اہم ہے ہمیں اللہ و رسول و قرآن کی بے حرمتی اور

اُس کی اشاعت سے مسلمانوں میں خرابی پھیلنے کی طرف توجہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ فرمائیے یہ جواب اسلام سے کتنا تعلق رکھتا ہے کیا یہ نمبر ۱۱۳ نہ ہوا۔

(۲۸) ہر باطل سے باطل تر کے فرض پر اللہ و رسول و قرآن کی عظمتیں (آپ کے نزدیک) ایسی ہی کم قدر سہی کیا عبد الماجد کی عزت سے بھی گئی گزریں کہ حمایت سلطنت سے وقت کتر کر اُس پر سے دفع الزام کفر میں صرف فرمایا اور اللہ و رسول و قرآن عظیم کی حمایت کی طرف توجہ بھی محض غیر ضروری جانی کیا اس کا نام اسلام ہے یہ نمبر ۱۱۴ ہوگا۔

(۲۹) توجہ ضروری نہ ماننے پر خاک ڈالیے اللہ و رسول و قرآن عظیم کی عزت و عظمت کو صریح فضول بات اور اُس میں وقت خرچ کرنے کو تضیع اوقات اور نامناسب کہدیا سائل کہتا ہے کہ دیکھو اللہ و رسول و قرآن کریم پر گالیاں پڑ رہی ہیں مسلمان بگڑ رہے ہیں آپ فرمائیں پڑی ہونگی ہمیں کیا غرض ہم فضولیات میں وقت ضائع نہیں کرتے یہ کونسی اسلامی شان ہے انا للہ وانا الیہ راجعون کیا یہ صریح تین کفر نہیں یہ نمبر ۱۱۵ تا ۱۱۷ ہوا۔

(۳۰) ادھر کا جواب تو آپ کو بارہا قرآن عظیم سے دیدیا گیا کہ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا کیا آپ بھی واحد قہار کو یہی جواب دیں گے کہ اگرچہ لوگ کہا کیے کہ اس نے اللہ و رسول و قرآن عظیم کو گالیاں دی ہیں مگر مجھے اُس طرف توجہ کی قدرت نہ تھی کہ عزیز بھائی دوست کو کیونکر کافر کہتا اور تو فرما چکا تھا کہ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا

جس طرح آپ نے یہاں فرمایا ہے کہ واقعی ان میں دہریت ولامذہبیت ہو

مگر میں اُس کو محسوس نہ کرسکتا ہوں یہ حق و باطل کا تسویہ نمبر ۱۱۸ ہوا۔

(۳۱) اللہ و رسولؐ و قرآن کریم کی حمایت عظمت سے اہم تر کیا بتایا تھا دشمنان اسلام سے انتقام اور اُس پر کٹار پور، کلکتہ، آرہ، شاہ آباد کے مظالم جو ہنود نامسعود نے اسلام و مسلمین پر توڑے یاد دلائے اور انتقام کیا لیا کہ اُنھیں بھائی بنالیا گہرا دوست بنالیا دلی مخلص بنالیا اُن کے پس رو ہوگئے اُنھیں رہنما بنالیا اُن میں فنا ہوگئے انا للہ و انا الیہ راجعون زہے انتقام و زہے اہم تری۔ کیا اب بھی اللہ و رسولؐ و قرآن عظیم سے شرم نہ آئے گی اُن کی عظمت کو پیچھے تو اس لیے ڈالا تھا کہ دشمنوں سے انتقام لیں گے اور ہوا یہ کہ اُن کی عظمت کی طرف توجہ کی فرصت نہیں اس لیے اُن کے دشمنوں کی غلامی و پس روی کرلی ہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ یہ کتنا سخت نمبر ۱۱۹ ہوا حکم آپ بولتے جایئے۔

(۳۲) بارے بحمدہ تعالےٰ یہاں یہ تو قبولا کہ ہنود مسلمانوں کو نیست و نابود کر رہے ہیں ہر مذہب والا میں وہ بھی داخل ہیں اور کٹار پور، کلکتے، آرے، شاہ آباد کی نظیریں تخصیص بعد تعمیم۔ اب کدھر جائیں گی آپ کی اور مسٹر ابوالکلام و سائر لیاڈر کی وہ جابرانہ کوششیں کہ ہندو لم یقاتلوکم فی الدین ہیں اُن سے نیک برتاؤ کو قرآن عظیم منع نہیں فرماتا اور سب صاحبوں کا یہ حیلۂ باطلہ کر کے قرآن کریم سے ہزاروں کوس آگے بڑھ جانا بر سے وداد۔ وداد سے اتحاد۔ اتحاد سے غلامی و انقیاد تک دوڑ جانا حتےٰ کہ مسٹر آزاد کا واحد قہار پر مُنھ بھر کر یہ افترا اُٹھانا کہ ان کافروں سے محبت کرنا اسلام کا حکم ہے انا للہ و انا الیہ راجعون

انما یفتری الکذب الذین لا یومنون ٥ اب کہ آپ نے قبول دیا کہ ہر مذہب والا مسلمانوں کو نیست و نابود کر رہا ہے تو قطعاً کسی غیر مسلم سے موالات برتنے والا اللہ عزوجل کا مخالف اور اُس کے دشمنوں کا ساتھی اور بحکم قرآن فانہ منھم کا مستحق وذلک جزاؤ الظلمین ٥ یہ کتنا بھاری عظیم و کاری نمبر ۱۲۰ ہوا حکم خود قرآن عظیم بتا چکا کہ فانہ منھم۔

(۳۳) میں یہاں یہ بھی کہتا کہ آپ کو جو رجسٹری اول ۲۶۔ ذی الحجہ ۳۷ھ کو یہاں سے گئی اُس میں سلام بلفظ السلم علی من اتبع الھدی تھا خط منسوب بمولوی سلامت اللہ صاحب میں اُس پر فرمایا جو تحریر آئی مسلم کی مسلم کی طرف نہیں معلوم ہوتی تھی اور غیر سے تخاطب فضول اللہ اکبر یا تو محض اس بنا پر کہ السلام علیکم کیوں نہ کہا مسلمانوں کو غیر کہنا اور قابل خطاب نہ جاننا یا ہندو مشرکوں میں یوں جذب ہو جانا مگر وقائع نے اس کہنے کی گنجائش نہ رکھی مشرکین سے اتحاد منایا جا رہا ہے تو وہ غیر کہاں۔ غیر تو مسلمان ہیں کہ مباین کا متحد ضرور دوسرے مباین کا مباین ہے اور خود وہ فقرہ بھی اسی پر دال تھا ظاہر ہے کہ السلم علی من اتبع الھدی مسلمان کا کلام ہے وہ اگر مسلم سے مسلم کی طرف نہیں تو قطعاً مسلم سے غیر مسلم کی طرف ہے یہی مان کر غیر جان کر خطاب فضول سمجھا جس خواب کی تعبیر یہ اتحاد ہنود ہوا خطوط کی نسبت پہلے عرض کر چکا ہوں کہ لا تنزد کا محل نہیں۔

(۳۴) جناب اس نیاز مند پر کمال احسان فرما کر بلحاظ عہود ارشاد فرمائیں کہ صحیفۂ دکن نے جو خط جناب کو عبد الماجد پر حکم شرعی لینے

کے لیے بھیجا تھا گیا اُس میں اُس کے کلمات ملعونہ بالفاظہ خصوصاً جوالہ صفحات مکتوب نہ تھے یا اُس کے ساتھ کوئی فتوائے تکفیر نہ تھا یا اُس کے علاوہ اور جگہ بھی کسی تحریر میں کلمات بالفاظہا منقول نہ ملاحظہ ہوئے تھے اگر تھے تو اُن صرائح معتبرہ ناقابل تاویل کی نسبت قائل کا حسب عادت کفار منافقین کہ یحلفون باللہ ما قالوا و لقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامھم معاذی کفر مراد ہونے سے مکرنا کیونکر مان لینے کے قابل تھا یہ اسلام و قرآن کے کس قدر خلاف واقع ہوا۔ یا جانے دیجیے آپ جیسا اخباری آدمی دنیا میں وہ کچھ اُس کے کلمات کا شور مچے اور آپ کے کان اس شہرت سے ناآشنا ہوں کیف وقد قیل تو خبر واحد پر ہے اتنا اشتہار ہو یہ کچھ گیر ودار ہو اور اُدھر آپ عادت کفار منافقین سے غافل نہیں کہ کفر بکتے اور پوچھنے پر صاف مکرتے ہیں پھر صرف اُس کے انکار ارادۂ معانی پر یقین لا کر نہ خود مطمئن ہو جانا بلکہ عام میں اُس کی براءت پھیلانا کہاں تک خیر خواہی اسلام و مسلمین کا صریح مخالف ہوا آپ نے خیال نہ کیا کہ مرتکب کا انکار مردود اور بلاوجہ تکذیب شہرت پر دلیل مفقود ہیں جو دیکھے یوں اُس کی براءت پر شہادت دیے دیتا ہوں اگر واقع میں وہ شہرت حق ہوئی جیسا کہ حقیقت میں حق تھی تو یہ شہادت جاہل مسلمانوں کو کیسا بے چھری ذبح کرے گی اگر باورچی ایک کھانا علم کے لیے بھیجے اور لوگ اُس کی نسبت عینی شہادتیں دیں کہ اس میں زہر ہلاہل ہے ناواقف ایک شخص کی بات ماننے والے اُس کے قول کے منتظر ہوں وہ زہر کی جانچ جانتا ہو مگر کچھ نہ کرے نہ اُن شہادتوں

پر کان دھرے صرف اُس باورچی کے انکار پر اعلان دے کہ ہم نے ہر طرح تحقیق کر لی اس میں کوئی اثر زہر کا ثابت نہ ہوا کیا اُس کے دل میں اُن متبعوں کی جان کی پرواہ ہے پرواہ ہوتی تو بے جانچ کبھی نہ کہتا نہ بے دلیل اُس شہرت کو جھوٹ جانتا کہ اگر سچ ہوئی تو اتنوں کی جان مفت جائیگی مگر نہیں اُسے اُن کی جانوں سے کچھ غرض نہ تھی باورچی سے کبھی کی ملاقات تباہی اُس میں اتباع کی جانوں سے بے پرواہی زندگی کی بدخواہی تھی اس میں مسلمانوں کے ایمانوں سے بے پرواہی اسلام کی بدخواہی ہوئی یہ مسلم کا کام ہے یا کس کا۔

(۳۵) تقصیر معاف یہاں توبہ گزشتہ کی آڑ لینا صحیح نہیں الماضی لایذکر وہ آپ کے خط مطبوع ہمدم ۲- جمادی پھر خط مطبوع بریلی سے منسوخہ مفسوخہ ممسوخہ ہو چکی ہے بنہایت ادب گزارش۔ ایک غیر شخص کے حال سے تصور فرمائیے۔ مثلاً زید خمر و خنزیر کو حلال طیب بالاعلان کہہ چکا ہو مدتوں اُس پر مصر رہا ہو پھر احمد کے کہنے سے توبہ چھاپے کہ میں نے تو اسے کچھ کفر و ضلال نہ جانا تھا مگر احمد کے اعتماد پر توبہ کرتا ہوں اُس پر اُس کے ہم پیالہ و ہم نوالہ شور شور ویورش کریں اس پر چھاپے کہ ؎

تیغ تو اوچھی پڑی تھی گر پڑے ہم آپ سے
دلکو قاتل کے بڑھانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

ہم لوگ اختلاف تو اختلاف خلاف سے بھی بچتے ہیں ضعیف قول سے بھی بری الذمہ ہونا چاہتے ہیں ہر کام میں ادھر اُدھر کی پوچ باتیں

بھی مان لیتے ہیں جمعہ فرض جانتے ہیں پھر بھی احتیاطی ظہر پڑھ لیتے ہیں
توبہ تو خطا کے احتمال سے مشروع ہے کیا کوئی عاقل کہیگا کہ اُس نے
خوک و شراب کو حرام و نجس مان لیا اور انھیں حلال طیب سمجھنے سے
توبہ کی تھی یا اُس پر قائم رہا ہیں تو جانوں شاید عقلا یہ کہیں گے اگر
پہلے ہی سے اُس شخص کی یہ نیت تھی تو توبہ کی ہی نہ تھی مسلمانوں کو
دھوکا دیا تھا و لا یحیق المکر السیئ الا باھلہ اور اگر اب اپنی
نیت یہ تراشتا ہے تو قطعاً توبہ سے پھر گیا و من نکث فانما ینکث
علی نفسہ یہ نمبر ۱۲۱ ہوا ہاں ایک تیسرا احتمال عقلی اور ہے کہ زید کے
حق میں اُن دونوں سے آسان ہے وہ یہ کہ واقع میں اُس نے
صدق دل سے توبہ کی اور اب بھی اُس پر قائم ہے یہ توریہ کے
کلمے اُن یورشیوں شورشیوں کے مُنہ مارنے اُن سے اپنی جان چھڑانے
کو لکھ دیے ہوں مگر یہ علم غیب ہے اللہ پھر اُس کے رسول کو ہے جل و علا و
صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم غرض ایسی بودی توبہ شرعاً ناکام ہے پہلے
آپ کی یہ سند تھی کہ فرنگی محل کے دو مولویوں نے اُس کی براءت لکھی
ہے ہر جگہ اس کا تذکرہ کیا ہے گویا کوئی بڑا عذر شرعی مل گیا خط ہمدم میں
ہے علاوہ اس کے میرے یہاں کے بعض علما نے بھی ان کی براءت
لکھی خط منسوب بمولوی سلامت اللہ میں ہے باوجود اس کے یہاں
علما نے اُن کے اسلام کے بارہ میں فتویٰ شائع کردیا ہے خط نمبر ۱۳۲۴ہ
میں ہے میرے یہاں کے مفتیوں نے جواب ماشاء اللہ شمس العلما بھی
ہوگئے ہیں عدم تکفیر کا فتوے شائع کیا سبحٰن اللہ انگریزوں سے بائیکاٹ
اُن کے خطابوں سے نفرت اور اُنھیں خطابوں پر مفاخرت اور اُن سے

خطا ہی کیسے منفر کدھر فرمایئے اسے بھی کوئی نمبر دیجیے گا ۱۲

دین ونشر بعیت میں طلب عزت حالانکہ اُن سے سائل نے بالکل اُلٹا سوال کیا تھا رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے گالیاں دینے کے عوض عقلی طور پر حضور کی فضیلت ثابت کرنا لکھا تھا اب تو بفضلہ تعالےٰ آپ ہی کے یہاں تین مفتیوں نے عبدالماجد کو کافر و قابل قتل لکھدیا فتوی جناب کا ملاحظہ فرمودہ ہے پھر بھی نقل حاضر۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ حضرت عیسی علیہ الصلاۃ والسلام کو معاذ اللہ مجہول النسب بچہ کہنا اور یہ کہ توحید کے بعد کسی کو رسول ماننے کی کیا حاجت ہے اور یہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعظیم کی آیتیں بڑھا کر اپنے پیروؤں کی آزادی پامال کی ان اقوال کا قائل مسلمان ہے یا کافر بینوا توجروا۔ محمد ابوالحسن ہیڈ مولوی فیض عام اسکول میرٹھ ۱۵ جنوری ۱۹۱۹ء یہ تینوں اقوال ملعونہ اُسی عبدالماجد کے فلسفۂ اجتماع کے ہیں اُس کی پوری عبارتیں مع حوالہ صفحہ اکمل قہرالواجد لتکفیر عبدالماجد میں ملاحظہ ہوں اب فرنگی محل کا جواب سُنیے ہوالمصوب ایسا شخص اسلام سے خارج ہے مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے احتراز واجب ہے اگر حکومت اسلامی ہوتی تو ایسا شخص تعزیر کیا جاتا ایسا شخص قابل گردن زدنی ہے واللہ اعلم بالصواب حررہ محمد عبدالهادی الانصاری غفرلہ اللہ الباری (مہر)

صح الجواب محمد عبدالقادر الانصاری غفرلہ اللہ الباری۔

هذا الجواب صحیح واللہ اعلم بالصواب حررہ الفقیر محمد ایوب غفرالذنوب (مہر)

اب تو صاف کھلے لفظوں میں اُس کا کافر مرتد ہونا اُسی ہمدم میں چھاپیے جس میں آپ کا وہ خط چھپا ہے

کہ جن کی نگاہیں اُس حمایت کفر پر پڑی تھیں اُس کا رد بھی آپ ہی کے
قلم سے دیکھیں کہ آپ حمایت کفر و اغوائے مسلمین کے مواخذۂ شدیدہ
سے نجات پائیں ورنہ یقین جانیے کہ انما علیک الا البلٰغ المبین
سچ سچ گزارش کر چکا اور پھر گزارش کہ حاشا تعبیر تشنیع و تقریع مقصود نہیں
بلکہ حق کی تسجیل و توقیع۔ کہ جبتک بات کا پورا مآل کامل تصویر میں
نہ دکھایا جائے مبلغ حکم تک ذہن پہنچنے میں کمی کرتا ہے اور آپ رد
کی اجازت فرما ہی چکے رد سے زائد ہرگز ہرگز کچھ مراد نہیں۔ یوں
خیال فرمائیے کہ کسی دوسرے کے اقوال کا بیان ہے کہ نفس کا حصّہ نہ
شامل ہو ہمارے نفوس ایسے عزکی کہاں کہ حق مُر کو شہد و دُر سمجھیں
الا من رحم انہ ھو العزیز الرحیم۔ اور یہ کئی بار گزارش
کر چکا ہوں کہ اپنے خیالات حاضر کرتا ہوں جو نا صواب ثابت ہوں میں
فوراً اُسے کم کرنے کو تیار ہوں اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ
وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ اٰمین وصلی اللہ تعالٰی
علٰی سیدنا و مولٰنا محمد و اٰلہ و صحبہ و ابنہ الغوث الاعظم
وحزبہ اجمعین الٰی یوم الدین اٰمین والحمد للہ رب العٰلمین۔

بحث دوم متعلق تکفیر خود و جملہ مسلمین

(۲۳۶) اب جو یہ مکالمہ اس ماہ مبارک رمضان شریف سے
شروع ہوا ہے مولٰے عزوجل بجاہ حبیبہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم
اُس ماہ مبارک کی برکت سے اُس کا انجام ہر طرح خیر فرمائے آمین
اس کے خط اول ۱۶ ماہ مبارک میں آپ نے فرمایا یہ کہ میں نے اپنا

ودیگر علمائے کبار و سادات عظام و مسلمین کے ایمان کو برائے نام بتایا
یہ مجھے یاد نہیں پڑتا۔ تحریر ہے تو کہاں۔ زبانی ہے تو کس سے۔
جبتک یاد نہ آئے اپنے کو مرتکب کیسے سمجھ لونگا اور توبہ کیونکر کرونگا یہ خط
یہاں ۱۸ کو آیا ۱۹ کو میں نے جواب گزارش کیا اور آپ کے خط نمبری
۱۳۲۴ بنام حضرت حامی سنت سید محمد میاں صاحب مارہروی
دامت برکاتہم کا پتا دیدیا کہ اُس میں تحریر تھا اب میں اپنا مسلک عرض
کرتا ہوں کہ زمانہ لایبقیٰ من الاسلام الا اسمہ کا ہے اب آپ ہوں یا
میں یا عبدالماجد یا مولوی احمد رضا خاں صاحب سب اثر سے زمانہ
کے محفوظ نہیں بارے آپ کو بھولا بھولا یاد آیا کہ خود خط دوم ۲۲ ماہ مبارک
میں فرمایا مجھے خیال ہے کہ جناب نے اسلام برائے نام لکھنے کا جو الزام
دیا ہے وہ محمد میاں صاحب مارہروی کی تحریر سے شاید اخذ کیا ہے اگر
جناب نے ایسا کیا ہے تو میں عرض کرونگا کہ یہ اُس عبارت کا مقصد
میں نے نہیں لیا ہے بلکہ میں نے کمال ایمان کی ندرت پر جو کچھ لکھا ہے
وہ لکھا ہے مکرمی نہ یہاں شاید کو دخل ہے نہ اگر کو نہ اصلاً اخذ کی حاجت۔
آپ کے صاف صریح لفظ ہیں کہ زمانہ لایبقیٰ من الاسلام الا اسمہ کا ہے
اس کا ترجمہ تو فرمائیے۔ حاصل یہی آیا یا نہیں کہ اب اسلام سے نام کے
سوا کچھ باقی نہیں اس میں اور تمام موجودین زمانہ کا اسلام برائے نام
میں تین بیسی اور ساٹھ ہی کا فرق ہے یا کچھ اور پھر فرمانا کہ یہ اُس عبارت
کا مقصد میں نے نہیں لیا ہے کیا ایسا ہی نہیں کہ زید کہے میں نے تمام
اہل زمانہ کو خنزیر نہ کہا نہ میرا یہ مطلب تھا میں نے تو سوٴر کہا ہے
قصور معاف یہ مکابرہ نمبر ۱۲۲ ہوا کیا مکابرہ سے توبہ فرض نہیں۔

کمال ایمان کی ندرت اگر بزعم جناب متعلق ہے تو جناب کے فقرۂ مابعد
سے کہ صادق العیار مسلم کہاں ہیں جن میں سے کافروں کا امتیاز کیا جائے
اسی پر خود آپ نے اپنے خط سوم میں بحث کی ہے کامل الایمان نہ ہونے
پر کون مسلمان بلکہ کون عاقل کہہ سکتا ہے کہ یہ صرف نام کا مسلمان ہے
کیا ناقص الایمان حقیقۃً مؤمن نہیں ہوتا حقیقۃً مومن نہ ہو تو یقیناً کافر
ہوگا کہ لا منزلۃ بین المنزلتین اور جب یقیناً کافر ہوا تو اُسے ناقص الایمان
نہ کہے گا مگر کافر یا مجنون کہ کافر کو ایمان کامل خواہ ناقص خواہ انقص سے
کیا علاقہ۔ اب تو آپ کو کھلا کہ آپ نے تمام علما و سادات و مسلمین اور
خود اپنے آپ کو منہ بھر کر کافر کہا پھر خط سوم ۲۷ ماہ مبارک میں آپ کا
فرمانا کہ مجھے اب بھی انکار ہے کہ میں نے کہیں بھی ایسی عبارت لکھی ہے
جس سے احتمال کفر ہو صریح انکار آفتاب ہے کفر صریح موجود نہ ایک بلکہ
سخت ڈبل کروروں ڈبل کا ایک ڈبل کہ خود کافر اور تمام جہان کے مسلمان
سب کافر اور احتمال تک کا انکار ؎

خود اور تمام امت کو کہو کافر پھر تمکو یہ دعویٰ ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا

یہ کتنا بھاری نمبر ۱۲۳ ہوا۔

(۷۳) یہ فرمانا بھی اپنی تصریح سے سخت عجب ہے کہ جبتک یاد نہ آئے توبہ
کیونکر کروں آپ کا ایک مخلص آپ کے والد ماجد کا قدیم ملنے والا آپ سے کہہ رہا ہے،
کہ آپ نے کہا ہے اور آپکو اُس کا خلاف یاد نہیں تو ظن نہ سہی کم از کم
احتمال تو ہوا اور آپ ہمدم ۲۔جون میں فرما چکے کہ توبہ احتمال خطا سے
بھی مشروع ہے پھر توبہ کیونکر کروں کیا معنے۔ کیا توبۂ مشروعہ سے انکار
نمبر ۱۲۴ نہیں۔

(۳۸) مسلمانوں کا اسلام برائے نام بتانے پر خط سوم میں اپنے والد ماجد سے سند لائے تو کتنی نفیس۔ فرماتے ہیں میں نے برابر اپنے جد اعظم مرشد مکرم اور والد ماجد قدس سرہما سے سُنا کہ فرماتے تھے یہ زمانہ پُر آشوب ایسا ہے کہ جو اپنا ٹوٹا پھوٹا ایمان لے کے چلا جاوے تو بہت غنیمت ہے میرے والد فرمایا کرتے تھے کہ باوا کا وقت پھر غنیمت تھا اب تو مسے ایمان کا لے کے چلا جاوے تو بہت غنیمت ہے مکرمی ہزار حیف کہ آپ جیسا ذی فہم اور مضر ومفید میں اصلاً تمیز نہ ہو ذرا اپنا ہی لکھا پھر پڑھ لیجیے وہ مسے ایمان فرماتے تھے یا نرا اسم ایمان۔ میں اگر اس کو آپ کی جلد بازی پر محمول نہ کرتا تو یہ نمبرہ ۱۲۵ ہوتا۔

(۳۹) آگے چلکر اس سے بڑھکر عجیب کارروائی فرمائی جسے دیکھکر عقل و انصاف انگشت بدنداں رہ جائیں ایک طرف اپنی عبارت خط نمبری ۴۲۳۱ لکھی اور اُس کے مقابل میں نے جو ۱۰۱ امور سے توبہ مانگی اُن کے امر دوم کی اور فرمایا بالتقابل دونوں عبارتیں تحریر کرتا ہوں امید کہ انصاف سے ملاحظہ فرمائیے۔

اب چاہے آپ ہوں یا میں عبد الماجد ہوں یا مولوی احمد رضا خاں صاحب سب اثر سے زمانہ کے محفوظ نہیں صادق العیار مسلم کہاں ہیں جن میں سے کافروں کا امتیاز کیا جاوے عبد الماجد زندیق ہیں تو مدعیان تقوی و مجددیت جن کا ادنے خادم میں بھی ہوں کب	اکابر سادات و علما و جملہ مسلمین زمانہ کا اسلام برائے نام بتانا اور اُن میں اور کفار میں امتیاز نہ ماننا کفر ہے اور اپنے آپ کو بھی ایسا ہی کہنا اقرار کفر و کفر ہے۔

صدیق ہیں۔

عبارت خود و کلام فقیر بالمقابلہ دکھا کر انصاف طلب فرماتے ہیں کہ دیکھ تو نے سب مسلمانان زمانہ کا اور خود اپنا اسلام برائے نام بتانے کا الزام ہم پر رکھا وہ ہماری عبارت میں کہاں ہے اور اپنی عبارت یہاں سے شروع کی اب چاہے آپ ہوں یا میں الخ۔ اس کے متصل ہی اوپر کا فقرہ جس میں اصل مطلب تھا الگ اڑا دیا کہ اب میں اپنا مسلک عرض کرتا ہوں کہ زمانہ لا یبقی من الاسلام الا اسمہ کا ہے اپ چاہے آپ ہوں یا میں الی آخرہ انا للہ وانا الیہ رجعون انا للہ وانا الیہ رجعون انا للہ وانا الیہ رجعون نزاکت طبع کا خوف ہے اس سے زیادہ کچھ نہ کہونگا کہ یہ نمبر ۱۲۵ ہوا اور بہت سخت وبیئس ہوا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

(۴۰) خط دوم ۲۲ ماہ مبارک میں فرمایا اب غور کے بعد یہ خیال آیا ہے کہ اس سے اس طرح توبہ کرسکتا ہوں کہ عبارت اپنی لکھوں اور اس کے بعد لکھوں کہ اس کا مطلب اگر یہ ہے کہ جو مولوی احمد رضا خاں صاحب نے تحریر فرمایا ہے تو میں اس سے بصدق دل توبہ کرتا ہوں۔ عبارت اپنی لکھی توبہ لکھی اور غور کے بعد اس خیال تک پہنچے تھے کہ اس مطلب کا احتمال ہے چار دن بعد وہ عذر بھی ۲۶ صبح ماہ کرم عود ہو گیا کہ خط سوم میں فرمایا مجھے اب بھی انکار ہے کہ کہیں احتمال ہو جیسا احتمال نہیں آپ دیکھ چکے کہ یقینی قطعی صاف صریح ہے یوں توبہ فرمایئے کہ مبتیاں میں نے اپنے آپ اور تمام امت محمدی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو کافر کہا تھا اس سے توبہ کرتا ہوں اور بصدق دل اسلام لاتا ہوں۔

(۴۱) میں نے اپنے خط اول ۱۹ ماہ مبارک میں اپنے دل سے ایک سچی بات جیسی بفضلہ تعالےٰ ایک پابند صدق و انصاف کو چاہیے گزارش کی تھی کہ خدانخواستہ آپ کے قلب میں یہ نہ تھا کہ نہ آپ مسلمان ہیں نہ دنیا میں کوئی سب کا اسلام برائے نام ہے بلکہ ایک غصہ کی بات تھی کہ قلم سے نکلی ہاں یہ ضرور ہے کہ غصہ یا تنگدلی ایسی بات کا حکم شرعی زائل نہیں کرتے فقیر کا صدق اخلاص ملاحظہ ہو کہ اس نے جناب کو عذر کی راہ بتائی خط سوم میں فرمایا میں عرض کرتا ہوں کہ طیش شرعاً بھی عذر ہوتا ہے یا نہیں اگرچہ غصہ عذر نہ ہو جواباً گزارش طیش کہ عقل تکلیفی زائل اور آدمی کو نرے مجنونوں میں داخل کر دے ایسے لفظ میں عذر ہو سکتا ہے مگر اس کے ثبوت کو شرعی گواہان عادل درکار کہ اس وقت یہ شخص نرا پاگل تھا اور ایک صورت حلف و عادت معروفہ معہودہ کی ہے جسے یہاں سے تعلق نہیں جنون پر شہادت عادلہ درکنار یہاں بطور علامہ بحر العلوم نفس عبارت ثبات عقل پر دلیل آشکار شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں طول عبارت کہ اٰمنت انہ لا الٰہ الا الذی اٰمنت بہ بنوا اسرائیل وانا من المسلمین ۝ شاہدست بر آنکہ درحال ثبات عقل بود جب ملک العلماء ان چودہ پندرہ لفظوں کو طویل عبارت اور ثبات عقل پر شہادت بتاتے ہیں تو آپ کا صفحہ بھر کا خط نمبری ۱۳۲ہ یا جانے دیجیے اتنی ہی سطریں کہ اب اپنا مسلک عرض کرتا ہوں کہ زمانہ آیا لایبقی من الاسلام الا اسمہ کا ہے اب چاہے آپ ہوں یا میں یا عبد الماجد یا مولوی احمد رضا خاں صاحب سب اثر سے زمانہ کے محفوظ نہیں صادق العیار مسلم کہاں ہیں جن میں سے کافروں کا امتیاز

کیا جاوے عبدالماجد زندیق ہیں تو مدعیان لقوے و مجددیت جن کا
ادنے خادم میں بھی ہوں کب صدیق ہیں قول انا مومن حقا اگر میرے
ایمان کی حقیقت ہے تو میں قول میں ایماندار ہوں بلاشبہ دوسرے
کے بھی ایمان کی تحقیق ہو گی ورنہ سے

ریا حلال شمار ند و جام بادہ حرام　　زہے طریقت ملت زہے شریعت کیش

عبارت فرعون سے دس گنی ہیں یہ اُس سے دس حصے زائد دلیل ثبات عقل ہو نگی مگر یہ کہیے نفس طول کافی نہیں مجنوں تو گھنٹوں بکا کرتے ہیں طول عبارت عاقلانہ چاہیے وہ فرعون کی عبارت تھی اور یہ طویل خط مجنونانہ ہذیان تو البتہ جواب ممکن ہے بہرحال ہرچہ باشد اگر آپ اتنا ہی اعلان فرمائیں کہ واقعی میں نے اپنے آپ اور تمام امت مرحومہ کو کافر تو کہا لیکن بحالت طیش کہا اُس وقت میری عقل بالکل زائل تھی اور میں مجانین میں شامل تو نیاز مند اسی پہ قناعت کرلے گا یہ عذر تو خود جناب ہی کا بتایا ہوا ہے اس کے اقرار میں عذر کیا ہے۔

(۲۴) آگے آپکا فرمانا مگر یہ تو اُس وقت ہے کہ بجز اُس احتمال کفر کے کوئی احتمال میری عبارت کا ہو ہی نہیں ہو سکتا حالانکہ وہ احتمال کفر ایسا بعید ہے کہ نہ مفہوم عبارت اُس پر دلالت کرتا ہے نہ مصداق نہ سیاق نہ سباق پھر اُس احتمال کے اوپر محمول کرنا عبارت کا اور صریحی اور صاف موافق نیت و اعتقاد کے جو احتمال ہو اُس پہ نہ محمول کرنا اس کی کیا وجہ ہے وجہ تو پہلے عرض کرچکا ہوں کہ آپ کی عبارت معنی کفر میں صاف صریح ہے اسے فرمانا کہ احتمال کفر پہ نہ مفہوم عبارت دال ہے نہ مصداق قصور معاف صریح عناد ہے اور کامل شقاق یہ نمبر ۱۲۶ ہوا۔

(۴۳) آپ کی عبارت کہ زمانہ لایبقی من الاسلام الا اسمہ کا ہے اس کا
سیاق تو کچھ ہے ہی نہیں اور سیاق اس معنے کفر پر رجسٹری کامل ہے
وہ یہ ہے صادق العیار مسلم کہاں ہیں جن میں سے کافروں کا امتیاز کیا جاوے
اس میں آپ صدق کی نفی فرما رہے ہیں نہ کہ کمال کی صادق کا مقابل
کاذب و باطل ہے نہ کہ ناقص و ناکامل۔ سونا کتنا ہی ناقص ہو مگر ہے
سونا معیار اس کے دعوی ذہبیت کی تصدیق ہی کریگی اسے سونا ہی
بتاے گی اگرچہ کم درجہ کا تو یقیناً صادق العیار ہوا ہاں پیتل اگر اپنے
آپکو سونا کہے تو معیار اس کی تکذیب کریگی وہ کاذب العیار ہوا آپ فرماتے
ہیں صادق العیار مسلم کہاں ہیں تو ضرور سب کاذب العیار ہوے تو
اصلا مسلم نہ ہوے نہ کامل نہ ناقص ورنہ ضرور صادق العیار ہوتے اگرچہ
کامل العیار نہوتے اور کیا تمام امت مرحومہ کو کافر کہنے کے سر پر سینگ ہوتے
ہیں آپ کی سمجھ میں نہ آیا کہ کامل و ناقص دونوں ایک حقیقت کے فرد ہوتے
ہیں اور کاذب اس حقیقت سے یکسر خارج یوں فہم شریف میں نہ آئے
تو وصایا شریف میں سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالے عنہ کا ارشاد ملاحظہ ہو
العاصون من امۃ محمد صلی اللہ تعالے علیہ وسلم مومنون حقا
لیسوا بکافرین دیکھیے ہر فرد مومن کو صادق العیار بتایا اگرچہ کیسا ہی گنہگار
ہو تو کاذب العیار نہیں مگر کافر اب تو آپکو کھلا کہ آپ کا فرمانا جناب نے جو
عبارت میری نقل کی ہے اس میں نفی کمال ایمان کی ہے نہ کہ اصل ایمان
کی قصور معاف صریح عناد ہے یہ نمبر ۱۲۷ ہوا۔

(۴۴) پھر فرمایا مانا کہ احتمال کفر بھی ہو جی احتمال نہیں قطعی یقینی صریح تو یہ
عرض ہے کہ میری عبارت میں احتمال کمال ایمان کی نفی کا کیا ہو ہی نہیں سکتا

جی بیشک اس کی گنجایش ہی نہیں اگر ہو سکتا ہے تو اُس احتمال کو تقدم ہونا
چاہیے اور جب نہ ہو سکتا ہو تو کیا چاہیے علاوہ بریں بعض بروجہ بعید طریہ
ہو سکنا طریہ بعید بہ مسئلہ من خدایم وغیرہا دیکھنا چاہیے نہ کہ سرے سے وہ
متروک ہو گیا جی نہیں متروک نہ ہوا متروک تو جب ہو کہ اُس کا وجود بھی
ہو۔ مجھے اب بھی انکار ہے کہ میں نے کہیں بھی ایسی عبارت لکھی ہے جس سے
احتمال کفر ہو انصاف فرمایا تو اب انشاء اللہ تعالےٰ یہ انکار اقرار سے
بدل جائیگا نہیں نہیں اب بھی انکار ہو گا مگر اب یوں کہ احتمال کفر نہیں
صریح کفر ہے۔

(۴۵) اب آپ کو اپنے اب وجد کے اُن الفاظ کا مطلب کھُل گیا ہو گا اور
نہ کھُلا ہو تو مجھ سے سُنیے اصل ایمان تصدیق یا تصدیق مع الاقرار ہے یہی
ایمان کا مسمے ہے اعمال اُس کے محسنات ہیں پھر اگر سب صالح ہوں تو
یہ اعلیٰ درجہ کمال اور مرتبۂ صدیقین و مقربین بارگاہ جلال ہے اور اگر
بعض حسنہ بعض سیئہ تو جتنے سیئات زائد نقصان زائد مگر نفس ایمان میں
خلل نہیں وآخرون اعترفوا بذنوبهم خلطوا عملا صالحا وآخر
سيئا عسى الله ان يتوب عليهم ان الله غفور رحيم ۰ آپ کے
دادا صاحب نے اسی کو ٹوٹا پھوٹا ایمان کہا اور اگر عمل صالح اصلا نہ ہو اور
تصدیق و اقرار برقرار تو اب بھی ایمان کا مسمے بحال ہے صحیحین میں حدیث
ابو سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ کو یاد ہو گی کہ حضور شفیع المذنبین
صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا مومنین جنت میں اُن مسلمانوں کے
لیے شفاعت کرینگے جو ابھی نار میں ہیں اور نماز روزہ حج ادا کرتے تھے
ارشاد ہو گا اپنے شناساؤں کو نکال لو وہ ایک خلق کثیر کو نکالیں گے یہ عرض

کرینگے اب ایسا اُن میں کوئی نہ رہا ارشاد ہوگا جاؤ جس کے دل میں مثقال بھر بھلائی پاؤ نکال لو وہ ایسی مخلوق کثیر نکالیں گے پھر رب العزۃ فرمائیگا جس کے دلمیں آدھی مثقال بھلائی پاؤ اُسے نکال لو وہ ایسی خلق کثیر نکالیں گے پھر فرمائیگا جس کے دلمیں ذرہ بھر بھلائی پاؤ اُسے نکال لو وہ ایسی خلق کثیر نکالیں گے پھر عرض کرینگے ربنا لم نذر فیہا خیرا اے ہمارے رب ہم نے جہنم میں کوئی کسی طرح کی نیکی والا نہ چھوڑا اکرم ورحمت والا فرمائے گا۔ شفعت الملئکۃ وشفع النبیون ولم یبق الا ارحم الراحمین فیقبض قبضۃ من النار فیخرج منہا قوما لم یعمل خیرا قط ملئکہ نے شفاعت کی اور انبیا نے شفاعت کی اور مؤمنین نے شفاعت کی اور نہ باقی رہا مگر ارحم الراحمین یہ فرما کر ایک مٹھی جہنم سے لیگا اس میں اُن لوگوں کو نکالیگا جنھوں نے کبھی کوئی نیک کام نہ کیا۔ دیکھیے عمل بالکل مفقود اور ایمان کا مسمے اُن میں موجود اسے آپ کے والد صاحب نے کہا تھا آپ سمجھے کہ اوپر سے تنزل ہوتا چلا آیا ہے ہم بھی تنزل کریں لہذا سرے سے ایمان کا مسمے ہی اُڑا دیا اور خالی نام پر اکتفا کی یہ صریح مخالف قرآن واسلام ہوا۔ میں پہلے بھی عرض کرچکا ہوں کہ حاش للہ تشنیع مقصود نہیں بلکہ محض دوستانہ مخلصانہ آپ کو آپ کی حالت کا آئینہ دکھانا آپ اپنے والد صاحب اور دادا صاحب کی معمولی گفتگو کا تو مطلب سمجھ نہ سکے اور ملک العلما بحر العلوم کی قائم مقامی کا ادعا فرمایا اس سے توبہ چاہیے یہ نمبر ۲۸ ہوا۔

(۴۶) آپ فرماتے ہیں ایک مدت سے ایسے افعال اہل اسلام میں رائج ہیں جو کفر ہوسکتے ہیں مگر اُن پر حکم کفر کا کبھی اگلوں نے نہیں کیا ہے

کیا اُن میں صرف احتمال کفر تھا تو علما کیوں تکفیر کرتے کہ صرف احتمال پر تکفیر نہیں مگر آپ کے قول مذکور میں تو احتمال نہیں قطع و یقین ہے پھر آپ کو کیا فائدہ اور اگر یہ مراد کہ قطعی یقینی کفروں پر اگلوں نے کبھی تکفیر نہ کی تو یہ محض غلط ہے اور وصایائے امام و فقہ اکبر شریف سے درمختار ورد المحتار تک کتب ائمہ و علما اس کے بطلان پر شاہد۔

(۴۷) پھر فرمایا یہاں مراد وہی کافر ہیں جو اہل اسلام میں داخل اور مدعی اسلام ہیں نہ مطلقاً کفار اس پر لفظ جن میں سے دلالت کرتی ہے قطع نظر اس سے کہ مطلقاً کا لفظ میرے کلام میں بھی نہ تھا آپ پر تو مطلقاً یقیناً لازم جب سب کاذب العیار ہیں تو سب قطعاً کفار ہیں پھر کون سے کافروں سے اُن کا امتیاز ممکن۔ امتیاز ہوگا تو جیسا باہم کفار میں ہے نصاری الگ یہود الگ مجوس الگ آپ کے ہنود الگ یونہیں امتیاز ان میں ہوگا قادیانی جدا وہابی جدا رافضی جدا گاندھوی جدا مگر ہیں سب ملۃ واحدہ۔

(۴۸) معہذا اس جنجال سے تم نے آپ کو کیا فائدہ دیا یہ کفار جو اہل اسلام میں داخل اور مدعی اسلام ہیں ظاہر ہے کہ جب کافر ہیں صورۃً داخل اور ادعائے اسلام میں کاذب و مبطل ہیں تو مرتد ہوئے کہ دنیا میں اخبث اقسام کفار ہیں جب باقی مسلمانوں کو ان سے کوئی وجہ امتیاز نہیں تو وہ بھی سب مرتد ہوئے وہی آنچ تو کاسے میں رہی اور بالفرض اُن کے اسلامی وضع بنانے اور کلمۂ طیبہ بلکہ قال اللہ قال الرسول سُنانے بلکہ براہ ریا و اغوا اپنے آپکو ہادیان و مصلحان قوم میں گنانے کے سبب مسلمانوں میں سے اُن کا امتیاز آسان نہ ہو تو اسمیں مسلمانوں کا

کیا قصور ہے یہ حالت تو ایک زمانے تک خلط منافقین سے عہد رسالت میں رہی جیسے فرماتا ہے وماکان اللہ لیذر المؤمنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب قصور معاف کچھ بھی سمجھ کر کہی یا کچھ الفاظ تھے جن کا محصل ذہن شریف میں بھی نہ تھا۔

(۴۹) پھر فرمایا کیا جناب اس امر کے مدعی ہیں کہ کمال ایمان جناب کا اس حد تک ہے جس حد تک حضرت صدیق اکبرؓ کو حاصل تھا اور جب کمال نہیں ہے تو نفی کمال کی ہوگی حاشا مجھے تو اس کا ادعا نہیں نہ یہاں نقص و کمال کا ذکر مگر جناب اپنی فرمائیں آپکا وہ خط کہ مولوی ریاست علی خاں صاحب رجب میں لائے جس میں قلم اُن کی تھی اور زبان آپکی جس میں آپ نے بصیغۂ حصر انا المؤمن حقا فرمایا بحمدہ تعالے وہ زمانہ گزر گیا اب عہد توبہ وعہود ہے اب فرمایئے کیا جناب کا کمال ایمان اُس حد تک ہے جس حد تک صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا اور جب کمال نہیں تو اپنے طور پر صادق العیار نہ ہوئے اور جب صادق العیار نہ ہوئے کاذب العیار ہوئے اور جب کاذب العیار ہوئے منجملۂ کفار ہوئے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(۵۰) فقیر تو مقام نصح و خیر خواہی میں ہے آپ نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نام پاک کے ساتھ رضؓ لکھا ہے علمائے ایسے سخت محرومی و بے برکتی بتایا ہے اس سے ہمیشہ احتراز رکھیے پورا رضی اللہ تعالےٰ عنہ لکھا کیجیے۔

(۵۱) یہ عجیب منطق ہے کہ جب اُس حد کمال ایمان نہ ہو جو حضرت سید الاولیاء الاولین والآخرین امام الصدیقین رضی اللہ تعالےٰ عنہ

وعنہم میں بھی تو کمال ایمان ہی نہیں یوں تو ایمان صدیق تمام امت مرحومہ کے ایمان سے ارجح ہے لو وزن ایمان ابی بکر بایمان امتی لرجح ایمان ابی بکر تو فاروق اعظم و عثمن ذی النورین و علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہم سب معاذ اللہ ناقص الایمان ہوئے یہ نمبر ۱۲۹ ہوا غرض ایک حرف سمجھکر نہ فرمایا۔

(۵۲) پھر فرمایا نفی کمال اور نفی اصل ایمان میں بہت فرق ہے جی اسی لیے تو جناب کا وہ کلمہ کفر ہوا کہ جناب نے تمام امت مرحومہ کو کاذب العیار اور برائے نام مسلمان ٹھہراکر اُن سب سے اصل ایمان کی نفی کی اور یہ کفر ہے۔

(۵۳) بلکہ خط نمبری ۱۳۲۴ میں جناب نے اس سے بھی بڑھکر بلند پروازی فرمائی ہے یہاں تک تو یہی تھا کہ جو صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کے برابر کامل الایمان نہو ناقص الایمان ہے وہاں یہ اشعار فرمایا ہے کہ جو صدیق نہیں زندیق کے مساوی ہے فرماتے ہیں عبد الماجد

زندیق ہیں تو مدعیان تقوی و مجددیت جن کا ادنٰے خادم میں بھی ہول کب صدیق ہیں گویا آپ کے نزدیک صدیق و زندیق میں واسطہ نہیں اور جو صدیق نہیں کافروں سے اُس کا امتیاز نہیں ہوسکتا اب فرمایئے آپ اپنے زعم میں صدیق ہیں یا زندیق یہ نمبر ۱۳۰ ہوا۔

(۵۴) پھر فرمایا قول انا مؤمن حقا اگر میرے ایمان کی حقیقت ہی تو میں قول میں ایماندار ہوں سے بلاشبہ دوسرے کے بھی ایمان کی تحقیق ہوگی ورنہ سہ

ریا حلال شمارند و جام بادہ حرام
زہے طریقت ملت زہے شریعت کیش

قصور معاف آپ اپنے اُسی نشے میں ہیں کہ مسلمان صرف نام کے مسلمان ہیں کس نے کہا تھا کہ جس نے زبان سے اپنے آپ کو مسلمان کہہ دیا مسلمان ہو گیا اسی کے رد کو تو آپ سے کہا جاتا ہے کہ امثال عبد الماجد کو کافر کہیے اور جو اُن کے اقوال پر مطلع ہو کر اُنھیں کافر نہ جانے اُسے کافر کہیے اگرچہ لاکھ اپنے آپ کو مؤمن حقا کہتے ہیں کہ خلاف واقع حکایت کوئی عاقل نہیں مانتا۔ ہاں آپ کے یہاں ایسا ہی ہے ولہذا آپا وصفنا اُن شدید کفروں کے عبد الماجد جیسے کافر کو صرف زبانی اقرار توحید و رسالت کے زعم پر مسلمان کہا گیا۔ نہیں نہیں بلکہ آپ کے یہاں یہی کہ جو شقی صاف انکار رسالت کرتا ہو کلمۂ طیبہ کا بھی قائل نہ ہو اُس کے لیے اقرار رسالت اپنی طرف سے ملا کر اُسے مسلمان گڑھ دو۔

ملاحظہ ہو نمبر ۲۶ -

(۵۵) شعر خوانی کا جناب کو بڑا شوق ہے ایک شعر اپنی شان میں وہ پڑھا تھا کہ ؎

عمر یکہ بآیات واحادیث گزشت — رفتی و نثار بت پرستی کردی

دوسرا شعر وہ توبہ شو پڑھا ؎

تیغ تو اوچھی پڑی بھی گر پڑے ہم آپ سے — دل کو قائل کے بڑھانا کوئی تم سے سیکھ جائے

تیسرا اب یہ پڑھا یعنی آپ کے نزدیک مرتدین کفار اور مسلمان گنہگار برابر ہیں مسلمان اگر کافر پہ کفر کا اعتراض کرے تو اُسے شرماتے ہیں کہ آپ تو گناہ کا مرتکب اور دوسرے کے کفر سے مجتنب پھر اس بنائے کفری پر دین و شریعت و طریقت و ملت مسلم کی ہجو ملیح آپ ہی فرماتے ہیں کہ کفر تک پہنچتی ہے یا صرف گناہ قبیح یہ نمبر ۱۳۱ ہوا۔

(٥٦) للہ انصاف عبدالماجد جیسا کافر اکفر اُسے اور حضرت صاحبزادہ صاحب و دیگر علما و مسلمین سب کو ایک پلّے میں رکھنا کہ اب چاہے آپ ہوں یا میں عبدالماجد ہوں یا مولوی احمد رضا خاں صاحب سب اثر سے زمانہ کے محفوظ نہیں صادق العیار مسلم کہاں ہیں یہ ان آیات کریمہ کا صریح رد ہوا یا نہیں افنجعل المسلمین کالمجرمین ٥ مالکم کیف تحکمون ٥ ام لکم کتب فیہ تدرسون ٥ ان لکم فیہ لما تخیرون ٥ ام لکم ایمان علینا بالغۃ الی یوم القیمۃ ان لکم لما تحکمون ٥ یہ نمبر ١٣٢ ہوا۔

(٥٧) یہ خط تو یقیناً بار بار اُس کے اقوال ملعونہ پر مطلع ہونے کے بعد لکھا صحیفہ نے ضرور اطلاع دی یہاں سے جنتری اول میں منقول ہوئے حضرت حامی سنت سید محمد میاں صاحب دامت برکاتہم نے جن کے جواب میں آپ نے یہ خط لکھا ہے قطعاً بہت تفصیل سے ذکر فرمائے جسے آپ اسی خط کے ابتدا میں لکھتے ہیں کرامت صحیفہ صادر ہوا تحریر طویل تکفیر کی موصول ہوئی اور اس خط سے ١٧-١٨ دن پہلے وہ استفتا آپ کے یہاں جا چکا تھا جس کی نقل نمبر ٣٥ میں گزری یہ سوال ۱۵ جنوری ۱۹۲۱ء کو آپ سے ہوا اور وہ خط دوسری فروری ۱۹۲۱ء کو آپ نے لکھا مستفتی ثقہ نے بیان کیا کہ اُس نے پہلے آپ کے سامنے پیش کیا اور سب احوال کہا آپ نے ترک فتوے نویسی کا عذر کیا اور مفتیوں سے لکھوا دیا اُس میں جو اقوال ہیں اُن میں دو کی اطلاع میرے یہاں سے آپ کو پہنچ چکی تھی جنتری اول میں تھا آج بعض احباب نے ٢٨ ستمبر کا پرچہ ہمدم جس میں آپ کا خط چھپا ہے بھیجا اگرچہ اُس میں ہے کہ میں نے ہر طرح سے

تحقیق کی پھر بھی یہ احتمال بعید رہا کہ شاید اُن عبارات فلسفۂ اجتماع پر اطلاع نہ ہوئی ہو جو صحیفہ میں طبع اور اکمل تمرالواجد میں شائع ہوئیں نزاکت طبع کے لحاظ سے بتدریج استفسار کیا جاتا ہے (۱) جو شخص سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو کہے بیت اللحم میں ایک مجہول النسب بچہ پیدا ہوتا ہے جس کی والدہ کی عصمت کو اُس کے اہل وطن مشکوک نظروں سے دیکھتے ہیں اس نے عیسے علیہ الصلاۃ والسلام کو گالی دی یا نہیں وہ مسلمان ہے یا کافر جو اُسے مسلمان کہے خود مسلمان ہے یا کافر۔ پھر دوسرا سوال ہے جو نمبر ۲۶ میں منقول ہوا یہی دونوں سوال استفتائے فرنگی محل کے بھی سوال اول و دوم تھے بار بار اطراف و انظار سے مطلع ہو کر پھر حضرت ممدوح کو وہی جواب لکھنا کہ عبد الماجد نے میرے روبرو اپنی برارت کی کونسا دین ہے۔

(۵۸) اور تمام حرابی بصرہ کے بعد خط سوم میں مجھے لکھنا کہ یہ ملحوظ رہے کہ عبد الماجد کو مؤمن فرض کر کے لکھا ہے سبحٰن اللہ ایسے اکفر کو مؤمن فرض کر کے مسلمانوں کے مساوی رکھنا اور اُس کی خاطر تمام مسلمانانِ عالم کو کاذب العیاذ اور برائے نام مسلمان کہنا اور یہ کہ وہ زندیق ہے تو اور کون صدیق ہے کس قدر اشد عناد و لداد اور اخبث حمایت ارتداد ہے یہ نمبر ۱۳۲ ہوا۔

(۵۹) آگے فرمایا آپ کو اہانت علما کا پاس ہے میں توہین اسلام ہو رہی ہے اُس کی فکر میں ہوں سبحٰن اللہ توہین اللہ و رسول و قرآن عظیم کی آپ نے بہت فکر کی صاف لکھوا بھیجا ایسی فضول باتوں میں وقت ضائع کرنا ہم مناسب نہیں خیال کرتے توہین اسلام کیا کوئی

اور سزا الی چیز ہے اور توہین علما کیا توہین اسلام نہیں ذرا فقہ و حدیث دیکھیے یہ نمبر ۱۳۴ ہوا۔

(۶۰) میں نے آپ کی ان عنایات کا گلہ کبھی نہ کیا اور باآنکہ آپ کے اس خط نمبری ۱۳۲۴ کے اقوال بار بار رد کے لیے نقل کیے ان الفاظ کو کبھی زبان قلم پر نہ لایا کہ مدعیان تقوی و مجددیت کب صدیق ہیں ؏

زہے طریقت ملت زہے شریعت کیش ریا حلال شمارند و جام بادہ حرام

آپ نے خود ہی خط سوم میں اس کی نقل چھیڑی کیا آپ فرما سکتے ہیں کہ میں نے اپنی زبان یا قلم سے کبھی اپنے آپ کو مجدد تو مجدد متقی بھی کہا یا لکھا ہو میرے تو مطبوعہ دستخطوں میں جابجا دیکھیے گا کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ بمحمدن المصطفے صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم میرے رب عزوجل کے کرم اور میرے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت سے اگر علمائے عرب وعجم نے مجدد و امام کہا اور لکھا تو اس میں میری کیا خطا تو مجھے مدعی تقوی و مجددیت کہنا مسلمان پر ناحق افترا ہوا یا نہیں یہ نمبر ۱۳۵ ہوا۔

(۶۱) جناب والا تو اپنے دستخطوں میں اپنے قلم سے اپنا عظیم ادعائی لقب قیام الدین لکھتے ہیں اس خط دوم ۲۲ ماہ مبارک میں بھی تحریر فرمایا ہے فقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ۔ انصاف کیجیے تو یہ تو مجدد سے بھی بھاری لقب ہے، ردالمحتار وغیرہ میں دیکھیے کہ فلان الدین بننے والوں پر کیا کچھ قیامت قائم فرمائی ہے یہ آیہ کریمہ فلا تزکوا انفسکم ھو اعلم بمن اتقی ○ کی کیسی صریح نافرمانی ہوئی یہ نمبر ۱۳۶ ہوا۔ پھر آپ مرتکب ہونا اور الٹا دوسرے پر اس کا غلط الزام رکھنا آیہ کریمہ ومن یکسب خطیئۃ او اثما ثم یرم بہ بریا فقد احتمل بھتانا و اثما مبینا ○

ہیں داخل ہونا ہوا یہ نمبر ۱۳۷ ہوا۔
(۶۲) اس افترائے ادعائے تقویٰ و مجددیت پر صبر آسان تھا مگر آگے۔
آپ حضرت سید صاحب ممدوح دامت برکاتہم سے گزارش کرتے ہیں
آپ علمائے کرام کی عظمت کے درپے ہیں وہ اپنے کردار سے عظمت
اسلام مٹا رہے ہیں علمائے کرام پر یہ افترائے شدید ضلال بعید ہے
جلد ثبوت دیجیے ورنہ اسی حدیث یحبسون فی طینۃ الخبال کی فکر کیجیے
یہ نمبر ۱۳۸ ہوا۔
انھیں باسٹھ پر بس کروں کہ بس کے عدد یہی ہیں اللہ بس باقی ہوس
اس سے سوال ہے کہ مجھے اور آپ اور سب اہلسنت کو حق پر جمع کرے
حق پر رکھے حق پر مارے حق پر جلائے آپ کو استقامت توبہ کی توفیق
عطا فرمائے اس فقیر کو توبۂ صادقہ کی توفیق بخشے انہ ولی ذلک والقدیر
علیہ علیہ توکلت والیہ انیب ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی
العظیم وصلی اللہ تعالٰی علی نور عرشہ وطراز ملکہ وعروس مملکتہ
وامام حضرتہ سیدنا ومولٰنا محمد وعترتہ وآلہ وصحبہ
وابنہ وحزبہ وامتہ قدر رأفتہ ورحمتہ وبارک وسلم
ابدا الآبدین والحمد للہ رب العلمین۔

عرضِ اخیر کہ ہر مبحث کے اخیر میں ملحوظ خاطر رہے

(۱) عہود پیش نظر رہیں (۲) نمبروار ہر بات کا مفصل جواب ملے
یا اتنا اجمالاً تحریر فرما دیجیے کہ جن نمبروں کا جواب نہ دیں گے وہ بعینہا ہمیں
مقبول ہیں (۳) جس بات میں اجمال رہے گا پھر تفصیل فرمانی ہوگی۔

(۴) جس حکم میں کمی رہے گی پھر تکمیل فرمائی ہوگی (۵) غصہ نہ فرمایا جائے نہیں نہیں جتنا چاہیے فرمائیے مگر ہر بابت کا پورا جواب برعایت انصاف وصواب عنایت ہو ثبتنا اللہ وایاك بالقول الثابت فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ اللھم اسمع واستجب انك اھل التقوٰی واھل المغفرۃ وصل وسلم وبارك علی حبیبك الکریم واٰلہ وصحبہ وامتہ الطاھرۃ اٰمین والحمد للہ رب العٰلمین۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

۱۲ ذی القعدہ سنہ ۱۳۳۹ھ ہجریہ قدسیہ علی صاحبہا واٰلہ الصلوٰۃ والتحیہ آمین واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

نوال مفاوضۂ عالیہ متضمن بعض ہدایات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم + + + + + نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مولٰنا اولٰنا سلام علی مولٰنا۔ ابھی رجسٹری حاضر کرچکا ہوں اور اُس میں جابجا معذرت کردی ہے کہ حاشا مقصود ابانت حکم ہے نہ کہ تشنیع اور یہ عذر بھی لکھدیا ہے کہ جبتک پوری تصویر نہ دکھائی جائے مبلغ حکم تک ذہن پہنچنے میں کمی کرتا ہے اور یہ بھی عرض کردیا ہے کہ کلام دربارۂ ابانت احکام دوسرے کے متعلق تصور فرمایا جائے کہ نفس کا حصّہ نہ شامل ہو پھر آخر میں اجازت مطلقہ دیدی ہے کہ مجھپر جتنا چاہیں غصہ فرمائیں مگر بات کا پورا جواب عطا ہو ان تمام عذروں معذرتوں کے بعد بھی رد دیکھکر دیکھیے کیا اثر پیدا ہو مبادا معاذ اللہ سدِّ راہ ہدی ہو لہذا اثنا اور معروض کہ وہ حدیث نگاہ جناب سے مخفی نہ ہوگی کہ ایک صاحب خدمت اقدس حضور اکرم سید عالم

۱۴ ذی القعدہ ۱۳۳۹ھ رضا ہو [handwritten margin note]

صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے نام اقدس لیکر ندا کرکے عرض
کی میں حضور سے کچھ دریافت کرونگا اور سوالات سختی سے کرونگا حضور ناراض
نہوں اس پر اجازت فرمائی کہ جو چاہے پوچھ اس حدیث سے ثابت کہ
سوالات میں سختی مانع جواب نہ ہونی چاہیے اور کیوں ہو کہ مقصود اتباع حق
ہے جس طرح بھی ظاہر ہو جناب سے معاذ اللہ اس کی امید نہیں کہ ہم سے
سختی کے ساتھ کہا گیا لہذا ہم حق نہیں مانتے کچھ لوگوں کا گمان ہے کہ
جناب رد کو پھر تکرّر ٹھہرا کر جواب عطا نہ فرمائیں گے کسی دوسرے کے نام سے
کچھ لکھا جائیگا مثلاً تم سے مخاطبہ منظور نہیں یا یہ فضول باتیں ہیں توجہ ضرور
نہیں جس طرح وقائع سابقہ میں واقع ہوا میں اپنے رب سے بجاہ نبیہ
صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم دعا کرتا ہوں کہ ان ظنوں کا خلاف ہو طبع سامی
رد سے بُرا اثر نہ لیکر تبع حق وانصاف ہو واللہ قدیر واللہ غفور
رحیم ۰ وافضل الصلاۃ وعلے سیدنا ومولٰنا محمد
والہ وصحبہ اجمعین والتسلیم ۱۳ ذی القعدہ ۱۳۳۹ھ مضمون
خیال سے بہت زائد ہو گیا اور میرے محرر کو بخار آگیا اس میں دو دن
کی تاخیر ہوئی معاف فرمائیں اُن عبارات شرح فقہ اکبر کا منتظر ہوں۔

خط ہشتم مولوی عبد الباری صاحب متعلق تصحیح عبارات فقہ اکبر

۱۴ ذی القعدہ کو آیا ۱۲

فرنگی محل لکھنؤ — بسم اللہ الرحمن الرحیم

مورخہ ۱۳۔ ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ — حامداً ومصلیاً ومسلماً

مولٰنا المکرم دام بالمجد والکرم۔ بعد تسلیم بصد تکریم عرض ہے کہ شرح فقہ اکبر
کا نسخہ جو میرے کتب خانہ میں ہے اُس میں اور مطبوعہ نسخہ میں اُن دونوں

مقاموں کی عبارت یکساں ہے جس کو جناب نے استفسار فرمایا ہے اور کوئی نسخہ یہاں موجود نہیں ہے۔ اغلاط کاتب و مطبع سے کم کتابیں پاک ہونگی بے توجہی سے تصحیح ہوئی ہے۔ جناب کے خط رجسٹری شدہ کا منتظر ہوں۔ زیادہ ادب فقط

فقیر قیام الدین محمد عبد الباری عفا اللہ عنہ بقلم شاہد علی عفا اللہ عنہ

خط نہم مولوی عبد الباری صاحب مشعر عدول از مفاہمہ بعد وصول مفاوضۂ ہشتم

فرنگی محل لکھنؤ
مورخہ ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
حامداً و مصلیاً و مسلماً

مولانا و بالفضل اولٰنا۔ السلام علیہ۔ شکر صد شکر کہ جناب نے عہود پر اعتبار کیا۔ تعیین امور کی غرض سے قلم تو اٹھایا۔ رد تکبر کی بجائے رد تکبر نہیں کو باور کر لیا۔ اب خدا سے میری دعا ہے کہ عبارت مرقومہ تحریر سفینہ صادق ہوئے دوسری شہرت جس کی جانب توجہ دلائی گئی ہے کاذب ہو۔ کیا خوب آیات قرآنیہ کا اقتباس ایسے محال میں کان ابن عمر یریٰ الخوارج شرار الخلق قال انھم عمدوا الی آیات نزلت فی الکفار فجعلوھا فی المسلمین فقیر کے پیش نظر رہتا ہے خداوند عالم مجھے خوارج کی اتباع سے محفوظ رکھے سلف صالح اہلسنت کا پیرو بنائے رہے آمین۔ تحریر سامی مطالعہ کرنے کے بعد التماس ہے کہ میرے کل استفسار وں کے جواب مسلسل مرحمت ہوں رد و قدح منظور نہیں تعیین امور مقصود ہے۔

عرض اخیر یہ ہے کہ عہود انشاء اللہ تعالیٰ پیش نظر ہیں اور جن امور کو حضرت والا حضرت نے مکرر سہ کرر مشتہر فرمایا اُن سے تو کبھی نہ تعرض کیا ہے نہ اب تعرض کرنے کا ارادہ ہے۔ تحریر جناب ملاحظہ کرنے سے اطمینان ہو گیا فبہا ورنہ غور و فکر رہے گی طلب حق میں کوتاہی نہ ہو گی وما توفیقی الا باللہ۔ زیادہ ادب - فقیر قیام الدین محمد عبد الباری عفا اللہ عنہ

بقلم شاہد علی عفا اللہ عنہ

دسواں مفاوضۂ عالیہ بجواب خط نہم و ردِّ باقی شبہات مولوی عبد الباری صاحب

ص/ ۱۹ ذی القعدہ کو بصیغہ رجسٹری ... طلب ... ۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مولٰنا او لٰنا سلام علیٰ مولٰسنا - کل قریب مغرب نامی نامہ آیا مگر محض خلاف امید و موافق توقع آیا باوصف عہود نزاکت طبع سے ڈرتا ہوا بہت منت سے گزارش کرتا اور امید سماع قبول و انصاف رکھتا ہوں۔

(۶۳) نیاز مند کے ۶۲ نمبروں سے کسی ایک کا اصلا جواب نہ عطا ہوا نہ یہی فرمایا کہ صحیح و مقبول ہیں۔ کیا اُن میں بہت سے شرعی حرجوں کا بیان نہ تھا انصاف گرامی سے یہی مامول کہ اُن کے جواب سے سکوت کا منشا اُن کی صحت ہے مگر عہد اول میں اُن کا قبول فرمانا تھا اُس سے محروم فرمایا۔ تقصیر معاف یہ نمبر ۱۳۹ ہوا۔

(۶۴) اُن میں متعدد استفسار واقعیت سے تھے جن کا انکشاف بیان جناب ہی سے ہوتا اُس کے اظہار سے بھی اعراض فرمایا یہ عہد دوم کے خلاف اور نمبر ۱۴۰ ہوا۔

(۶۵) قطع نظر اس سے کہ میں نے جناب کی نسبت کوئی ناحق الزام شائع کرنا درکنار نہ کہا نہ لکھا نہ بیان حکم شرعی سے زائد کوئی سخیف کلمہ آپ کی نسبت لکھا یا د برخلاف اس کے جناب نے زمانہ وغیرہ میں جو الفاظ عنایت وکرم اس خیر خواہ دیرینہ اپنے والد ماجد کے دوست قدیم کی نسبت تمام ہندوستان میں شائع فرمائے اور حضرت حامی سنت مولنا سید محمد میاں صاحب دامت برکاتہم کو لکھ کر بھیجے (حالانکہ وہاں میرا کوئی ذکر نہ تھا آپ کا اُن کا مکالمہ اور عبدالماجد کے کفر کا تذکرہ تھا) یہ تمام امور مخفی نہیں میں نے کبھی ان باتوں کی شکایت تک نہ کی باانیہمہ وہ کچھ بھی تھا اس اخلاص جدید سے پہلے کا تھا اب اُس کا تذکرہ نہ صرف زائد بلکہ محض فضول تھا مگر اس خط میں فرمایا یہ عہد سوم کے خلاف اور نمبر ۱۴۱ ہوا۔

(۶۶) نیاز نامہ میں متعدد جگہ استشہاد تھا ادائے شہادت سے سکوت فرمایا یہ عہد چہارم کے کہ ارشاد الٰہی کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ ولو علی انفسکم پر عمل ہوگا خلاف اور نمبر ۱۴۲ ہوا بادب گزارش کہ پہلی ہی بار آٹھ ہی سطر کے خط میں چاروں عہد خاطر شریف سے اُتر گئے الانسان للنسیان امید کہ آئندہ ضرور احتیاط فرمائیں گے۔

(۶۷) فرمایا تعیین امور کی غرض سے قلم تو اُٹھایا سبحٰن اللہ قطع نظر اس سے کہ تعیین امور تو فہرست ۱۰۱ انے کر دیا یہ تفہیم جناب کے لیے تبین امور ہے کیا خوب فرمایا کہ قلم تو اُٹھایا یعنی اتنی ہمت تو ہوئی اس کا حال وقائع عدیدہ سابق ولاحق اور خود اس بار جناب کے سکوت محض عن الجواب سے لائح وللہ الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ کما یحب ربنا ویرضی۔

(۶۸) پھر فرمایا ردو تکبر کی بجائے رد تکبر نہیں کو باور کر لیا گرما اب یہاں کیا کہوں مگر انا للہ و انا الیہ رجعون آپ کے خط ۲۸۔ شوال کے صاف لفظ یہ ہیں رد کو میں تکبر نہیں سمجھتا ہوں یہ آپ نے رد کو کہا کہ تکبر نہیں یا میں نے بنالیا اپنے ہی کلام میں تحریف اور اتنی غلیظ و کثیف شاید یوں ہوئی ہو کہ اپنے کلام میں متکلم کو ہر تبدیل کا اختیار ہے نہ کا ہاں بنالینا کیا دشوار ہے یہ نمبر ۱۴۳ ہوا۔

(۶۹) یہ میں روز اول سے جانتا تھا کہ جہاں آپ پر رد شدید و لاجواب وارد ہوا اور آپ نے فرمایا دیکھو یہ تکبر کرتا ہے ہم اس سے بات کرنا نہیں چاہتے اور ابھی خط ۱۳ ذی القعدہ میں بعض احباب کی پیشین گوئی عرض کر چکا کہ جناب رد کو پھر تکبر ٹھہرا کر جواب عطا نہ فرمائینگے مگر اتنا خیال نہ فرمایا کہ رد اگر تکبر ٹھہرا تو صحابہ کرام سے آج تک کے تمام ائمہ و علما معاذ اللہ متکبرین ٹھہریں گے اور مولوی عبدالحی صاحب کی تذکرۃ الراشد تو ہمہ تن تکبر مجسم تکبر سراپا پیکر تکبر بنا کر بھی بس نہ کریگی یہ نمبر ۱۴۴ ہوا۔

(۷۰) پھر فرمایا اب خدا سے دعا ہے عبارت تحریر حضرت صادق ہو اور دوسری شہرت کا ذبہ وہ شہرت کا ذبہ یہ بھی کہ مناظروں میں ابتدائی مراحل طے کرنے میں وقت صرف کر دیا جاتا ہے کیا جناب کو اصل مقصود کے یہ مباحث جلیلہ بالائے ابتدائی نظر آتی ہیں یا خدا نا کردہ شاک وشاك فی انہ شاك ہو کر تحصیل حاصل کی دعا فرماتے ہیں کیا یہ نمبر ۱۴۵ نہ ہوا۔

(۷۱) فقیر کے ۶۲ نمبروں سے ایک کا بھی جواب نہ دیکر مجھپر اثر ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے تعریض فرمائی جاتی ہے مگر بعیری آپ کی

کوئی مباینت نہ تھی مخلصانہ مفاہمہ تھا پہلے آپ حدیث کا مطلب فقیر سے سمجھ لیتے تو کچھ گناہ نہ تھا کبھی ناقص طالب علم ایک بات سمجھ لیتا ہے جو ایک علامۃ الدہر کی سمجھ میں نہیں آتی حاشا بلا تشبیہ بلا تمثیل انھیں ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی حدیث فوقع الناس فی شجر البواذی نظر سے مستور نہ ہوگی خوارج خذلہم اللہ تعالےٰ وہ آیات کریمہ جن میں اوصاف خاصۂ کفر واحکام مخصوصہ کفرہ مثل تحکیم طاغوت وشرک فی الحکم ونفی شفاعت وسلب ایمان وخلود فی النار ونحوہا مذکور ہیں مسائل تحکیم جائز وقتال اجتہادی مسلمین وارتکاب کبیرہ وغیرہا میں نہ صرف عامۂ مسلمین بلکہ سرداران مسلمین امیر المومنین مولیٰ علی وام المومنین وحضرت طلحہ وزبیر وامیر معٰویہ وعمرو بن عاص وابوموسی اشعری وغیرہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم پر ڈھالتے تھے اخذھم اللہ بذنوبھم ان اخذہ الیم شدید اسے ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے فرمایا اور یہی دونوں امام الوہابیہ ابن عبدالوہاب نجدی واسمٰعیل دہلوی خذلہما اللہ تعالےٰ نے کیا اور اب اُن کے اوتاب وہابیہ ودیوبندیہ قاتلہم اللہ تعالےٰ کر رہے ہیں یہ بحکم حدیث شرار الخلق ہیں اور خوارج ملعونین کے ناپاک چیلے اعاذنا اللہ تعالیٰ من شرھم وشر امثالھم اجمعین آمین نیاز نامہ فقیر میں اٹھائیس آیات کریمہ ہیں یا اُن کے پارے اور چار اقتباس جملہ ۳۲ - کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اُن میں کونسی آیت یا اقتباس وصف خاص کفر یا حکم مختص کفار پر مشتمل ہے جسے میں نے معاذ اللہ مسلمانوں پر ڈھالا - آیہ کریمہ میں کسی خصلت مذمومہ کو کافروں میں بیان فرمایا ہو جو خود کفر نہیں کیا آیت اُس کی مذمت پر دلالت

نہ فرمائے گی اور اُس کے ذم میں تلاوت کریمہ حرام ہوجائے گی یا کسی جرم غیر کفر پر کوئی وعید غیر وعید کفر فرمائی ہو اگرچہ اُس کا صدور اُس وقت کفار ہی سے ہوا ہو اُس جرم سے مسلمانوں کو تہدید اور انھیں اطلاع وعید جرم قرار پائے گی کہ کسی امر شنیع سے کہ فی نفسہ کفر نہیں منع فرمایا اگرچہ اُس وقت خطاب کفار ہی سے تھا وہ نہی کافروں سے مخصوص ٹھہریگی مسلمانوں کو اُنھیں کی حکم سائی شرار الخلق میں داخل کریگی یوں ہے تو تمام کتب اصول سے یہ مسئلہ چھیل ڈالیے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا پہلے بھی اس پر تنبیہ کر چکا تھا مگر جناب کو یاد نہیں رہتا۔

(۲۷) یاللعجب اگر ایسی تلاوت و اقتباس پر آپ کا یہ جبروتی حکم صادق ہو تو صحابہ کرام سے اب تک ہر قرن و طبقہ کے ائمہ و علما معاذ اللہ شرار الخلق میں داخل اور متبع خوارج ارازل قرار پائیں گے دور کیوں جائیے ۱ مولوی عبدالحی صاحب کے فتاوے جلد اول طبع اول صفحہ ۵۴۴ میں اُن مسلمانوں پر کہ جہر بہ آمین والوں کو مسجد سے نکالتے ہیں آیہ کریمہ ومن اظلم ممن منع مسٰجد اللہ ان یذکر فیہا الی قولہ تعالٰی لھم فی الدنیا خزی ولھم فی الاخرۃ عذاب عظیم ۝ ڈھالی حالانکہ یہ ڈھالنا بھی محض غلط و باطل اور نہ صرف ان سُنی حنفی مسلمانوں بلکہ امام عینی و محقق زین بن نجیم و علامہ محمد بن علی صاحب در مختار وغیرہم اکابر رحمہم اللہ تعالٰی پر عائد و آئل ب اسی طرح صفحہ ۳۴۱ میں اُن پر جنھوں نے ایک پرانی مسجد جس کی چھت گر گئی تھی اُس کی دیواروں کے عملہ سے ۵-۷ گز کے فاصلہ پر مسجد جدید بنانی چاہی یہی آیت اُتارتے ہیں ج ایک

مسجد مسمار ہو گئی کچھ لوگوں نے اس کی تعمیر شروع کی ایک شخص مدعی ہوا کہ یہ میرے
دادا کی بنائی ہوئی ہے اس کے ہدم و تعمیر کا حق مجھکو ہے میں تمہاری عمارت
گرا دوں گا صفحہ ۳۷۳ میں اس پر بھی یہی آیت اُتاری ۔ ی جو اہلسنت حق سبحنہ
کو عرش پر نہیں مانتے اُن پر جلد دوم صفحہ ۲ میں یہ آیت کہ مرتد یا مشرک کے
بارے میں اُتری ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی
ویتبع غیر سبیل المومنین نوله ما تولی ونصله جهنم وساءت
مصیرا ۝ تقریبا ڈھائی لا وہ جن لوگوں نے کوئی قانون خلاف شرع
مقرر کیا (جو آج مدتوں سے عام اسلامی سلطنتوں اور خود سلطنت ترکی میں
موجود ہے) اُن پر جلد ۲ صفحہ ۶۰ میں آیۂ ومن لم یحکم بما انزل الله
فاولئك هم الفسقون ۝ وکریمۂ ومن لم یحکم بما انزل الله
فاولئك هم الظلمون ۝ کہ کفار اہل کتاب میں اُتریں ڈھالیں ہز خود
آپ کے فتاوے صفحہ ۳۲۷ میں مقلد کے برا کہنے پر اس آیت کا اقتباس
پڑھا جو شیاطین یہود و نصاری میں اُتری اضلوا کثیرا وضلوا عن
سواء السبیل ۝ ح نیز صفحہ ۳۴۲ میں جہر بہ آمین والوں کو مسجد سے
نکالنے پر وہی آیت ومن اظلم سے ولهم فی الاخرة عذاب عظیم
تک پڑھی ط نیز صفحہ ۳۸۷ میں اس پر کہ کوئی امر تقریب جدید نکالے ام
لهم شرکاء شرعوا لهم من الدین مالم یاذن به الله اُتاری ۔
ی نیز صفحہ ۴۰۲ میں مرتکبین بدعات پر آیت من حاد الله ورسوله
ڈھائی ثلث عشرۃ کاملہ تو آپ کے نزدیک مولوی محمد معین و مولوی
عبد الحلیم و مولوی عبد الحی و مولوی محمد نعیم صاحبان وغیرہم علمائے فرنگی محل
اور اُن کی تقریر و قبول و اشاعت سے خود آپ شرار الخلق سے ہوئے اھ

غار جیوں کے گر گئے یہ نمبر ۱۴۶ ہوا۔

(۷۳) اشد ظلم یہ کہ آپ کے فتاوے صفحہ ۳۸۷ میں یہ لکھ کر کہ غیر مجتہد عابد و زاہد یعنی مشائخ و صوفیہ حکم عوام میں ہیں اُن کا کلام کسی گنتی شمار میں نہیں وہ جو نئی بات تقرب کی نکالیں اُس میں جو اُن کی پیروی کرے گا اُس نے اُنھیں خدا کا شریک و معبود بنا لیا یہ آیہ کریمہ پڑھ دی اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللہ یہ تو فقط کافروں میں اُتری ہی نہیں خاص اُن کے کفر کا بیان ہے اب حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما برمحل یاد کیجیے اور شرار الخلق سے ہونے اور خوارج ملعونین کے چیلا بننے کی خبریں کیسے دیکھیے مشائخ کرام و صوفیہ عظام اور اُن کے متبعین اہل اسلام کے ساتھ گستاخی کرنے اُسے اشاعت دینے کی شامت کتنی جلد ظاہر ہوئی تری القذاۃ فی عین اخیک ولا تری الجذع فی عینک یہاں تو بفضلہ تعالے تنکا بھی نہ تھا وفی عین المقابل خشب مسندۃ یہ کتنا بھاری نمبر ۱۴۷ ہوا۔

(۷۴) پھر فرمایا تحریر سامی مطالعہ کرنے کے بعد التماس ہے کہ میرے کُل استفساروں کے جواب سلسلہ مرحمت ہوں اولاً کیا یہ شرط تھی میں نے تو آسانی جانبین کے لیے بتدریج ذکر کرنے کا قصد کیا تھا میں خط ۴ شعبان میں عرض کرچکا تھا کہ ہار جیت مقصود نہیں میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ اُن میں جو بے غائلہ ثابت ہو جائے اُسے تسلیم کرنے کو تیار ہوں۔ یہ میرا انصاف ہے آپ اللہ کو مان کر یہ انصاف کیجیے کہ جہاں جہاں غائلہ دیکھیے اُن سے فوراً توبہ شائع فرمائیے۔ بعض

اگر زیر بحث رہیں اُن کے فیصلے پر قطعی و مسلم سے توبہ کو موقوف نہ رکھیے کہ یہ پھر عناد و اصرار ہوگا اور جن میں شبہ لگے مکابرہ نہ ہو جس کی نظیر پہلے گزارش کر چکا ہوں اتنی تنبیہ صریح اور مسئلۂ شرعیہ کی تشریح سُن کر بھی وہی ضد کہ نہیں تمام ابحاث ایک ساتھ لکھدے اُس کے بعد دیکھا جائے گا یعنی ؎

ناصحا توبہ کی جلدی کیا ہے   یہ بھی کرلیں گے جو فرصت ہوگی

شرع مطہر کے تو موافق نہیں یہ نمبر ۱۴۸ ہوا۔ ہاں یہ فرمائیے کہ ۶۲ نمبر مذکور سب غلط ہیں لہذا ازالہ کی خواہش ہے۔ مگر ما سکوت و اعراض کا پردہ عجب شے ہے ؏

خموشی معنے دارد کہ در گفتن نمی آید

قصور معاف ذرا اُن قاہر ارادوں کے حضور زبان شریف کھول تو دیکھیے ابھی حال کھُلا جاتا ہے وباللہ التوفیق۔

(۱۵۷ تا ۱۸۷) ثانیاً تمام خطوط شریفہ میں صرف پانچ ادعا تھے جن کو جناب استفسارات سے تعبیر فرماتے ہیں ا خط نمبری ۱۳۲۴ میں نفی اصل ایمان نہ تھی بلکہ نفی کمال ب استحلال معصیت قطعیہ مطلقاً کفر ہونا خلاف تحقیق بحر العلوم ہے ج وہابیہ دیوبندیہ مسلمان ہیں ان کے ساتھ اب وجد کے یہ برتاؤ تھے د فلاں رافضی تبرائی نہیں علاوہ بریں باپ دادا کا اُن سے خلا ملا تھا ہ اب وجد کو ہنود سے اتنا احتراز نہ تھا جتنا نصاریٰ سے ہم اُن سے مدارات کو ممنوع قرار نہیں دے سکتے ہاں غلو و تعظیم سے توبہ کر سکتے ہیں اوّل کا جواب روشن از آفتاب معروض ہو چکا دوم کا کافی جواب پہلے ہی

نیاز نامہ ۱۹ ماہ مبارک میں گزارش ہولیا اور تحقیق شافی بعونہ تعالیٰ ایک مبحث مستقل میں عرض کرونگا اگر جناب مفاہمہ سے عدول نہ کریں اُن ۱۰۱ میں مدارات کا لفظ تک نہ تھا سب غلو و تعظیم ہی تھے اُن سے آپ توبہ کر سکتے ہیں مگر کرنی منظور نہیں ورنہ توبہ اور آیندہ پر اُٹھا رکھنا یعنی چہ یہ نمبر ۱۴۹ ہوا باقی میں کونسی بحث علمی ہے کونسی حجت شرعی ہے صرف باپ دادا کے افعال سے استناد یا آفتاب، کا انکار کہ فلاں منکر خلافت بترائی نہیں یہ کہنا بعینہ ایسا ہے کہ فلاں نجس العین ناپاک نہیں یہ نمبر ۱۵۰ ہوا معہذا اکفر روافض زمانہ میں بفضلہ تعالیٰ فقیر کا لاجواب رسالہ ردالرفضہ ۱۳۲۰ھ ۱۹ برس سے شائع ہے اور کفر وہابیہ دیوبندیہ پر علمائے کرام حرمین شریفین (جن کی تحقیق آپ کے یہاں کی تحقیق سے عام مسلمین کے نزدیک ارجح و اعلیٰ ہے) اجماع فرما چکے اور میرے یہاں کے کتب و رسائل مثل تمہید ایمان و حسام الحرمین و وقعات السنان و ادخال السنان و الموت الاحمر و کشف ضلال دیوبند شرح الاستمداد وغیرہا نے بحمدہ تعالیٰ کوئی دقیقہ اظہار حق کا اُٹھا نہ رکھا مرتدین کو کچھ بناتے نہ بنی خود اپنے کفروں کی تاویل میں جو حرکت مذبوحی کی اُنھیں کے مُنھ پر پڑی اور آج تک جواب نہ دے سکے اس کے بعد بھی آفتاب کو چراغ دکھانے کی کچھ حاجت نہ رہی۔ بفرض باطل اگر آپ اُن کے کلام میں کوئی تاویل تراش سکیں تو اُن مرتدین کو کیا نفع اور اُن کا کفر کیونکر دفع کہ اُن کی یہ مراد ہوتی تو برسوں پہلے اوگل نہ دیتے ضرور اُن کی مراد معنیٰ کفر ہی تھے اور وہ کافر۔ درمختار میں ہے لخذ او منیتہ

ذلک فمسلم والا لم ینفعہ حمل المفتی علی خلافہ پھر آپ کا کونسا شبہ باقی رہا جس کے جواب کی ہوس ہے ہاں ایک وہ کہ مفسر نہ ہیں تو صحابہ معاذ اللہ مرتکب کبائر و فساق ٹھہریں یہ نہ صرف ائمۂ حنفیہ پر آپ کی ضرب ناکام ہے نہ فقط اصحاب صفین رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر سب و دشنام بلکہ خود حضرت ام المومنین و حضرات علیہ طلحہ و زبیر کی توہین تام ہے جلد توبہ کیجیے دیر حرام ہے لطف یہ کہ خود بحر العلوم کی تصریح سے یہ آپ کی ہوس خام ہے سمجھ میں نہ آئے تو درخواست فرمایئے بعونہ تعالیٰ صاف واشگاف کر دینا میرا کام ہے یہ نمبر ۱۵۱ تا ۱۵۳ ہوا اب بفضلہ عزوجل آپ کے تمام خطوط کا جواب ہو گیا کوئی حرف ضروری باقی نہ رہا اب تو آپ کی یہ ضد بھی پوری ہو گئی اب تو جملہ مباحث سابقہ ولاحقہ کا نمبروار جواب دیجیے۔

(۷۹ و ۸۰) ثالثًا باپ دادا سے استناد کا جواب ابھی خود آپ کے فتاوے سے گزرا کہ غیر مجتہد مشائخ کے قول فعل کوئی چیز نہیں جبتک مطابق کتاب و سنت ہونا نہ ثابت ہو مگر میں یہ کہتا ہوں کہ آپ کے اب وجد کو دیو بندیوں کے ان کفروں پر اطلاع نہ ہوئی ہوگی تو اُن کا برتاؤ بعد ظہور امر کیا حجت رہا سنہ ۱۳۲۰ھ تک کہ میں نے سبحٰن السبوح لکھا خود مجھے اُن کے کفروں پر اطلاع نہ تھی ولہذا جبتک اُن پر صرف لزوم کفر لکھا اس کی بھی ایسی ہی سند ہے تو ان شاء اللہ العزیز ممکن کہ میں خود آپ کے اکابر کی تصانیف سے ثابت کر دوں کہ وہابیہ کافر ہیں اور روافض کو مسلمان نہیں کہہ سکتے اور یہ کہ اُن کے ساتھ آپکے اکابر کے کیا برتاؤ رہے مگر یہ تو جب ہو کہ آپ کچھ بولیں بھی ہُن

کہنا جاؤں اور آپ خاموش محض اس سے کیا نتیجہ سبھی مباحث بعونہ تعالیٰ لیجیے مگر تحریری اقرار حتمی حلفی دیجیے کہ ان مباحث اور اُن آیندہ سب کا نمبر وار جواب دیجیے گا یا قبول کیجیے گا و باللہ التوفیق ورنہ میں تو کام پورا کر چکا وللہ الحمد۔

پھر فرمایا رد و قدح منظور نہیں تعیین امور مقصود ہے رد منظور نہ ہونا سخت عجیب اگر تعیین سے آپ کی مراد شک سے تصریح ہی ہے تو وہ کیا بے رد و قدح کے محض اتفاقی القلب سے ہو جائیگا مفاہمہ کیا یوں ہوتا ہے میں نے خط ۲۵ شوال میں عرض کیا تھا کہ اگر یہ مراد کہ خطاب سابق میں رد تھا وہ تکبر ہوا تو اس کا ارادہ مکالمہ آیندہ سے منع ہوگا کہ ان مقدمات کے بعد رد کی ہی باری ہے اس کے جواب میں جناب نے خط ۲۸ شوال میں تحریر فرمایا کہ رد کو میں تکبر نہیں سمجھتا ہوں میں نے آگاہ کر دیا کہ آیندہ رد ہی ہوگا۔ آپ نے اقرار کیا کہ اُسے تکبر نہ سمجھیں گے جب رد سامنے آیا تو اب یہ فرمانا کہ رد منظور نہیں کیا خبر دیتا ہے سمجھ لیجیے۔

پھر فرمایا تحریر جناب ملاحظہ کرنے سے اطمینان ہو گیا فبہا ورنہ غور و فکر رہے گی جناب کے نزدیک شاید مفاہمہ باب مفاعلت سے نہیں مفاہمہ تو یہ ہوتا کہ آپ میرے ایرادات پر تفصیل وار نظر فرماتے جس سے جواب خیال میں آتا سامنے لاتے اُس پر مجھے جو عرض کرنا ہوتا کرتا یوہیں مکالمہ چلتا یہاں تک کہ بالآخر یا میں سمجھ لیتا کہ میرا فلاں ایراد غلط ہے اور میں حسب وعدہ اُسے فوراً گم کر دیتا یا آپ سمجھ لیتے کہ آپ کا جواب غلط اور الزام آپ پر قائم ہے اُس سے حسب وعدہ

آپ توبہ فرماتے نہ کہ ایرادات پر محض مُہر بر دہان رہیے۔ نہ معلوم آپ کیا سمجھے کیا سبب سمجھے نہ یہی کھلا کہ الزامات مقبول یا اُن سے عدول۔ اور عدول ہے تو وجہ سے یا بلا وجہ۔ اور وجہ سے تو وہ وجہ موجہ یا ناموجہ اور غلطی میری ہے یا آپ کی یہ کیا خاک مفاہمہ ہوا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

میں پھر عرض کرتا ہوں اور دست بستہ عرض کرتا ہوں کہ مفاہمہ پر رہیے اُس سے عدول نہ فرمایئے بعض نمبر وہ ہیں خصوصاً نمبر اول کہ جبتک جناب اُس کا صاف صاف پورا جواب باالنصاف نہ دیں جناب کے ذہن میں شاید یہ بھی نہ آئے کہ اُس کی تہ میں کتنا عظیم انکشافِ حق رکھا ہے جس کے بعد بہت سے ابحاث کی حاجت ہی نہ رہے اور حق آفتاب سے زائد روشن ہو جائے یا جوابِ جناب میں کمی رہتی تو میں کھول دیتا کہ آخر دو بستانہ مفاہمہ ہے نہ کہ مخاصمہ بطور خود گُپ چُپ سمجھ لینے میں یہ مطالب علمیہ کیونکر کھُلیں اور حق کیسے واضح ہو۔ آپ خدا کے لیے وہ مفاہمہ جس کا آپ اقرار اور خود شہروں شہروں اشتہار فرما چکے اُس سے عدول نہ فرمایئے میں بقسم کہتا ہوں کہ جس امر میں حق آپکی طرف ظاہر ہوگا اُسے کم کر دینے میں مجھے باک نہ ہوگا جیسا کہ بارہا لکھ چکا ہوں اور اسی پر آپکا بھی عہد ہے پھر اُس سے اعراض کیا معنے۔ مگر ما اب تک آپکو میرے اخلاص کا احساس نہیں آپ نہیں جان سکتے کہ مجھے کتنا ناگوار ہوتا ہے جب ناظرین کہتے ہیں جواب نہ ہو سکا اور نفس نے حق تسلیم کرنے نہ دیا ناچار سکوت محض کیا۔ میں اب تک اُنھیں امید دلائے

جاتا ہوں کہ وقت کی بات ہے اختلاف حالات ہے قبض و بسط ہوا ہی کرتے ہیں وہ ضرور جس سے جواب ممکن ہو ادیں نگے ورنہ حسب عہد و اثق قبول کرینگے اللہ سچ کرے آمین والحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین اٰمین ۔ شب ۱۹ ذی القعدۃ الحرام لیلۃ الثلثاء ۱۳۳۹ ہجریہ غرار ۔ جواب شب ہی ہو گیا تھا ممکن تھا کہ صبح سات بجے کی ڈاک سے حاضر کرتا مگر جی نے نہ چاہا کہ ایسا خط بے رجسٹری جائے وہ ۱۰ بجے کے بعد ہو گی اور شہروں کی ڈاک یہاں صرف سات ہی بجے جاتی ہے ایک دن ڈاک خانے میں رہکر کل صبح روانہ ہوگا ان شاء اللہ جل وعلا ۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

تمّت
وبالخیر
عمّت

جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی

آج وہ کون ہی جو اس مبارک جماعت سے آگاہ نہیں اس مقدس جماعت مبارکہ نے جو بیش از بیش دینی خدمات انجام دی ہیں ظاہر و باہر عالم آشکار ہیں بفضلہ تعالےٰ اس کی دیانت و امانت روز روشن کی طرح روشن ہی۔ تین سال اس کے قیام کو ہوئے تینوں سال کی روداد تیار ہی کہ جو صاحب جس وقت چاہیں اُس کے صاف پاک حسابات دیکھ لیں۔ جانچ لیں نیز دفتر ہر وقت حساب سمجھانے کے لیے تیار ہی۔ آن را کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک

ضروری گزارش

نہایت افسوس سے عرض کیا جاتا ہی کہ باوجود ان ضروری سے ضروری اہم سے اہم کارہائے دین کے انجام دینے اور حسابات شائع کرکے اطمینان کرا دینے کے بھی آپ حضرات نے جماعت مبارکہ کی طرف وہ توجہ نہ فرمائی جس کی وہ مستحق ہی۔ بہت استعجاب ہوتا ہی جب یہ دیکھا جاتا ہی کہ جہاں محض نمایشی کام ہوتا اور درحقیقت پیٹ سے کام ہوتا ہی جہاں باوجود چند در چند کوششوں اور کتنے ہی تقاضوں پر حساب نہیں دیا گیا۔ دس ہزار اور بیس ہزار اور پچاس ہزار کے غبن اخباروں میں شائع ہوئے شاہانہ خرچ مثلاً فرسٹ کلاس میں سفر تین دن میں ایک سو بیس بلکہ ایک دن میں ترانوے روپے کھانا بلکہ ایک گھاس پات کھانے والے کا ایک دن میں نو روپے چٹ کر جانا ایک شخص کے صرف استقبال میں پانسو اڑا دینا چھپا ہوا یہاں آپ حضرات کا ہاتھ نہیں رکتا اور دینی کام جہاں ہر طرح کا اطمینان تام ہو وہاں اگر مگر چون و چرا فالی اللہ المشتکی مسلمانو للہ ہوش میں آؤ۔ والسلام

بحمدہ تعالیٰ

یہ رسالہ ہدایت قبالہ نامع عجالہ باطل و اہل باطل کی حقیقت کھولنے والا حق کو چمکانے والا آفتاب کی طرح روشن بنانے والا اہل بطالت کے عذر عاطل و لاطائل کو فی النار کرنے والا کتاب نفیس و جلیل و مبارک مسمّٰے بنام تاریخی

الطاری الداری لہفوات عبد الباری

۱۳۳۹

کا

حصہ سوم

مؤلفہ حضرت مولٰنا مولوی ابو البرکات آل الرحمٰن محمد مصطفٰے رضا خاں صاحب قادری برکاتی نوری دامت برکاتہم العالیہ

بصرف زر جماعت مبارکہ رضائے مصطفٰے بریلی

باہتمام جناب مولٰنا مولوی حاجی محمد حسنین رضا خاں صاحب حسنی القادری مدظلہم

حسنی پریس بریلی میں طبع ہوا

قیمت ۶۰ / ۔ ۔ ۔ ۴۰ / ۔ ۔ ۔ بار اول ۵۰۰ جلد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خط دہم مولوی عبدالباری صاحب مشعر خوف شدید از مفاہمہ

۱۸ ذی القعدہ کو آیا ۱۲

۱۶ ذیقعدہ ۳۹ھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فرنگی محل لکھنؤ

حامداً و مصلیاً و مسلماً

مولانا و بالفضل اولانا دام مجدہٗ - السلام علیہ - رجسٹری وصول ہو چکی - جواب ارسال کیا جا چکا تھا جب حضرت کا لفافہ ملا جس پر لکھا تھا کہ رجسٹری سے پہلے اسے ملاحظہ فرمایئے امر محال کی تکلیف تھی تعمیل ہو نہ سکی جناب اطمینان رکھیں فقیر ہمیشہ طالبِ حق رہے گا البتہ خدا نہ کرے جناب کی نفسانیت اگر پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی تو پھر اعراض ہی مناسب ہوگا - اس قدر عرض ہے کہ مجیب کو سائل ہونا چاہیے اپنے منصب کو ملحوظ رکھنا چاہیے - بعد تنبیہ اگر ادب نہ ہوا تو یہ بھی دلیل نفسانیت و مجادلہ کی ہے والسلام فقط

فقیر محمد عبدالباری عفا اللہ عنہ بقلم مظفر علی محرر

گیارہواں مفاوضۂ عالیہ بجواب خط دہم

۱۹ ذیقعدہ اسی لفافہ میں رجسٹری کیا ۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الحمد للہ انتظار رجسٹری میں یہ بھی نفع ہوا کہ کمال معذرت نامہ فقیر کے جواب میں جناب کا تنبیہ نامہ تادیب نامہ تشریف لانے کے بعد اُس کا جواب بھی اسی رجسٹری میں حاضر کر سکا وہا ہو ذا -

(۸۵) حضور معاف جناب کو وہم مناظرہ گزر کر سخت اضطراب و پیچ و تاب نے یہ لکھوا دیا کہ مجیب کو سائل نہ ہونا چاہیے اپنے منصب کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ جناب کے دشمن سراسیمہ ہوں سراسیمہ نہوں دست پاچہ نہوں حواس باختہ نہوں یہ اگر مناظرہ ہوتا تو جبتک جناب غاصب نہ ہوتے (جیسا شاید واقع ہو لیا) جناب کا درجہ ایک منکر سے زائد نہ رکھتا مگر یہ تو باتفاق جانبین مناظرہ نہیں۔ میرے خط ۹ شوال میں ہے کلام (معاذ اللہ مکابرہ نصیب اعدا) مناظرہ بھی نہیں کہ دو جہت چاہتا ہے بلکہ صرف ایک جہت احباب کا علمی مذاکرہ آپ کے خط ۲۸ شوال میں ہے یہ مناظرہ نہیں بلکہ مفاہمہ ہے یکجہتی کے ساتھ مفاہمہ باہمی و مذاکرہ علمی میں یہ قیود کیسے۔

(۸۶) جب مناظرہ نہیں اور میں نے خط نہم میں پہلا عہد آپ سے یہ مانگا تھا کہ سائل کو صائل معین کو مہین تصور فرما کر کیفما امکن مدافعت مقصود نہ ہوگی اور جناب نے خط ۲۸ میں بکمال مہربانی سب عہد بے کسی تغییر و ترمیم کے قبول فرمایے کہ جناب کے خط نہم میں جو چار امر کا عہد مسئول ہے مجھے قبول ہے واللہ علی ما نقول وکیل قبول فرما کر عہد دکھا کر اللہ عزوجل کو اس پر وکیل بنا کر پھر یہ اضطراب وعدول کیا نمبر ۴ ۱۵ نہیں۔

(۸۷) پھر یہ گھبراہٹ بھی محض وہم پر جس کے لیے خارج میں اصلا نشانہیں واقعات کہ آپ پر وارد آپ سے صادر اور بے آپ کے بیان کے ان کا انکشاف متعذر کشف حق کے لیے آپ سے ان کا استفسار کونسا جرم ہے ہاں برخلاف عہد یہ ان کے چھپانے کا حیلہ ہو تو بر آپ کی فضیلت سے بعید ظلم ہے۔ ہاں اکثر الزامات واحکامات

لفظاً رنگ سوال میں دیکھیے گا مثلاً کونسی دیانت تھا۔ کونسا دین ہے۔ کیا وہی آڑے نہ آیا۔ غالب آئی اور کیسی آئی۔ کیا یہ مسلمان کی شان ہی۔ کیا یہ نیچریوں کا شدید کفر نہیں۔ کیا حنفیہ کا معاذ اللہ یہی مذہب ہی۔ یہ اسلام سے کتنا تعلق رکھتا ہے۔ کیا یہ صریح تین کفر نہیں یہ اتنے نمبر ہوئے۔ کیا آپ واحد قہار کو یہی جواب دینگے۔ یہ کتنا بھاری نمبر ہی۔ اس اقرار میں عذر کیا ہے۔ کچھ بھی سمجھکر کہی۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر ہر ادنٰی خواں ذی عقل جانتا ہے کہ یہ حقیقۃً سوال نہیں ہوتا بلکہ اصطلاح علمی میں کچھ اور کہلاتا ہے کیا حضور سید المرسلین صلے اللہ تعالٰے علیہ وعلیہم اجمعین کا کفار سے فرمانا ء انتم اعلم ام اللہ نیز حضور کا فرمانا آللہ اذن لکم ام علی اللہ تفترون ۰ نیز حضور کا ارشاد قد جاء کم رسل من قبلی بالبینت وبالذی قلتم فلم قتلتموھم ان کنتم صدقین ۰ وامثال ذلک کثیر وبثیر کیا یہ حقیقۃً سوال تھے پھر وہی عرض آتی ہی کہ کچھ بھی سمجھکر کہی۔

(۸۸) نیز فرمایا فقیر ہمیشہ طالب حق رہے گا یعنی امر حق تک کبھی نہ پہنچیگا البتہ خدا نہ کرے جناب کی نفسانیت اگر پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی تو پھر اعراض ہی مناسب ہوگا۔ بعد تنبیہ اگر ادب نہ ہوا تو یہ بھی دلیل نفسانیت ومجادلہ کی ہے جناب کی تنبیہ سر آنکھوں پر جناب کی تادیب ہمارا مفتخر۔ مگر للہ جناب تمام کفریات وضلالات وکلالات سے سچی صحیح مستقیم توبہ فرمالیں جناب ہی کے بھلے کو عرض ہے۔ فقیر ایک چھوٹے درجہ کا مسلمان ہے نفس بشری رکھتا ہے اپنا قصد ہمیشہ بعونہ تعالٰے للّٰہیت کا ہے ولہ الحمد مگر مکائد نفس بہت دقیق ہوتے ہیں میری کیا حقیقت

مدلقین اُس کے شر سے پناہ مانگتے ہیں اگر بعض زوائد میں اُس کا کچھ شائبہ ہو جائے تو مولےٰ تعالےٰ سے عفو مائول اور اصلاح مسئول وما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الا مارحم ربی ان ربی غفور رحیم ○ اگر جناب کے جوف میں ایسا نفس مطمئنہ ہو جس کے شر و مداخلت سے آپکو اطمینان کامل ہے جس کے کارنامے سالہاسال سے عیاں و مشتہر ہیں تو ہر ایک کب اس مرتبہ کا واصل ہے مگر یہ تو ارشاد ہو کہ میری نفسانیت آپ کی للّٰہیت کو کیوں زائل کر دے جب میں حق کہوں اگرچہ آپ کے نزدیک کسی نیت سے کہوں تو آپ کو قبول حق سے کیوں اعراض ہو کیا یہ عذر عنداللہ مقبول ہو سکتا ہے کہ اُس نے نفسانیت سے کہا تھا لہذا ہم باطل پر اڑے رہے اور حق کو قبول نہ کیا یہ نمبر ۱۵۵ ہوا کرما ○

مرد باید کہ گیرد اندر گوش ور نوشتست پند بر دیوار

میں اس اعراض پر کریمہ فمالھم عن التذکرۃ معرضین ○ تلاوت کروں تو پھر آپ چونکیں گے کہ دیکھو یہ کافروں میں آڑ ہی اور بعد کے تصور سے اور نفرت فرمائیں گے لہذا جناب ہی پر اس کا فیصلہ رکھتا اور دست بستہ عرض کرتا ہوں کہ میرا نفس نہ دیکھیے حق پایئے تو اپنی للّٰہیت سے قبول ہی فرمایئے۔ مگر ما ان ناظرین کو کیا کروں جو کہتے ہیں وہ دیکھیے پیش بندی کے لیے فرار کی گلی رکھ لی کہ جواب نہ دیں اور فرما دیں کہ ہم نے تو نفسانیت کے سبب اعراض اختیار کیا نہ کہ عجز کے باعث سکوت و فرار کیا۔ ہم نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ نفسانیت ہوئی تو اعراض ہوگا۔ رہا ثبوت وہ زبان کی نوک پر ہے جسے چاہا ثابت کہہ دیا۔ نیز

اُن کا خیال ہے خدا نہ کرے کہ ایسا ہو بلکہ جناب حسب عہد واثق فوراً قبول حق فرمائیں کہ اللہ و رسول جل وعلا و صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی رضا ہو آمین واللہ الموفق والمعین وبہ نستعین و بالحبیب نستعین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وصحبہ و ابنہ وحزبہ اجمعین والحمد للہ رب العلمین ١٩ ذی القعدۃ الحرام یوم الثلثاء سنۃ ١٣٣٩ ہجریہ قدسیہ علی صاحبہا و آلہ افضل الصلاۃ والتحیۃ آمین

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

خط ۵۱ یازدہم مولوی عبد الباری صاحب مشعر تکرار فرار بار بار و آشکار

۵۱ ۲۴ ذی القعدہ کو آیا ۱۲

فرنگی محل لکھنؤ | بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
مورخہ ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ | حامداً ومصلیاً ومسلماً

مولانا و بالفضل اولٰنا۔ السلام علیہ۔ آج رجسٹری جناب کی موصول ہوئی جناب نے جیسا کہ خود تحریر فرمایا ہے تعجیل سے کام لیا ہے بار بار جناب میری ناراضگی کا اندیشہ ظاہر فرماتے ہیں حالانکہ جناب نے جب میرے والد مرحوم اور جد مغفور کی تشبیہ میرے دوبدو کتے و خنزیر سے دی اور اُس وقت میں نے اظہار ناراضگی نہیں کیا تو اب ان تحریروں کے باعث کیوں ناراض ہونے لگا ہیں تو جناب کے ایرادت قویہ مع ادلۂ قاہرہ دیکھ کے دنگ ہو گیا جن سے جناب کی دماغی قابلیت کا ثبوت ہوتا ہے یہ تو جناب کی عنایت ہے کہ اعلیٰ حضرت مجدد مأتہ حاضرہ دریفضہ کہلوانے کے باوجود فقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ

سے مقابلہ فرمایا ہے ان تحریرات کو دیکھ کے کون ناخوش ہو سکتا ہے یہ تو مسرت کی بات ہے۔ جناب فرار کا بھی اندیشہ نہ فرمائیں بندہ نہ فرار اختیار کرے گا نہ اختیار کرنے دیگا جناب نے میری توبہ میں اپنا نام نام نامی و اسم گرامی ملاحظہ فرما کے جو تار عنایت کیا تھا وہ غالباً یاد ہوگا اور جو فقیر نے جواب دیا تھا وہ بھی یاد ہوگا جناب نے اُس تار میں تحریر فرمایا ہے کہ "میں شکر گذار ہونگا اگر آپ اپنے دستخط اُس کاغذ پر براہ مہربانی کر دیں جو توبہ کے لیے بھیجا گیا ہے" اس کے جواب میں عرض کیا گیا تھا کہ وہ کاغذ اس قابل نہیں کہ اُس پر دستخط کیا جاوے اس میں یہ بھی تھا کہ بعض امور ایسے بھی ہیں جو مجھے یاد نہیں کہ میں نے اُنکو کیا ہے اس میں ہے کہ امر اول مصنف فلسفۂ اجتماع کے متعلق ہے آپ پر اعتماد کر کے اُس سے توبہ کر لی گئی ہے اُس میں یہ بھی ہے کہ بعض اُس میں ایسے بھی ہیں جن کو میرے اکابر نے کیا ہے اور میں اُن سے توبہ کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں جناب نے اُس کا سلسلہ شروع کیا اور پھر اُلجھاؤ میں ڈال دیا جناب نے اپنی شفقت سے جس طرح ان امور میں سے دو امر ارشاد کیے تھے تمام امور مفصل تحریر فرمائیں مگر اس قدر عرض ہے کہ جناب اصل مدعا کو ملحوظ رکھیں جو امر تحریر فرمائیں اُس کو ثابت کیجیے کہ فقیر اس کا مرتکب ہوا ہے اور وہ امر ایسا ہے کہ اُس کے کرنے میں کوئی بزرگ میرا میرے لیے قدوہ و پیشوا نہیں ہے اُس کے بعد جو کچھ تحریر فرمائیے گا اگر تعرض کے قابل ہوگا تعرض کیا جاویگا ورنہ جس طرح ہمیشہ جناب کی توجہ مبذول ہوئی مگر اُس کو مغتنم نہ سمجھا گیا اب بھی یہ ہی قصور ہوگا فقط والسلام فقیر محمد قیام الدین عبدالباری عفا اللہ عنہ بقلم شاہد علی عفا اللہ عنہ

بارھواں[1] مفاوضہ عالیہ جواب خط یازدہم

[1] ۲۶ ذی القعدہ کو بعینہ رجسٹری رسید طلب مصنفہا ۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ کما یحب ربنا ویرضی الحمد للہ الذی بعزتہ ونعمتہ وجلالہ تتم الصالحات - الحمد للہ الذی نصر عبدہ واعز جندہ وھزم الاحزاب وحدہ -

حمد اُس کے وجہ کریم کو اور ہدیۂ درود وسلام بے پایاں اُس کے حبیب عظیم ناصر دین قویم کو جس نے ہمیں حق پر کیا اور حق کو واضح ور وشن قلبیہ دیا کہ اُس کے مخالف راہ نہیں پاتے خادمان حق کے ایک اعتراض کا بھی جواب نہیں دے سکتے صدہا دلائل قاہرہ دیکھیں مگر سب دیدہ نادیدہ گویا کچھ تھا ہی نہیں لھم اعین لا یبصرون بھا صدہا ایرادات باہرہ سُنیں مگر سب شنیدہ ناشنیدہ گویا کسی نے کچھ کہا ہی نہیں لھم اذان لا یسمعون بھا برق شرق دلائل ولائل کا چمکنا خاک پر لٹا دے مگر طاقت کہاں کہ اُٹھکر باطل کی مدد لائیں فما استطاعوا من قیام وما کانوا منتصرین ٥ کوہ شکوہ ایرادات کا ہجوم فرار کی گلی بند فرما دے مگر ہدایت کہاں کہ حق کی طرف رجوع پائیں فما استطاعوا مضیا ولا یرجعون ٥ نہ اتنی توفیق کہ قبول حق ہو نہ ایسی حیا کہ ترک زرق زوق ہو ناچار والغوا فیہ لعلکم تغلبون ٥ کا ہر کہ لیں دلائل قاہرہ وایرادات باہرہ سُنکر سب سے الگ کسی لغو ومہمل بات کی طرف چلیں جب اُس پر جگر شگاف ردسر شکن رد کے نمبر پڑھیں اُسے چھوڑ کر دوسری بے معنے پھلجھڑی چھوڑ دیں

جب اس پر وہی حالت وہی گت ہو اس سے بھی کتر اکر تیسری کی طرف
باگ موڑ دیں دم واپسیں تک یوہیں چھلیاں کھیلیں ہی پاپڑ بیلیں کیا
اسی کا نام جواب ہے کیا یہی طلب حق و صواب ہے یا عقل وحیا و
دین یہی سب کو جواب ہے اگر محض سکوت رہے تو شاید کوئی احمق
جاہل کہے کہ بے نیازی سے کام لیا جواب ممکن تھا قصداً نہ دیا مگر ایسی
چھلیوں سے بھرم کھل جاتا اور وہ موہوم وقار بھی گر جاتا ہے والعوا
فیہ کا نقشہ ہر عاقل کی نگاہ میں پھر جاتا ہے انا للہ وانا الیہ
رجعون ذلک مبلغہم من العلم وھم یحسبون انھم
یحسنون کیا اب بھی کسی عاقل کے نزدیک وضوح حق میں کچھ
باقی رہ گیا کلا وربک جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل
کان زھوقا ○ وما یبدئ الباطل وما یعید ○ والحمد
للہ العزیز الحمید۔

(۸۹) مکرمی آپ کی خواہش پر فقیر نے خط ۱۲ ذی القعدہ حاضر کیا
اور اس کے ۶۲ نمبروں میں حق کو آفتاب سے زیادہ ظاہر کیا۔
اجناب نے نہ اس کے کسی نمبر کو ہاتھ لگایا نہ حسب عہد قبول
حق فرمایا بلکہ پہلے خط ۱۶ ذی القعدہ میں کہ ۱۷ کو آیا الٹا مجھ پر بیجا
اقتباس آیات کا غلط الزام لگایا اس پر خط شب ۱۹ میں اور نمبر بڑھے
اور میں نے وہ علوم ظاہر کیے جو آپ نے پڑھے بفرض باطل اگر یہ
الزام ہیچ بھی ہوتا تو کیا ان زیر بحث ایرادات قاہرہ سے منجی ہوتا یہ
عہد سوم کا خلاف اور نمبر ۱۵۶ ہوا ب ان ایرادات قاہرہ
کے جواب سے بچنے کو اسی خط ۱۶ میں یہ حیلہ فرمایا کہ میرے سب

استفساروں کا مسلسل جواب ایک ساتھ دیدیے میں نے اسی خط شب
۱۰ میں اس مطالبہ کا بیجا ہونا ثابت کردیا پھر بھی آپ کی ضد رکھنے کو وہ بھی
پورے کردیے جس کے بعد جناب کو حسب عہود کوئی راہ نہ تھی مگر حق کا
قبول یا اُن تمام ایرادات سے جواب معقول مگر افسوس کہ آپکو دونوں
سے عدول یہ صریح عہد شکنی اور نمبر ۱۵۷ ہوا ج اُس میں اپنے ہی
اقراری اپنے ہی اشتہاری مفاہمہ کو صاف استعفا دیا کہ بطور خود دیکھیں
گے اطمینان ہو گیا تھا ورنہ غور و فکر رہنے کی رہے ایرادات قاہرہ اُن سے
کبھی نہ تعرض کیا نہ تعرض کا ارادہ ع کیا یہی قول یہی عہد یہی پیماں تھا۔
یہ نمبر ۱۵۸ ہواد آپ نے دوسرے خط ۱۶ میں کہ ۱۸ کو آیا ایرادات
کو پھر ہاتھ نہ لگایا مگر براہ وہم مناظرہ کی مہیب صورت سے گھبرا کر
سائل و مجیب کا شگوفہ کھلایا اس پر میرے خط ۱۹ ذی القعدہ میں
جناب پر اور نمبر بڑھے اور جواب کے تقاضوں پر تقاضے چڑھے
ہ اس میں عارِ سکوت کی پیش بندی کو حیلۂ نفسانیت کی گلی رکھی
میں نے دلیل قاہر و آیت کریمہ سے وہ بھی بند کردی و اس میں
ایک چال گرم کرنے کی چلے کہ شاید برافروختگی ہشت مشت میں
وقت گزار دے اصل جانکاہ مطالبوں کا خنجر گلے سے اُتار دے مگر
نیازمند نے اُس سے اثر نہ لیا بلکہ نیاز ہی پیش کیا اور طلب توبہ پر
حضرت عزت کا واسطہ دیا نرا اب اخیر خط ۲۱ ذی القعدہ میں
آپ سہ بارہ وہی راہ چلے ایرادات بڑھتے گئے نمبروں پر نمبر چڑھتے
گئے ہر بار اُن سے اعراض تام اور احمق ابلہوں کے نزدیک نام
جواب کرنے کو نیا شگوفہ تمام ع کیا یہی عہد یہی قول یہی پیماں تھا۔

یہ نمبر ۱۵۹ ہوا ح اسی میں اُس اپنے اقراری اشتہاری مفاہمہ سے
قرار پر قرار کو اور موکد فرما دیا جس کو بعونہ تعالےٰ ابھی ذکر کر و نگا کیا ع
یہی پیماں یہی اقرار یہی وعدہ تھا۔ یہ نمبر ۱۶۰ ہوا ط جب آپکی وہ ضد
پوری کر دی گئی کہ میرے سب استفساروں کا مسلسل جواب دے تو
اب یہ گلی چلے کہ جہاں کوئی استفسار بھی نہیں اُن سب کو یونہیں مفصل
کر دے۔ غرض کسی طرح ہر دفعہ وقت بڑھے اور آپکو کسی ایراد کا جواب
نہ دینا پڑے کیا ع یہی میثاق یہی قول یہی پیماں تھا۔ یہ نمبر ۱۶۱ ہوا
ی یہیں اخلاص جدید وعہد شدید کے بعد آٹھ برس کی پُرانی
بات اور وہ بھی محض جھوٹے طور پر اپنے اب وجد مغفورین کے متعلق
چھیڑی کہ تو تو میں میں چل جائے اور قبول حق یا جواب ایرادات
قاہرہ کی بلا ے جانکاہ ٹل جائے کیا ع یہی عہد یہی وعدہ یہی پیماں تھا۔
یہ نمبر ۱۶۲ ہوا ک اسی خط میں جوابوں سے بچنے کو سب سے نرالی
یہ گلی نکالی کہ دلائل قاہرہ پر فرمایا تم تو اُلجھاؤ میں ڈالتے ہو اے
سبحٰن اللہ یعنی ایسی روشن قاطع واضح ساطع دلائل کیوں پیش کرتے ہو جو حق کو
ہر بلجھی سے زیادہ سلجھا دیں فہیم تو فہیم ہر کم فہم کو سمجھا دیں اور پھر کو جواب سے عاجز اور قبول حق سے
نفور ہیں جا نگزا کانٹوں میں اُلجھا دیں کہ نہ اُگلتے بنے نہ نگلتے بمسلمانو
للہ انصاف حق کو ایسے روشن دلائل سے واضح کرنے کا نام اُلجھاؤ
میں ڈالنا ہے مگر کسی طرح اپنے گریز کی گلی بھی نکالیں کیا ع یہی اقرار یہی
عہد یہی پیمان تھا یہ نمبر ۱۶۳ ہوا ل ہاں وہ تو رہ ہی گیا اور
منقطع کا بند ہونے کے لائق تھا کہ پہلے خط ۱۶ میں جواب سے گریز
کا وہ نجس حچھپانا حیلہ یاد فرمایا کہ رد تکبر نہیں کو رد تکبر بنایا اور اس پر یہ

آپ کی صریح عبارت دکھادی اور اپنے ہی کلام میں اتنی شدید حیاداہی
کی آپ کی تحریف دکھادی آپہا نے اسے بھی اس کان سُنا اُس کان
اُڑایا اور نیا سرود شروع فرمایا ۔ اب للہ آپ ہی انصاف فرمائیں کہ
ہر بار جواب ایرادات قاہرہ روز افزوں سے جناب اعراض ہی دکھایا
اصلا کسی کو ہاتھ لگانے کی تاب نہ لائیں مگر ہمیشہ نئی کہانی چھیڑ کر
جان بچانے کی ایک رات بڑھائیں تو یہ الف لیلہ میں کہاں تک
سُنوں علمی مباحث چھوڑ کر فضول داستانیں سننے کا بادشاہ کیوں ہوں ۔
(٩٠) جواب خط تو اسی قدر بس تھا مگر جناب نے اپنے ابوین مغفورین
والا واقعہ چھیڑا ہے وہ چھوڑنے کا نہیں بہت مزے کا ہی گو ہر مقصود
بفضل الودود دبے وقت ملتا ہے جناب کے ایمان و
اسلام برائے نام کا شگوفہ آپ ہی کے مُنہ کھلتا ہے ۔ یہ تو اکاذیب
والا میں شمار کروں گا کہ معاذ اللہ میں نے اُن مغفورین کو یہ تشبیہ دی
اصل واقعہ یہ ہے کہ جناب ۱۳۱۸ھ میں غریب خانہ پر تشریف لائے
تھے تھانوی صاحب کے کفر وارتداد ملعون کا تذکرہ چلا جناب نے
حسب عادت حمایت ارتداد فرمائی اور اُس کی عبارت توہین سرکار
رسالت سے پاک بتائی اس پر یہ عرض کی گئی کہ اگر کوئی آپ کے والد
ماجد مرحوم وجد امجد مغفور کو کہے کہ ان کی ذات مقدسہ پر عالم کا حکم کیا جانا
اگر بقول مردم صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے مراد
بعض علم ہے یا کل ؟ اگر بعض علوم مراد ہیں تو اس میں اُن دونوں کی
کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر بچے یا گل بلکہ ہر کلب وخنزیر
کے لیے بھی حاصل ہے اور تمام علوم مراد ہیں تو اس کا بطلان عقل و نقل سے

ثابت کیا آپ اسے اُن دونوں بزرگوں کی توہین نہ سمجھیں گے اُس وقت تو
آپ نے اپنی بات رکھنے اور مرتد کی پچ کے لیے انکار فرما دیا کہ اس میں میرے
باپ دادا کی کوئی توہین نہیں مگر دل پر ایسی چبھی کہ آج تک یاد ہے
حضرت سید محمد میاں صاحب دامت برکاتہم کو جو اُن کی اور میری
اور تمام مسلمانوں کی تکفیر ۳ ربیع الآخر ۱۳۲۸ھ میں لکھی اُسے تو آپ دو ہی
برس میں ایسا بھول گئے کہ یاد دلانے پر بھی یاد نہ آئی لیکن یہ آٹھ برس
کی دل پر لکھی رہی کہ چوٹ لگی تھی اور ایسی کہ اب تک سرد نہ ہوئی الحمد
للہ حق کا بیج جو میں نے آپکی زمین دل میں ڈالا تھا آٹھ برس میں درخت
ہوکر آج اُس کی شاخیں جناب کے مُنہ سے نکلیں مجھے فرماتے ہیں جناب
نے میرے والد مرحوم اور جد مغفور کی تشبیہ میرے دو بدو گتے و خنزیر سے
دی الحمد للہ الحمد للہ الحمد للہ کہ آج آپ نے اس عبارت میں تشبیہ ہونا
قبول دیا۔ اب جو کچھ تھانوی نے محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم
کی شان اقدس میں لکھا اُس پر نظر ثانی فرمائیے اور آپ کے باپ دادا
کی نسبت جس فرضی عبارت سے سوال تھا اُس سے حرف بحرف ملاتے
جائیے۔ تھانوی نے کہا آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا
اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے مراد بعض
غیب ہے یا کل۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا
تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع
حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے اور تمام علوم غیب مراد ہیں تو
اس کا بطلان عقل و نقل سے ثابت اب فرمائیے ایمان ہیمان نہ سے
بول چلیے اگر ایمان کا دعویٰ ہے کہ ! بعینہ وہی عبارت ہے یا نہیں

ب ہے تو جیسی اُس میں اپنے باپ دادا کی کتے سوئر سے تشبیہ مانی تھی یوہیں اس میں سید المرسلین محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تشبیہ ہر بچے پاگل ہر چوپائے ہر جانور سے (جن میں کلب وخنزیر بھی داخل) ہوئی یا نہیں۔ نہیں تو کیا فرق ہے کہ آپ کے باپ دادا کے حق میں وہ گندی تشبیہ ہو اور محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں یہ مُنہ بھر کر گالی دی جائے تو وہ خبیث تشبیہ نہ ٹھہرے اُس کی حمایت و توجیہ ہو کیا آپ کے نزدیک آپ کے باپ دادا کی شان محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شان ارفع واعلیٰ سے اعظم ہے کہ اُن کے حق میں اسے بری تشبیہ کہا جائے اور حضور کے حق میں گندی تشبیہ نہ قرار پائے ج اگر تشبیہ ہے اور بیشک صریح ہے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان ناپاکوں سے تشبیہ دینی حضور کی توہین ہے یا نہیں د اگر ہے اور بلاشبہ یقیناً قطعاً صراحۃً ہے تو حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین یقیناً کفر اور توہین کرنیوالا مدعی اسلام قطعاً کافر مرتد خارج از اسلام ہے یا نہیں۔ ہ اگر ہے اور بیشک بیشک ہے تو اُسے مسلمان جاننا اُس کے لیے تعظیمی لقب وخطاب ماننا کفر اور ایسا جاننے والا کافر ہے یا نہیں بینوا توجروا بینوا توجروا۔ بینوا توجروا۔ اس بینوا توجروا سے استفتا نہ سمجھیے کہ آپ ترک فتویٰ نویسی کی آڑ لیں (اگرچہ باوصف ادعاے ترک فتواے کمیٹی پر دستخط فرماتے ہیں) بلکہ یہ وہی مفاہمہ کا استفسار ہے جلد بولیے امر شدید ہے اور موت قریب اور واحد قہار کا عذاب سخت والعیاذ باللہ رب العلمین یہ کتنا اشد واعظم نمبر ۱۶۴ ہائلہ فرمایئے آپ تو یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ زائد شگوفے چھوڑ کر ظاہر مطالبوں کی آفت سر سے ٹلنی ہے

کچھ دیر کے لیے بچاؤ کی گلی نکلتی ہے مگر وہ پڑتی ہے اُلٹی کہ ہر بار کفر و ضلال و وبال کے نمبر بڑھتے ہیں قاہر ور قاہر مطلب لیے آپ پر چڑھتے ہیں اللہ اپنی حالت پر رحم فرمائیے آپ حق ضرور سمجھ لیے ہیں قبول پر آئیے۔ زوائد و فضولیات میں وقت نہ گنوائیے نمبر ۱۰۱ سے ۱۶۴ تک پہنچ چکے ہیں آگے نہ بڑھوائیے سچ کہتا ہوں دارین میں آپ کے بھلے کی گزارش کرتا ہوں۔ مگر ولکن لا تحبون الناصحین ہو تو اس کا میرے پاس کیا علاج۔

(۹۱) کمی دعوی و حقیقت میں زمین آسمان کا فرق ہی مکرنے، بدلنے، بچلنے، مچلنے کے لیے زبان ہر ایک کے اختیار میں ہے۔ دعوی وہ سچا جس کی تصدیق واقعات سے ہو دیکھیے ہمارا رب عزوجل فرماتا ہے۔ الم۝ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون۝ کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنے کہنے پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور اُن کی آزمایش نہ ہوگی دیکھیے ہمارے نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم فرماتے ہیں لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین تم میں کوئی مسلمان نہیں ہوتا جبتک میں اُسے اُس کے ماں باپ اولاد اور تمام جہان سے زیادہ پیارا نہوں۔ سچے دلی تعلق کی یہ حالت ہے کہ دلمیں جس کی عظمت و محبت ہے جو اُس کی ادنےٰ توہین یا ذرا بھی کسر شان کرے قلب پر ناگوار گزرتا ہے اور اُس کا اثر زبان و جوارح پر اترتا ہے ابھی اپنے ہی یہاں کی تازہ مثالیں دیکھیے اگاندھی کو کلمۂ کفر مہاتما نہ کہا جلسہ میں شیم شیم کی پکار پڑ گئی اب محمد علی یا شوکت علی کو مولانا نہ کہا اور چار طرف کاؤں کاؤں مچ گئی ج آزاد ابوالکلام کو مسٹر کہدیا اُس پر لوگ چراغ پا ہ اپنی ہی دیکھیے رسول اللہ

صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت سمجھانے کو ایک فرضی سوال آپ کے
والدین کی نسبت کیا وہ آپ کو کتنا برا لگا۔ آٹھ برس سے دل پر لکھا رہا۔
یہ سب جانے دیجیے خط ۴ شعبان میں آپ کی کیا توہین کی تھی آپ کے
ساتھ کونسا تکبر برتا تھا گنگوہی و انبہٹی کی طرح شیطان کو آپ پر ترجیح نہ دی
تھی نانوتوی کی طرح آپ کو ایسا ویسا کم قدر ٹھہرا کر آپ کی فضیلت
سلب نہ کی تھی تھانوی کی طرح آپ کو لونڈوں پاگلوں کتوں سوئروں
سے تشبیہ نہ دی تھی۔ یہی نا کہ آپ کے شبہات کا رد کیا تھا آپ کی
ہاں میں ہاں نہ ملائی تھی۔ اس پر اخبار زمانہ میں آپ اپنا جامہ سے
باہر ہونا دیکھیے جو متکبرانہ انداز مولوی احمد رضا خاں صاحب نے ہم لوگو
کے ساتھ اختیار کیا ہے اس سے مرعوب ہو کر میں کچھ کرنے کو اپنے اوپر
ناجائز سمجھتا ہوں اس پیکر تکبر سے تخاطب کو بھی نہ اپنی بلکہ حق کی بیعزتی
تصور کرتا ہوں آپ نے دیکھا دلی تعلق یہ رنگ لاتا ہے کیسی خفیف باتوں
پر کیا برتاؤ کیا جاتا ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اگر سچا علاقہ
ہوتا تو حضور کی اُن سخت توہین کرنے والوں سے یوں میل جول رہتا اُن سے
خطاب حق کی بے عزتی نہ ٹھہرتا بلکہ یوں مولٰنا وچنیں وچناں
وخیر اللاحقین بالمہرۃ السابقین کے خطاب انہیں پہنائے جاتے۔ اُن کی
یہ تعظیمیں تکریمیں ہوتیں یوں شیخ الہند بنائے جاتے۔ للہ انصاف
محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم سے اتنا بھی علاقہ نہ ہو جتنا اپنے
باپ دادا بلکہ اپنی ذات بلکہ آزاد بلکہ شوکت علی بلکہ گاندھی سے
اور ایمان کے دعوے وہ لمبے چوڑے کہ انا المؤمن حقا میں ہی سچا
مسلمان ہوں ع اے راہ رو پشت بمنزل ہشدار۔ قالت الاعراب

امنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم گنوار بولے ہم ایمان لائے اے حبیب اُن سے فرماؤ تم ایمان تو نہ لائے ہاں یوں کہو کہ مطیع بن گئے ایمان ابھی تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا یہ نمبر ۱۶۵ ہوا اور کتنا سخت ہوا۔ جس نے معیار ایمان کو لائح کردیا مدعیوں کا کاذب العیار ہونا واضح کردیا۔ یہ ہے وہ اقرار جو آپ نے خط اسمی حضرت سید محمد میاں صاحب میں کیا تھا شھدوا علی انفسھم انھم کانوا کفرین ٥ وخسر ھنالک المبطلون وقیل بعدا للقوم الظلمین ٥

(۹۲ تا ۱۰۰) ضروری گزارش اسی قدر تھی یہ تیسری بار ہے کہ جناب تمام مباحث مقصودہ و دلائل محمودہ و ایرادات منضودہ کو یکسر بھلا کر خارج از مقصود کوئی نہ کوئی لغو یا زائد بات پیش فرمادیتے ہیں فقیر نے دوبار آپکی خاطر سے تعاقب کیا کیا یظن ان بالسوید اعرجا تیسری بار پھر آپ ہی کی خاطر سے کرتا ہوں امید کہ آیندہ احتیاط فرمائیں آپ کا وقت تو آپ کے مقصود اہم نجات عن الجواب میں صرف ہوتا ہے میرا وقت ضائع نہ کرائیں۔ اب گزارش کہ ذرا ملاحظہ فرمایئے بارہ سطری سامی نامہ میں نو بلکہ بارہ بلکہ کہیں اس سے بھی زائد اکاذیب تو نہیں۔ کہ فی سطر ایک کذب سے زیادہ اوسط پڑے

مثلاً کذب ۱ جناب نے جیساکہ خود تحریر فرمایا ہے۔ تعجیل سے کام لیا مکرمی یہ میں نے کہاں لکھا ہے۔ مگر جناب تو خود اپنے کلام میں تحریف فرمالیتے ہیں۔ نہیں کا ہاں بنا لیتے ہیں دوسرے پر اختراع کیا دشوار ہے میں نے جو کہیں کہیں یہ لکھا ہے کہ جواب فلاں وقت تیار ہو گیا تھا یا فلاں

وقت بھیج سکتا تھا تاخیر کی یہ وجہ ہوئی - وہ بیان تعجیل بھی نہیں نہ یہ کہ میں
نے تعجیل سے کام لیا ہے - ان دونوں جملوں میں جو فرق ہے جناب
کی فضیلت پر مخفی نہو گا وہ تو آپ کی معذرت انتظار کے لیے وجہ تاخیر
کا بیان ہے میں سچ عرض کرتا ہوں جناب کے مارک عالیہ کے رد کو بس
اتنی دیر درکار ہوتی ہے کہ قلم اٹھایا اور چلایا اور قصد معاف کوئی اس پر کیا
فخر کریگا کہ میں نے طبع وقاد کے ایک شعلہ جوالہ سے مٹھی بھر خشک گھاس
کو جلد پھونک دیا - مگر جناب میش حولیش اس گمان میں ہیں کہ ہمارے
مارک تو نہایت ادق ہیں اُن کے رد کو بہت کچھ غور و فکر درکار اور
اس نے اتنی جلد کر دیا - لاجرم تعجیل سے کام لیا - اس کے جواب میں اسی قدر
گزارش کہ عاقلان نیک می دانند **کذب ۲** میرے والد وجد کی تشبیہ کتے
و خنزیر سے دی اوپر گزارش کر چکا کہ یہ اتہام صریح وافتراے قبیح ہے
میں نے ہرگز اُن مرحومین کو تشبیہ نہ دی بلکہ رسول اللہ صلے اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت آپ کے دل میں بٹھانے کو مثلاً یہ سوال
کیا تھا کہ اگر کوئی آپ کے ابوین کو ایسا کہے جیسا تھانوی نے شانِ رسالت
میں بکا تو کیا اس میں اُن کی توہین نہ ہوگی جس کا صاف مطلب یہ تھا کہ
جو انھیں ایسی تشبیہ دیگا اُن کی توہین کریگا نہ یہ کہ میں اُنھیں یہ تشبیہ دیتا
ہوں - ہاں یہاں یہ فقرہ جناب نے سچ لکھا کہ اُس وقت میں نے
اظہار ناراضگی نہ کیا اُس وقت اور اظہار دونوں قیدیں اس کے صدق
کی ذمہ دار ہیں یعنی ناراضی تو ہوئی مگر اُس وقت ظاہر نہ کی اب چمکی -
کذب ۳ ان تحریروں کے باعث کیوں ناراض ہونے لگا کیا عہد دوم سامنے
رکھکر جناب ایمان سے فرما سکتے ہیں کہ یہ ادلۂ باہرہ وایرادات قاہرہ جناب کو

سخت اُلجھن میں نہیں ڈالتے خود اسی خط میں تو فرمایا ہے کہ اُلجھاؤ میں
ڈالدیا طبیعت کی ایسی سخت اُلجھن کہ نہ رائے ماندن نہ پائے رفتن۔ آدمی کو
راضی کرے گی یا نا۔ اهن کذب ۴ تا ۷۔ اعلیٰ حضرت مجدد مأتہ حاضرہ
مدظلہ کہلوانے کے باوجود کیا جناب حلفاً کہہ سکتے ہیں کہ یہ الفاظ میں نے
اپنے آپ کو کہلوائے کذب ۷ ان تحریرات کو دیکھ کے کون ناخوش ہو سکتا ہے
یہ دوست کی بات ہو اور پھر نفی ناراضی تھی۔ یہاں اور بڑھکر اثبات مسرت
ہوگیا یعنی ۶ قدم کذب پیشتر بہتر۔ کذب ۸ بندہ نہ فرار اختیار کرے گا
جس روز سے میں نے اصل مباحث بھیجے ہیں جناب کے تین خط آئے
وہ شاہد عدل ہیں کہ فرار ہے اور ہشیار ہے اور بے اختیار ہے جس کی
عرض ادھر سے بار بار ہے اور نمبر ۸۹ میں اُن گلیوں کا اجمالاً اظہار ہے۔
کذب ۹ الجھاؤ میں ڈالدیا اسے بھی نمبر ۸۹ میں گزارش کرچکا ایسے
بے تُل سلجھاؤ کا اُلجھا کام رکھنا کیسا سفید جھوٹ ہے۔ یہ نمبر ۶۶ تا ۷۴ ہوا۔
(۱۰۱) جناب نے تعجیل سے کام لیا ہے اس میں صاف اشعار ہے کہ
میرے ادلہ و ایرادات میں اغلاط ہیں۔ ایسا ہوتا تو کیا جناب اُٹھا رکھتے
اصل مقصود چھوڑ کر ادھر اُدھر بہکتے خصوصاً اس حالت میں کہ میں نے
بار بار گزارش کر دیا کہ ان میں جو غلطی ثابت ہو اُسے کم کرنے کو تیار ہوں
بجرم جناب نے ابلہ موافقین کی نظر میں میرے ادلہ و ایرادات پر جھوٹا الزام
غلط لگانے کے لیے یہ جملہ تحریر فرمادیا یہ کذب ۱۰ اور نمبر ۷۵ ہوا۔
(۱۰۲ تا ۱۰۵) پھر فرمایا میں نے جناب کے ایرادات قویہ مع ادلہ قاہرہ
دیکھکر دنگ ہو گیا جن سے جناب کی دماغی قابلیت کا ثبوت ہوتا ہے
الحمد للہ الحمد للہ کلمۂ حق گمراہ ارید بہا باطل للہ الحمد یقیناً میرے ایرادات قوی ہی

وظاہر اور میرے ادلہ آپ پر قاہر اور ضرور انھیں دیکھ کر قطعاً یقیناً جناب کی عقل دنگ کہ بعد کی سب تحریروں میں اُس کا چوکھا رنگ رہی دماغی قابلیت اُس کا نہ کبھی میں نے دعویٰ کیا نہ اب مدعی ہوں، میں تو بفضلہ تعالےٰ اپنی اور تمام جہان کی حول و قوت سے بری ہوں صرف اپنے رب عزوجل کے حول و قوت سے ملتجی ہوں، میں نہ کچھ کرتا ہوں نہ کچھ کرنے کے قابل ہوں ہاں اُس کا کرم اُس کی رحمتیں اُس کے حبیب اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی نعمتیں وہ اس ضعیف عاجز بے قدر سے بڑے سے بڑے کام لے لیتے ہیں جو اونچی اونچی چوٹی کے علامۃ الدہر بننے والوں کو دنگ کر دیتے ہیں وللہ المنۃ والنعمۃ الوافرۃ ولہ الحمد فی الاولیٰ والاخرۃ۔ مگر جناب نے یہ حق کلیے براہ سخریہ واستہزا تحریر فرمائے جسے ابلہ موافقین دیکھ کر سمجھیں کہ خوب ہجو ملیح فرمائی ہے اور جواب وہی ہے کہ عاقلان نیک می دانند۔ جناب کا دل اندر سے جانتا ہے جیسا اُن ایرادات قویہ وادلہ قاہرہ نے جناب کو عاجز و تنگ اور عقل سامی کو مبہوت و دنگ کیا ہے۔ استہزا فرمایئے تو ذرا یہ خوف دل میں لایئے کہ کہیں مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی غیرت اپنے ناچیز بندے کے لیے انا کفینٰک المستہزئین ۰ کے پرتو کا ظہور فرما دے وما ذٰلک علی اللہ بعزیز۔ تو یہ فرمایئے توبہ۔ وہ کذب ۱۱۱ تا ۱۴۱ اور یہ نمبر ۱۷۶ تا ۱۷۹ ہوئے۔

(۱۰۶) خط ۱۲ میں گزارش کر چکا تھا کہ میں نے کبھی اپنے آپ کو مجدد نہ کہا جناب نے پھر اُس کا اعادہ فرمایا مگر الفقیہ ۱۴ ذی القعدہ ۳۹ھ تو عجب حیرت انگیز خبر لایا اُس کے صفحہ ۲ پر مجبناً و مولٰنا مولوی غلام احمد

صاحب اخگر سلمہ العلی الاکبر تحریر فرماتے ہیں "گزشتہ مارچ میں مجلس العلما کا تیسرا اجلاس بمقام مروڈ ضلع کومٹبور علاقہ مدراس منعقد ہوا جس کی صدارت مولوی عبدالباری صاحب لکھنوی نے فرمائی۔ صاحب ممدوح نے مجلس مذکور میں جو خطبہ دیا تھا چھپکر شائع ہو گیا۔ خطبہ میں ایک موقع پر یہ گہر ریزی فرمائی ہے شریعت اسلامیہ کے اہم ترین مسائل کو مسلمانوں اور علما کے درمیان پیش کر دینا ایک بہت بڑی تجدید ہے جس کی ضرورت تھی خداوند عالم نے اس خدمت میں مجھے ممتاز مرتبہ عطا فرمایا اور میری وساطت سے دونوں مقصود حاصل ہوئے" کیوں جناب یہ اپنے منہ میاں مجدد بننا۔ نہیں نہیں بہت بڑے مجدد کہ یہ ایک بہت بڑی تجدید ہے اور دوسروں پر جھوٹا الزام رکھنا وعید آیہ کریمہ ومن یکسب خطیئۃ او اثما ثم یرم بہ بریئا فقد احتمل بھتانا و اثما مبینا ٥ میں کیسا بے خوبی سے داخل ہونا ہے یہ نمبر ۱۸۰ ہوا۔

(۱۰۷) مسلمین و علما کے درمیان اہم مسائل پیش کرنے سے اگر یہ مراد کہ علما کی خدمت میں سوال کیے اور مسلمین کے سامنے اُن کے جواب پیش کر دیئے تو یہ کونسی تجدید ہے نہ کہ بڑی نہ کہ بہت بڑی ایک معمولی لیاقت کا آدمی یہ کام کر سکتا ہے ضرورت وقت کے مسائل علما سے پوچھے اور مسلمانوں میں شائع کرے یوہیں اگر یہ مراد کہ مسلمانوں کو استفتا پر اُبھارا اور علما سے جواب کی سفارش کی اس میں آپ کی کونسی دانشوری ہوئی۔ اور اگر یہ مقصود کہ نہایت مہم مسائل جو آج تک پیچیدہ و نا منقح پڑے تھے آپ نے اپنی قوت علم و جودت فہم سے اُنھیں رنگ تنقید و تنقیح دیا اور علما و مسلمین پر ان جدید مدارک نفیسہ کو ظاہر کیا تو قصور معاف شاید کوئی خواب پریشان

تھا جو جناب نے کسی تبخیر یا بخار کی حالت میں دیکھا اور بھولا بھولا وہ بھی
الٹا کچھ یاد رہ گیا۔ وہ مسائل سامنے تو لائیے جو مضطرب تھے اور جناب نے
اپنی قوت سے منقح کر کے علماء مسلمین پر پیش کیے یہ صریح کذب اور نمبر ۱۸۱ ہوا
(۱۰۸) میں بارہا عرض کر چکا کہ میں نے اپنے آپ کو نہ کبھی مجدد کہا نہ جانا
مگر جناب نے بہت بڑے مجدد کی شان آج بتائی ہے۔ اب اس فقیر حقیر کا
فتاویٰ ملاحظہ کیجیے الحمد للہ الحمد للہ کتنے کثیر و وافر مسائل پائیے گا کہ مضطرب
تھے اور میرے مولے صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے میرے ہاتھ سے
منقح فرما دیے۔ کتنے جلیل و جزیل مباحث دیکھیے گا کہ پردۂ خفا و
اشکال میں تھے اور میرے منعم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے میرے
قلم سے مشرح فرما دیے والحمد لربہ الذی ارسلہ رحمۃ وبعثہ نعمۃ
والصلاۃ والسلام علیہ وعلی آلہ وصحبہ عدد کل کلمۃ
والحمد للہ رب العلمین اب میں نہ کہوں جناب کو خود اپنے اقرار سے
میرے مجدد نہ صرف مجدد بلکہ بہت بڑے مجدد اعظم ہونے پر ایمان
لانا پڑے گا پھر آپ میری مجددیت کی اہانت فرما کر کہاں پہنچے
یہ نمبر ۱۸۲ ہوا۔
(۱۰۹) میں خط ۱۲ ذوالقعدہ میں ہدایۃً عرض کر چکا تھا کہ اپنے منہ اپنے آپ کو
قیام الدین کہنا بتصریح فقہائے کرام سخت مذموم اور کریمہ فلا تزکوا
انفسکم کی مخالفت ملوم ہے آپ کے لفظوں میں گزارش کر دوں
کہ بعد تنبیہ بھی ادب نہ ہوا یہ نمبر ۱۸۳ ہوا۔
(۱۱۰) میں نے جو تار بحمد مسرت کا دیا تھا جناب نے اس کا جملہ اور
اپنے خط اول کے فقرے مجھے یاد دلائے ہیں کیا ان سب کا ثنائی وائی

جواب معروض نہ ہوچکا پھر اُن کی یاددہانی تلبیس نہیں تو کیا یہ نمبر ۱۸۴ اپو
(۱۱۱) پھر فرمایا جناب نے اپنی شفقت سے جس طرح ان امور میں سے
دو امر ارشاد کیے تھے تمام امور مفصل تحریر فرمائیں اولاً مولوی شاہجہانپوری
صاحب نے کہ اُس تصفیہ میں متوسط اور آپ کی زبان تھے اپنے خط دوم
۲۵۔ جمادی الآخرہ ۱۳۳۹ھ میں مجھے یہ لکھا تھا کہ صرف جناب تحریر فرما دیں
کہ ان ان کفریات سے توبہ چاہیے جتنے الفاظ یا افعال کفریہ ہوں تکلیف
فرما کر بلا تحریر دلیل ارقام فرما کر ارسال فرما دیں یا تو توبہ کی وہ صفائی تھی یا
یہ اُلجھاؤ ثانیاً میں تحریر مفصل حاضر کرچکا تھا کیوں واپس ہوئی کہ پھر تفصیل
کی حاجت پڑی ثالثاً میرے نزدیک تو بحمداللہ تعالیٰ یہ سب امور ضروریات دین و
شریعت و بدیہیات مذہب اہلسنت سے ہیں بدیہی کی کیا تفصیل کروں
وہ دو مبحث کہ خط ۱۲ ذوالقعدہ میں مشرح کیے اُن کی تشریح آپ کے
شکوک و شبہات پیش کرنے پر ہوئی اب بھی جن جن امور پر آپکو شبہات
ہوں سامنے لائیے اور بعونہ تعالیٰ تفصیل جلیل سُنتے جائیے مجھے آپ کے
قلب پر کیا اطلاع کہ کہاں شبہ ہے اور کیا شبہ ہے جسے میں کشف
کردوں میں خط ۴ شعبان میں عرض کرچکا تھا اور خط شب ۱۹ میں اُس
کی یاددہانی بھی کردی تھی کہ آپ اللہ کو مان کر یہ انصاف کیجیے کہ جہاں
جہاں غائلہ دیکھیے اُن سے فوراً توبہ شائع فرمائیے بعض اگر زیر بحث رہیں
اُن کے فیصلہ پر قطعی و مسلّم سے توبہ کو موقوف نہ رکھیے کہ یہ پھر عناد و
اصرار ہوگا اور جن میں شبہ لگے مکابرہ نہ ہو جس کی نظیر پہلے گزارش کرچکا
ہوں مگر جناب کو نہ یاد رہنا ہے نہ یاد رکھنا چاہتے ہیں مطلب یہ ہے
کہ جناب نہ تو یہ بتائیں کہ کس امر میں شبہ ہے نہ یہ فرمائیں کہ کیا شبہ ہے

اور میں رجما بالغیب تفصیل کو بیٹھ جاؤں جس طرح اُن دو امر کی تفصیل میں میں نے دو جزسے زائد لکھے ایک سوایک کی تفصیل میں ایک سوایک جز سے زائد لکھوں اُس وقت جناب غور فرمائیں گے کہ آپ پر کسی کفر یا ضلال یا وبال سے توبہ ہے یا نہیں اسے سبحن اللہ۔ زہے طلب حق وزہے توبہ۔ یعنی نہ نومن تیل ہوگا نہ جناب توبہ فرمائیں گے یہ اُلجھاؤ میں میں ڈالتا ہوں یا آپ۔ اُلٹا الزام مجھ پر یہ نمبر ۱۸۵ ہوا۔

(۱۱۲) رابعاً ان سب سے قطع نظر ہو تو میں تو اُنھیں کو مفصل کرونگا جن کیا آپ کو شبہ لگتا سمجھونگا اور اسی شبہ کو زائل کرونگا جسے اپنے نزدیک یہ جانوں گا کہ کسی عقل والنصاف والے کم علم کو لگ سکتا ہے اور ممکن بلکہ مظنون بلکہ بلاحظہ خطوط جناب سے قریب تیقن کہ جناب کو وہاں شبہ لگیگا جہاں اُس کی اصلا گنجائش نہو اور وہ شبہے لگیں گے جن کا کسی عاقل کو گمان بھی نہ ہو تو نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ تفصیل اور وہ کیا دھرا سب بیکار اور جناب کے شبہات برقرار جناب اپنے شبہات تو بتانے نہیں مجھی سے فرمائیں گے کہ ابھی تفصیل نہ ہوئی پھر کر۔ یہ سلسلہ نہ ختم ہوگا نہ جناب توبہ فرمائیں گے ایمان سے فرمائیے آپ خود توبہ کو کتنے سخت اُلجھاؤ میں ڈال رہے ہیں یہ نمبر ۱۸۶ ہوا۔

(۱۱۳) طرفہ ہزار طرفہ سے بڑھکر طرفہ یہ کہ تین نمبر میں جو میں نے تفصیل کی اُسے تو فرماتے ہیں اُلجھاؤ میں ڈال دیا اور باقی ۱۹۸ امور کی نسبت خود ویسی ہی تفصیل چاہتے ہیں کیسے اقراری اُلٹا نوبے اُلجھاو خود اور چاہیے یا نہیں۔ زہے بہت بڑی مجددیت ؏ کہ خود گفتہ و خود نداند کہ چیست۔ نہیں واند کیوں نہیں منظور یہی یہ ہے کہ بات ایک اُلجھاؤ سے سو اُلجھاؤ ہیں

ہٹے اور جواب دینے یا توبہ کرنے دونوں سے جان بچے یہ نمبر ۱۸۷ ہوا۔

(۱۱۴) پھر فرمایا جو امر تحریر فرمائیں اُس کو ثابت کیجیے کہ فقیر اس کا مرتکب ہوا ہے فقیر تو ثابت کرچکا۔ تحریر مفصل جو حاضر کی تھی اُس کے ہر نمبر میں جناب کی تحریرات کا پورا حوالہ تھا وہ واپس فرمادی ایک امر کہ تمام مسلمانان عالم کا اسلام برائے نام بتایا اس سے جناب منکر ہوئے کہ مجھے یاد نہیں آتا اُس کا حوالہ اب بتادیا گیا بلکہ تا بخانہ پہنچا دیا گیا یو ہیں آپ کو جس امر سے انکار ہو پیش کیجیے اور مجھ سے حوالہ لیجیے یا آپ کی یہ ضد بھی پوری کروں۔ ایک سو ایک میں پہلے تین کے پتے تو آپ کو معلوم ہوگئے۔ اور چھٹا آپ کے رسالہ النظامیہ میں ہے اور ۹ تا ۱۷ آپ کے خط مطبوع ہمدم دربارہ لزبیت مرزا انقی میں ہیں اور ۵۸ و ۵۹ متفق دستخطی تحریر بمبئی جس پر مولوی عبدالحلیم صاحب بہاری اور آپ کے دستخط ہیں اور ۶۰ تا ۶۴ آپ کے خط مطبوع فیصلہ گاندھی شائع کردہ حسن نظامی ہیں۔ باقی سب آپ کے خطبہ صدارت و رسالہ ہجرت و رسالہ قربانی گاؤ میں ۴ ورق کا وہ خطبہ ہی اور ۱۷ ورق کا رسالہ ہجرت اور ساڑھے چودہ کا رسالہ قربانی یہ ساڑھے پینتیس ۳۵½ ورق کی کائنات ہے اس میں ٹٹولیے جو نہ ملے دکھا دینا میرا کام۔

(۱۱۵) پھر فرمایا اُس کو ثابت کیجیے کہ وہ امر ایسا ہے کہ اُس کے کرنے میں کوئی بزرگ میرا میرے لیے قدوہ و پیشوا نہیں ہے ای سبحن اللہ اولا میں نے توبہ کو اس پر کب مشروط کیا تھا جو امر شرعاً کفر یا ضلال یا وبال ثابت ہو اُس سے توبہ چاہی تھی اس سے مجھے کیا بحث کہ آپ ہی اُس میں مخالف شرع ہیں یا پہلے بھی کوئی ہو چکا یہ قید تو آپ نے اپنی توبہ میں خود ایجاد کی ہے اس کا الزام اُلٹا مجھ پر یہ اُلجھاؤ میں ڈالنا ہوا یا نہیں یہ

نمبر ۱۸۸ ہوا بلکہ آپکی توبہ بھی اس قید میں صریح نہیں آپ کے الفاظ توبہ یہ ہیں اے اللہ میں نے امور قولاً و فعلاً تقریراً و تحریراً بھی کیے ہیں جنکو میں گناہ نہیں سمجھتا تھا مولوی احمد رضا خاں صاحب نے انکو کفر یا ضلال یا معصیت ٹھہرایا ان سب سے اور ان کے مانند امور سے جن میں میرے مرشدین اور مشائخ سے کوئی قدوہ میرے لیے نہیں ہے محض مولوی صاحب موصوف پر اعتماد کرکے توبہ کرتا ہوں اس میں یہ عدم قدوہ کی قید ممکن کہ صرف ان کے مانند امور سے متعلق ہو کہ وہی قریب ہے اور جو ایک سو ایک کفر و ضلال و وبال میں نے بتائے اُن میں آپ کے مرشدین و مشائخ کا مبتلا ہونا بعید و عجیب ہے اب کہ چار طرف سے آپ پر شورش یورش ہوی جس کا خود خط ۲۲ ماہ مبارک میں آپ کو اقرار ہے۔ اس کے لیے آپ نے یہ باگ موڑی اور اپنے مشائخ و مرشدین کی عزت بھی اپنے ساتھ اُن کفریات وغیرہا میں سانتے ہے نہ چھوڑی کیوں یہ کیسا نمبر ۱۸۹ ہوا۔ (۱۱۶) ثانیاً میں ہر بار آپ کے باپ دادا کا نام اس مخمصہ سے بچانا چاہتا ہوں اور آپ بار بار انھیں پیش کرتے ہیں۔ اشارے کے لیے میں آپ ہی کے فتاوے سے دکھا چکا کہ اُن کا قول و فعل جبتک مطابق کتاب و سنت نہو حجت نہیں اور اپنے طور پر تاویل بھی بتا چکا جس میں اُن پر الزام نہ آئے مگر آپ کب مانتے ہیں ہر بار انھیں سانتے ہیں اب مجبوراً گزارش کہ اُن سے وہ کفر و ضلال و وبال ثابت ہیں یا نہیں اگر نہیں تو انھیں معاف رکھیے تکلیف نہ دیجیے اور اگر معاذ اللہ ہیں تو آپ ہی فرمایئے کہ انکی مخالفت دین و شرع سے شریعت و ملت رد ہو جائے گی یا خود انھیں پر رد آئے گی کیا ایسی جگہ آپ کو انا وجدنا اٰباءنا علیٰ امۃ و انا علے

اَنَّا علیٰ اٰثارھم مقتدون ۰ کہنے کا حق ہوگا کیا قرآن کریم اس کا جواب اولو کان اٰباؤھم لا یعقلون شیئا ولا یھتدون ۰ نہ فرمائے گا۔ خدارا شرم کیجیے یہ نمبر ۱۹۰ ہوا۔

(۱۱۷) ثالثا یوہیں سہی کہ میں نے توبہ میں یہ شرط کی تو نفی کا ثبوت میرے ذمہ ہوگا یا اثبات کا ثبوت آپ کے ذمہ۔ کچھ بھی عقل سے فرمائی۔ نہیں نہیں اتنی سی بات کی سمجھ کیوں نہیں مگر قصداً الجھائی۔ غرض ہی یہ ہے کہ بات کھٹائی میں پڑے اور توبہ و جواب دونوں سے جاں بچے اچھے عہد کیے تھے یہ نمبر ۱۹۱ ہوا۔

(۱۱۸) پھر فرمایا اس کے بعد جو کچھ تحریر فرمایئے گا اگر تعرض کے قابل ہوگا تو عرض کیا جاویگا ورنہ جس طرح ہمیشہ جناب کی توجہ مبذول ہوئی مگر اس کو مختتم نہ سمجھا گیا اب بھی یہی قصور ہوگا یہ وہی اپنے اقراری اشتہاری مفاہمہ سے گریز بر گریز گریز بر گریز خدا جانے کتنی مکرر گریز ہے۔ یعنی میں ایک سو ایک جز لکھوں اور ہر امر پر آپ کے ایک ایک بزرگ کی پوری سوانح عمری لکھوں کہ دیکھیے روز شعور سے دم واپسیں تک اُن میں سے کوئی ان میں سے کسی قول یا فعل کا مرتکب نہوا اس تمام تکلیف مالا یطاق کے بعد بھی جناب مفاہمہ نہ فرمائیں گے بلکہ گھر کی کسی کوٹھری میں بیٹھکر کواڑ بند فرما کر اکیلے سمجھنگے اگر سمجھ لیے فبہا ورنہ مُنہ سے کچھ نہ بولیں گے۔ زہے مفاہمہ و زہے توبہ۔ خیر یہ تو پہلے عرض کر چکا اور واقعی ہمیشہ ایسا ہی ہوا بارہا آپ کو شرعی الزام دیے گئے نہ آپ نے جواب دیا نہ آپ کو بن پڑا جیسا کہ آپ خود فرماتے ہیں کہ ہمیشہ جناب کی توجہ مبذول ہوئی مگر اس وقت اتنی گزارش کہ ہمیشہ جو کچھ تھا بلا عہد تھا اور اب جو کیجیے گا تو خلاف عہد کیجیے گا پھر

اُس پر جرأت کیا معنے یہ نمبر ۱۹۲ ہوا۔

عرض اخیر

مکرمی۔ للہ میں دست بستہ عرض کرتا ہوں کہ توبہ کو اُلجھاؤ میں نہ ڈالیے بیکار باتیں مقصود سے دور نہ نکالیے یہ کب تک ہوگا کہ آپ چند سطریں دور از کار لکھ بھیجیں اور میں ہر بار اُس پر دو دو جزء کا رسالہ ارسال کروں میں تمام مقاصد بحمدہ تعالٰے پورے کر چکا اب اتنا ہی درجہ باقی ہے کہ آپ تمام جواب طلب نمبروں سے مفصل جواب از راہ انصاف و اتباع صواب دیجیے سب توبہ طلب نمبروں سے حسب وعدہ حسب عہد حسب پیمان اللہ سے ڈر کر نبی سے ڈر کر فوراً فوراً توبہ شائع کیجیے اب آپ پر جملہ نمبر تین سو دس ہیں ایک سو اٹھارہ جواب طلب اور ایکسو بانوے توبہ طلب۔ اب میں چند مختصر مطالبوں پر کام ختم کرتا ہوں حسب عہد ان کا جواب دینا آپ پر فرض ہے اب جو کوئی تحریر آئی اور اُس میں موافق عادت اِدھر اُدھر کی فضول باتیں ہوئیں اور ان مطالبوں سے صاف صاف جواب نہ دیا وہ اصلا قابل التفات نہ ہوگی غصہ نہ فرمائیے گا اگر نذر آتش کر دی جائے کہ وہ اسی کے لائق ہوگی اور یہ نہ سمجھیے اور خبردار نہ سمجھیے کہ یہی راہ آپکی گلو خلاصی کی ہے آپ ایسی ہی کچھ لغو باتیں لکھ بھیجیں اور میں یہ دیکھکر کہ آپ کسی طرح نہ کسی بات سے جواب دے سکتے ہیں نہ راہ پر آنا چاہتے ہیں کہا عرض اخیر کے موافق اُسے نذر آتش کروں اور در مکالمہ بند کر دوں اور آپ جا بجا ان مطالبوں سے نجات پا جائیں۔ نہیں نہیں انشاء اللہ القدیر

ایسا نہو گا وہ چاہے نذر آتش کی جائے یا حسب دستور آپ پر نمبر بڑھائے مگر مطالبہ بند نہ کروں گا۔ کرونگا۔ کرونگا۔ کرونگا کرتا رہونگا۔ یہاں تک کہ آپ بفضلہ تعالٰے سب سے بچی توبہ فرمائیں یا صراحۃً اپنا عجز دکھائیں اور کفر و ضلال و وبال پر اصرار کا اقرار لائیں یا نوبت وہاں تک پہنچ جائے کہ آپ پر بالکل مُہرِ سکوت لگ جائے اور ہر جاہل تک دیکھ لے کہ آپ عاجز ہیں اور اپنے کفر و ضلال پر مصر اور توبہ و رجوع الی اللہ سے منکر رہا تو حسبی اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

مطالبہ ۱ ایمان سے کہیے آپ کے نزدیک روزِ اول سے آج تک کے میرے سب ادلہ و ایرادات صحیح ہیں یا سب غلط یا بعض صحیح بعض غلط شق ثالث پر جو جو غلط سمجھے ہوں اُن کی تعیین فرمانی ہوگی اور ساتھ ہی یہ اقرار بھی کہ باقی سب صحیح ہیں یا صاف یہ کہدینا ہوگا کہ ہم نے مفاہمہ کو استعفا دیا ہم نہیں بتاتے مطالبہ ۲ کل یا بعض جتنے غلط جانے اُن کی وجہ غلطی بتائیے یا وہی مفاہمہ کو استعفا دینے کا صاف اقرار فرمائیے مطالبہ ۳ یہ جو آپ نے لکھا کہ میں تو جناب کے ایرادات قویہ مع ادلہ قاہرہ دیکھ کے دنگ ہو گیا جن سے جناب کی دماغی قابلیت کا ثبوت ہوتا ہے ایمان سے فرمائیے یہ واقعی لکھا یا تمسخر و استہزا کیا مطالبہ ۴ یہ جو شروع مباحث کے بعد آپ نے کبھی دلیل و رد کو ہاتھ نہ لگایا اور ہر خط میں مقصود سے جدا بحث چھیڑی ایمان سے فرمائیے ہاں ہاں اُسی اللہ واحد قہار کی شہادت سے بتائیے جسے آپ اُن عہدوں پر وکیل کر چکے ہیں کیا یہ جان بچانے اور بات بنانے اور بہرحال موافقین کی نگاہ میں نام جواب ہو جانے کے لیے نہ تھی اگر بشہادت حلفی انکار کر دیجیے تو دلائل و ردود کو ہاتھ نہ لگانے

اور برخلاف عہد زوائد و فضولیات سنانے لانے کی وجہ وجیہ بیان کیجیے۔ مطالبہ ۵ میرے ایک سوا ایک الزامات سے جس جس میں آپ کے اکابر سے آپ کے لیے قدوہ ہو اُن کی تعیین فرمایئے اور اُن اکابر کے نام بتایئے اور اُن سے اُن امور کے ثبوت قابل قبول دیجیے نہ فقط اپنی زبانی کہ ہم نے باوا کو یہ کرتے دیکھا دادا کو یہ کہتے سُنا صرف آپ کی زبان سے وہ بھی اپنے بچاؤ بلکہ اپنے ساتھ اُنھیں بھی سانٹنے کے لیے کیونکر تسلیم ہو کر اُنھیں بھی انھیں کفروں ضلالوں و بالوں کا مرتکب مان لیا جائے گا۔ اور جس جس میں آپ کے اکابر سے آپ کے لیے قدوہ نہ ہو صاف کہد یجیے کہ ان میں میرا کوئی قدوہ نہیں مطالبہ ۶ - للہ للہ للہ ہاں ہاں اُسی اللہ کے لیے جس کو آپ نے علی ما تقول وکیل کہا ہے میرے خطوط ۱۲ ذی القعدہ تا امروز سے کچھ بھی اپنے کفر و ضلال و نکال آپ کو محسوس ہوئے یا نہیں اگر نہیں تو اُن سب ادلہ و مباحث سے جواب دیجیے اور ہاں تو اُن کی تعیین فرما کر فوراً فوراً اُن سے سیدھے صحیح لفظوں میں توبہ شائع فرمایئے نہ ایسی جسے آپ شورش و یورش کے بعد پھر اُلٹ پھیر میں ڈال سکیں یا یہ لکھد یجیے کہ اگرچہ ہمیں اپنے اتنے کفر و ضلال و نکال ثابت ہو لیے مگر ہم اُن سے توبہ نہ کرینگے جب تک تمام امور طے نہ ہو لیں یا جب بھی تائب نہ ہونگے مطالبہ ۷ دلائل و ایرادات سے جواب دینا ہے یا صاف فرار و استعفا ہے۔ دینا ہے تو کب تک اُس کی کوئی مدت معین فرمایئے گا یا روز فردا کا انتظار کرایئے گا۔ میرے ہر مطالبہ سے جو شق اختیار فرمائی جائے میرے ہی لفظوں میں ہو حسب معاہدہ بچتی ہوئی گھاتیں نہ ہو واللہ الہادی وولی الایادی فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ ۲۶ ذی القعدہ سنہ ۱۳۳۰ ہجریہ

بنسبیہ علی صاحبہا وآلہ افضل صلاۃ وتحیہ آمین۔

خط دوازدہم مولوی عبدالباری صاحب

فرنگی محل لکھنؤ
بسم اللہ الرحمن الرحیم
مورخہ ۲۸ ذیقعدہ سنہ ۱۳۳۹ھ
حامداً ومصلیاً ومسلماً

مولانا وبالفضل اولٰنا۔ والسلام علیہ۔ آپکی تحریر موصول ہوئی مجھے افسوس ہے کہ میں نے اب تک جو آپکی طرف سے حسن ظن رکھا تھا وہ اب نہیں رہا آپ کو دیانتدار مگر متشدد سمجھتا تھا مگر آپ نے ایک واقعہ کی دیدہ ودانستہ اس طرح سے صاف تکذیب کی ہے جو سراسر غلط ہے دنیا آپکو کچھ کہے لیکن جو اس وقت موجود تھے وہ اب کسی طرح آپ کی دیانت کے قائل نہیں ہو سکتے آپکو یاد ہوگا اور ضرور یاد ہوگا اس وجہ سے کہ میں نے ایسا دنداں شکن جواب دیا تھا کہ آپ دم بخود گھر میں گھس گئے اور اس کے بعد ایک تحریر ارسال فرمائی جس کے جواب میں میں نے کہا کہ ڈاک کے ذریعہ سے خط وکتابت ہوتی رہے یہاں خود مکالمہ کا موقعہ ہے آپ باہر آ بیٹھے اور جواب لیجیے باہر آئے تو معذرت کرتے ہوئے خیر میں نے وہ برسبیل تذکرہ یا ورنہ یا تھا اور آپ کی تہذیب کی مثال پیش کی تھی لیکن اس کی وجہ سے جناب کے پوشیدہ وصف پر مجھے وقوف ہو گیا خوب ہوا اب جناب پر اعتماد کرنے والا وہی ہوگا جو آپ کے کمالات معنوی سے غافل ہو۔ اس وقت مجھپر آپ کی قابلیت بھی ظاہر ہوگئی آپ کے ایرادات قاہرہ واعتراضات باہرہ ایسے نہیں جن کی طرف توجہ کی جائے مگر میں جو آپ سے دریافت کرونگا کہ ان الفاظ کو آپنے اپنی ہوشمندی سے تمسخر سمجھا ہے یا کسی نے

تبنیہ کیا ہے۔ آپ نے جو چال چلی ہے اُس میں میں پھنس نہیں سکتا ہوں آپ
چاہتے ہیں کہ میں آپ سے اُلجھوں اور حکومت شیطانیہ کی خدمت آپ انجام
دے کے مستحق اعزاز ہوں تو بحمد اللہ ایسا نہ ہوگا آپ ہی اُلجھے رہیں گے اور شر سے
آپ کے دوسرے محفوظ رہیں گے۔ آپ جس قدر چاہیے امداد بڑھایئے جبتک
مفصل یہ نہ فرمایئے گا کہ تم نے یہ کیا اور یہ تمھارے اکابر سے کسی نے نہیں کیا
اُس وقت تک میں آپ کے مہلات کا جواب نہ دوں گا۔ جناب نے ایک
خاصی تعداد بہتان کی باندھ رکھی ہے کہ میں نے یہ کیا یہ کیا اُس کی قلعی
کھُلے گی آپ بہت سے امور کو ثابت ہی نہیں کر پائیں گے کہ وہ مجھ سے
سرزد ہوئے۔ مجھے خود اس کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی ہے کہ میں لکھوں
کہ فلاں بات میں نے کی یا نہیں کی میں اپنا پیشوا اپنے اکابر کو سمجھتا ہوں
اس کی تصریح کی بھی ضرورت نہیں یہ تو میرا اور میرے مالک کا معاملہ ہے
آپ نے جو مطالبہ مجھ سے دستخط کرنے کا کیا ہے اُس کے اوپر عمل نہیں کیا
جا سکتا ہے جبتک میری تحریر سابق کے موافق نمبروار آپ یہ نہ بتائیں کہ
فلاں کام تم نے کیا ہے اور وہ اس قابل ہے کہ تمھاری توبہ کے اندر داخل
ہے اُس وقت تک نہ میں آپ کے مطالبہ کو پورا کرنے کا ذمہ دار ہوں نہ
اُس تحریر کے اوپر جو امور موقوف ہیں اُن کی طرف التفات کرنا عقلمندی ہے۔
میں نے احباب کے خلاف طبع جو ایثار نفس سے کام لے کے اسم گرامی و نام نامی
کو توبہ نامہ میں درج کر لیا اُس کے عوض میں خوب خوب انعامات ہوئے ہیں
ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں آپ کی دیانت کا حال تو اس سے کھُلتا ہے
کہ امر اول کے متعلق پہلے ہی تحریر میں داخل توبہ کرنے کا اظہار کر دیا تھا اور امر
ثانی کے بارہ میں بالفاظ مناسب داخل توبہ کرنے کو تیار تھا مگر جناب نے

انھیں دونوں امروں میں اپنے کاغذ کو سیاہ کیا ہے عقلمند سمجھتا ہے کہ آماس شئ دیگر و فربہی شئ دیگر آپ لوگوں کو اگر واقعی کسی شخص کا راہ راست پر لانا منظور ہوتا تو جس امر سے وہ تائب ہو چکا اُس کو تو بحث میں نہ لاتے محمد میاں مارہروی سے دریافت کیجیے کہ آخر میں میں نے مہر کرکے سادہ کاغذ بھیجدیا تھا کہ اگر آپ کے نزدیک میرے مضامین سے ترویج کفر ہوتی ہے تو آپ میری طرف سے جو چاہیے شائع کر دیجیے وہ میرا ہی لکھا ہوگا اس سے زائد میں آپ لوگوں کے خوش کرنے کا کوئی دوسرا طریقہ نہیں کر سکتا تھا اب یہ توبہ نامہ کی اشاعت مزید روشنی آپ لوگوں کی روش پر ڈالتی ہے میں نے اپنے اکابر کے معاملہ کو درمیان میں اس وجہ سے پیش کر دیا ہے کہ عوام الناس کو معلوم ہو جائے کہ جناب نے فتاووں تحریروں کے ذریعہ سے جو کچھ گلفشانی کی ہے اور جس پر تجدد دین کا دارمدار سمجھا ہی وہ اسلاف سے بعید ہے غالباً مجدد اول حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ بھی اس وصف میں آپ کے شریک نہیں ہیں۔ آخر میں عرض ہے کہ آپ جس قدر چاہیے اعداد بڑھائیے میں ایک ایک امر کو گنواؤں گا تاکہ آپ کی دیانت کا پتہ چلے اور آپ کی موشگافیاں عالم آشکارا ہوں۔ آپ بہت تیزی نہ فرمائیے یہ آخری تحریر ہے جس میں صاف صاف عرض کیا جاتا ہے کہ اس وقت تک بہت ادب کیا گیا اور آپکا وقار قائم رکھا گیا مگر جناب نے اُس کی قدر نہ کی بلکہ اُس کو ضعف پر محمول کیا مگر آئندہ انشاء اللہ العزیز ایسا نہ ہوگا۔ جناب مطالبات کو اپنے اپنے ہی گھر میں رکھیے مجھے جو کچھ مناسب معلوم ہوا اُس طرح میں نے توبہ کی ہے جناب خود پہلے مجھے تشفی بخش جواب عطا فرما دیں اُس کے بعد

جیسا ہوگا وہ دیکھا جائیگا جناب کو خدا اور رسول کے واسطے و قسم دینے سے کیا مطلب ہے جناب خود ہی جو چاہتے ہیں اپنے نزدیک کر سکتے ہیں سب سے اعلم سب سے اعلےٰ مگر میری مخلصانہ گزارش سن لیجیے اور یاد رکھیے کہ جناب کو خود کسی سے توبہ کا مطالبہ نہیں پہنچتا ہے جناب کی معاذاللہ شان نہیں ہے غافر الذنب و قابل التوب، جناب خود اپنے گریبان میں سر ڈالیے اور اپنے معاصی عدیدہ شدیدہ سے توبہ کیجیے جن کا ذخیرہ جناب کو ابدالآباد تک کام آنے والا ہے اگر جناب اپنے معاصی پر نظر فرمائیں تو جس قدر انفاس عزیزہ باقی ہیں ہرگز ان کے لیے کافی نہیں اُن ذخائر سے صرف دو ذخیروں کا ذکر ہوتا ہے ملاحظہ فرمایئے اور بہتر یہ ہے کہ خدارا مجھ پر رحم فرما کر ان امور سے جلد تر توبہ کیجیے جو وعیدیں میری شان میں تحریر ہوئی ہیں اُن کو پھر غور سے دیکھ لیجیے آپ کو مومن آل فرعون کی ہدایت پر عمل کرنا چاہیے ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ ان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم الآیہ واللہ الہادی۔ ذخیرۂ اولیٰ۔ آپ نے جمعیۃ خدام کعبہ کے شرکاء کی تکفیر کی اُس کی مخالفت کی اُس کو باطل جہاد کہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ (۱) حرم محترم کی بے عزتی ہوی (۲) مدینہ طیبہ کی بے حرمتی ہوی (۳) قرآن عثمانی چھن گیا (۴) جزیرۃ العرب پر کفار کا قبضہ ہو گیا (۵) بغداد میں شرابوں کی دکانیں کھل گئیں (۶) بصرہ میں بت خانہ بن گیا (۷) شہر بیت المقدس پر صلیب نصب ہوئی (۸) شام پر کفار قابض ہو گئے۔ (۹) قسطنطنیہ نرغۂ اعدا میں ہے (۱۰) خلیفۃ المسلمین قید ہو گئے۔ حرم کے ہر ذرہ ذرہ کی بے حرمتی کا عصیان آپ کے سر پر ہے قرآن شریف مذکور کی ایک ایک آیت بلکہ ہر ہر لفظ بلکہ تمام حروف کے ساتھ جو بے ادبی

ہوئی ہے اس کا پشتارہ آپ کی کمر پر ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
کا قطرہ خون سے آپ کا دامن آلودہ ہے چپہ چپہ جزیرۃ العرب کا آپکی
گردن میں طوق ہو تو کوئی تعجب نہیں بغداد کی سرکار آپکی شاکی ہوں۔
شہدار کربلا آپ کے فریادی ہوں امیر نجف آپ کے افعال پر نفرت
کریں تو بجا ہے بصرہ کی رابعہ رضی اللہ عنہا اور امام بصری اور حواری
رسول اللہ آپ کے نصاری کی موالات سے بیزار ہوں تو حق ہے یہ صلیب
جہاں جہاں لہرا رہی ہے سب آپ کے دامان بے غیرتی کی حرماں نصیبی
کا پرچم ہے ارواح صلحا آپ کے سکوت سے متحیر ہیں دار الخلافت
آپ سے شرمندۂ احسان نہیں ہے خلیفہ ایسے یزیدوں سے نالاں
نہ ہو تو کیا کرے جتنے مسلمان شہید ہوئے جتنے بچّے ذبح ہوئے جتنے
مسلمات بے حرمت ہوئیں جتنے مشائخ مصائب میں پڑے جس قدر
مال لٹا جتنے مکانات مسلمانوں کے ویران ہوئے اُن سب کا وبال
آپ ایسے حضرات پر ہے انگریزوں کی ہمّت آپ لوگوں کی وجہ سے
ہوئی مسلمانوں کو مسلم سے لڑنے کی جرأت آپ کے افعال نے دلائی ان
سب کا شمار فرمایئے مفصل انشاء اللہ تعالیٰ بعد میں عرض کروں گا۔
لاکھوں کی تعداد بلکہ کروڑوں کی تعداد کا ذخیرہ تو اس تودۂ معصیت میں
ہے ذخیرۂ ثانی آپ کی خود اقراری بے حرمتی مسجد کانپور کی جس سے ہر روز
اگر ایک جنب ایک حائضہ ایک حامل نجاست ایک عیسائی ایک مشرک
ایک جانور نکلے تو آج تک کہ ۲۸ ذیقعدہ یوم پنجشنبہ سنہ ۱۳۳۹ھ ہے
اُس دن سے جبکہ وفد حضور ویسرائے بالقابہ کے سامنے پیش ہوا اور نہ آنہ
سر لارڈ مسٹن صاحب بالقابہ وعلیہ ما علیہ کی نیم باز چشم نے کچھ اشارہ کر دیا

اور پھر صدائے برنخاست اُس کو اقلاً سمجھیے تو چودہ ہزار معصیتیں ہوتی ہیں اور اگر ہر روز اس سے زائد آیند و روند کا شمار کیا جاوے تو بلا شبہ زائد ہے تو آپ خود ہی حساب کیجیے کہ اُس ذخیرہ میں کتنے لاکھ معاصی کا انبار ہوتا ہے۔ للہ للہ آپ جلد تر ان معاصی سے توبہ کیجیے ورنہ اپنی گردن اپنی جیب ندامت میں ڈالیے اور کسی سے مطالبہ تو نہ فرمائیے اُس کو اللہ پر چھوڑیئے یہ جو کچھ عرض کیا گیا ہے محض آپکی خیر خواہی سے ہے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ فقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ

بقلم شاہد علی عفا اللہ عنہ

تیرھواں مفاوضۂ عالیہ بجواب خط دوازدہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ولنصبرن علی ما اٰذیتمونا

حضور مولوی عبد الباری صاحب بالقابہ۔ عزت نامہ تشریف لایا میں نے اپنے مطالبات کا جواب کہیں نہ پایا بلکہ بجائے اسکے صاف انکار سُنایا اور جن معمولی مضمون کا میرے نیاز ناموں میں شافی و وافی رد تھا اُنھیں کا اعادہ فرمایا ہاں اس قدر زائد ہے جو عجز مطلق کا آخر الحیل اور جسکی پہلے ہی توقع تھی کہ ہمیشہ سے مضطر کا دستور العمل ہے کہ آئندہ اور زیادہ سختی و غصہ و زبان درازی سے دھمکایا اس کی بھی خبر قرآن عظیم پہلے ہی دے چکا ہیں ولتسمعن سے دے چکا اور صبر و تقوے علاج بتایا و للہ الحمد۔ حضور بالقابہ یہ مخاطبہ تو صرف اس لیے تھا کہ جناب اسلام قبول فرمائیں اُس کے ساتھ اگر ہزار غصے درشتیاں سخت کلامیاں ہوتیں سب بسر و چشم تھیں اور جب وہ کسی طرح منظور نہیں

خالی غصہ بھی کچھ ضرور نہیں الحمد للہ میں حجۃ اللہ قایم کر چکا مجھے اسی قدر کا حکم تھا
لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی میں اب بھی عرض کرتا ہوں
اور دست بستہ نہایت منت سے گزارش پیرا ہوں کہ غصہ جتنا چاہیے
فرمایئے مگر میرے مطالبات کا جواب ہو سکتا ہو تو لایئے میرے ایرادات و
دلائل قاہرات تمام مجمع سے ملکر ہل سکتے ہوں تو ہلایئے اگرچہ جواب کے
ساتھ دس دس ہزار دشنام سنایئے اور اگر جواب ناممکن ہو اور للہ الحمد
آپکا دل اندر سے خوب جانتا ہے کہ ناممکن ہے تو للہ اسلام لے آیئے غصہ
کرکے دین سے نہ چھوٹیے واحد قہار سے نہ روٹھیے دنیا کی یہ آؤ بھگت
چندروزہ ہے آنکھ بند کیے سویرا ہے منتقم جبار کا عذاب شدید ہے
اور کفر پر وعید خلود و تابید ہے باقی اول تا آخر جن اکاذیب سے حضور
بالقابہ نے کام لیا اُن کا جواب اُتنا ہی بس ہے جو قرآن عظیم نے دیا
فبعل کا متعلق اپنے مستحق کو آپ تلاش کر لیتا ہے ہاں جناب کے
آخری ذخیروں کی نسبت دو گزارشوں کی اجازت بادب مانگتا ہے
ایک یہ کہ اللہ الحق صدقہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی
عزت کا جس نے نصاریٰ سے موالات کی ہو یا جس نے مشرکین ہند
سے مواخات کی ہو یا جس نے مسجد کا پنور سڑک کرادی ہو اُن سب پر
اپنی بیشمار لعنتیں اُتارے اور اُنھیں آخرت کے عذاب عظیم سے پہلے دنیا
میں تمام خاص و عام میں سخت ذلیل و رسوا کرکے نہایت بری موت مارے
اور آپ کہیے آمین مولےٰ تعالیٰ قادر ہے کہ آمین کہتے ہی حق بحقدار پہنچے۔
دوسری یہ کہ مجھ سے تو فرمایا جناب کو خود کسی سے توبہ کا مطالبہ نہیں پہنچتا۔
جناب کی معاذ اللہ شان نہیں ہے غافر الذنب وقابل التوب

معلوم ہوا کہ جو کسی سے توبہ کا مطالبہ کرے وہ الوہیت کا دعویٰ کرتا ہے
اور اس کے ساتھ ہی اس سے بالکل متصل بلا فصل فرمایا جناب خود
اپنے گریبان میں سر ڈالیے اور اپنے معاصی عدیدہ شدیدہ سے توبہ
کیجیے آخر میں فرمایا خدارا مجھپر رحم فرما کے ان امور سے جلد تر توبہ کیجیے
جناب کے اگلے ہی کفر و ارتداد کیا کم تھے کہ حضور بالقابہ غافر الذنب
وقابل التوب بنکر اپنے منہ خدا بھی بن بیٹھے ایک یہی درجہ باقی تھا وہ
بھی طے فرما چکے میں پھر بہت منت سے ہاتھ جوڑ کر عرض کرتا ہوں کہ للہ میرے
تمام مطالبات کا جواب دیجیے ورنہ خدا کو مان کر اسلام قبول کیجیے سچ کہتا ہوں
آپکی دونوں جہان کی بھلائی کی کہتا ہوں ورنہ یقین جانیے کہ قیامت قریب،
اور واحد قہار حسیب ۔ فستذکرون ما اقول لکم و افوض
امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد ○ واللہ یھدی من
یشاء الی صراط مستقیم ○ ومن یضلل اللہ فمالہ من ھاد ○

تا چند زحق فرار می باید کرد | یک کار ازیں دو کار می باید کرد
یا پاسخ ہر نمرہ جدا باید داد | یا بر توبہ قرار می باید کرد

فقط فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ بقلم حشمت علی قادری رضوی لکھنوی
محررہ دار الافتا شب غرہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۳۹ھ ہجریہ قدسیہ علی صاحبہا
وآلہ افضل الصلاۃ والتحیہ

چودھواں مفاوضۂ عالیہ تتمۂ مفاوضۂ سیزدہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
ایک خط صبح حاضر کر چکا ہوں یہ بعض ضروری باتوں سے اس کا تتمہ ہے

۱- جہاں یہ لکھا ہے کہ جس نے نصاریٰ سے موالات کی اُس میں کبھی کا لفظ زائد کر لیجیے یعنی جس نے نصاریٰ سے کبھی موالات کی اس دعا کے بعد اپنے آمین کہنے کی مجھے اطلاع دیجیے اور حق بجقدار پہنچنے کے بعد اتنا اور اضافہ فرما لیجیے واحد قہار چاہے تو یہ تینوں لعنتیں ایک ہی سر پہ اُترتے دیکھیے گا ہزاروں پہلی کے مستحق ہیں اور ہزاروں دوسری کے ہزاروں دونوں کے مگر دنیا میں وہ ایک ہی سر پائیے گا جس پر معاً تینوں کا مجموعہ اُترے

ب بعض احباب کی رائے ہے کہ ان لفظوں کے بعد کہ ایک ہی درجہ باقی تھا وہ بھی طے فرما چکے اتنا اور اضافہ کریں نہیں نہیں بلکہ یہ تو مدتوں سے طے ہو رہا ہے لوگ جناب کو باری میاں سے تعبیر جناب کے پیچھے کرتے ہیں جناب کے منہ پر کرتے ہیں جناب انکار نہیں فرماتے اور سب سے بڑھکر یہ کہ باری میاں کہکر پکارتے ہیں اور آپ بولتے ہیں عبدالباری سے باری ہو گئے وہ جہال اگر اپنے جہل کے سبب معذور ہوں جناب تو اپنے مُنہ بہت بڑے مجدد مدر اس ہیں آپ کے لیے سوا اپنی الوہیت تسلیم کرنے کے اور کیا محمل ہے بادی یقیناً آپ کے نام کا اختصار ہے جیسے لوگ عبدالماجد کو ماجد کہتے ہیں اور آپ کے نام میں باری یقیناً اسمار حسنے سے بمعنی خالق کل ہے بھلے سے اسم شریف عبداللہ ہوا ورنہ اللہ میاں کہلوالے اور اُس پر بولتے ج یہاں تک تو اضافۂ عبارات کی نسبت گزارش تھی آگے پھر بعض نمبروں کی باری ہے لہذا شمار سابق دوہرا لیجیے تو یہ طلب نمبر ۱۹۲ تھے اور جواب طلب ۱۱۸ آگے چلیے۔

(۱۱۹) جناب کے اس خط اخیر پر نمبروں کا اضافہ نہ ہوا شاید شکایت فرمائیں کہ ہمارے اس خط کی قدر اور خطوط کی طرح نہ کی مگر یہ خط شریف

تو ایڑی سے چوٹی تک سراپا نمبر ہے میں کہاں تک نمبر لگاؤں اور
حضور بالقابہ کے کذب شمار سے گزر گئے اتنے اعداد کہاں سے لاؤں
خیر اگر منظور رب ہوا بخاطر سامی سب نمبر لگا دیے جائیں گے اس وقت
تو رفع شکایت جناب کے لیے صرف ثانیہ کفریات جناب پر نمبر لگاتا
ہوں کہ اہم بھی یہی ہے اور اکاذیب تو طبیعت ثانیہ جناب ہو گئے
ہاں اُن میں سے ایک ضرور قابل ذکر ہے جو جناب کے کمال حیا و صدق
و دیانت و امانت کی نقاب ایک ساتھ اُتار کر تار تار کر رہا ہے جسے
ہندوستان کا ہر جاہل ہر بچہ بھی سُنکر فوراً سمجھ لے کہ حیا و جرأت جناب
کا پارا نمبر اول سے بھی کہیں اونچا گزر گیا یعنی مسجد کا نپور کے سڑک
کرا دینے کا الزام میرے سر رکھنا۔ شاید گمان جناب میں ساری دنیا اندھی
ہو گئی اور نہ صرف اندھی بہری بھی اور نہ صرف بہری پگلی بھی۔ اللہ اکبر
اس کمال وقاحت کی کوئی حد ہے مسجد کے معاملہ میں سارے کرم جناب
کے اول تا آخر قدم جناب کے جناب یہ ناپاک و خلاف اسلام مخلص
نکالیں واحد قہار کے گھر کو ہر کافر و حائض و جنب و نجاست کی گزرگاہ
بنالیں اس کے منحوس دن کو نہایت مسرت کا زرّیں دن ٹھہرالیں میں
اس کے رد میں رسالہ لکھوں وہ چھپے شائع ہو آپ کو اس ظلم کے
اقرار پہ مجبور کرے اور پھر جو آپ نے کیا وہ میرا فعل ٹھہرے یزید پلید
اگر دنیا میں آسکتا اور اس فقرۂ جناب کی بھنک اُس کے کان تک
پہنچتی تو ضرور چیخ اُٹھتا کہ دیکھو امام حسین نے مجھے ظلماً قتل کیا ایک یہی
ہانڈی کا چاول جناب کے باقی سب اکاذیب پہ بہت تیز روشنی ڈالنے کو بس ہے
ہر بچہ سمجھ سکتا ہے کہ جس زبان کی بیباکی یہاں تک اُس کے اکاذیب

کی حد کہاں تک یہ نمبر ۱۹۳ ہوا۔

(۱۲۰) تین کفریات جناب یہیں سامنے ہیں اپنی شان (غافر الذنب و قابل التوب جاننا باری میاں کہنے پر راضی ہونا باری میاں سے ندا پر بولنا یہ نمبر ۱۹۴ تا ۱۹۶ ہوئے۔

(۱۲۱) میں نے خط سابق کے نمبر ۹۰ و ۹۱ میں کس قدر آفتاب سے زیادہ روشن کر دیا تھا کہ تھانوی کافر اور جو اُس کے قول خبیث پر مطلع ہو کر اُسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر اور یہ خود آپ ہی کے اقرار سے ثابت کیا تھا کہ اس میں گنتے اور خنزیر سے تشبیہ ہے اور یہ بھی دکھا دیا تھا کہ آپ کے دلمیں حضور اقدس سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی اتنی قدر نہیں جتنی اپنے باپ کی جناب یہ سب کچھ دیکھکر شربت کا سا گھونٹ پی گئے محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت عظیمہ کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھا بلکہ صاف فرما دیا آپکے ایرادات ایسی نہیں جن کی طرف توجہ کی جاوے یہ نمبر ۱۹۷ ہوا آگے اُسے مہمل فرمایا یہ نمبر ۱۹۸ ہوا پھر فرمایا نہ اُنکی طرف التفات عقلمندی ہے یہ نمبر ۱۹۹ ہوا۔ پھر فرمایا جناب مطالبات کو اپنے ہی گھر میں رکھیے یہ پورے دو سو نمبر ہوئے اور کس قدر اشد و اکبر ہوئے یہ اخیر کے چار کفر تو سب سے اخبث و بدتر ہوئے والعیاذ باللہ رب العلمین کیا کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کی عظمت کے اس روشن بیان پر یہ الفاظ کسی مسلمان کی زبان سے نکل سکتے ہیں کوئی ایسے یوں بے التفاتی و بے پرواہی سے پامال کر کے ذرہ بھر اسلام سے حصہ پاسکتا ہے حاشا و کلا انا للہ و انا الیہ راجعون کیا دنیا میں کوئی انصاف کہنے والا نہ رہا کہ ان ملعون کفروں اخبث ارتدادوں سے

اگر آپ سے میں توبہ چاہتا ہوں کیا گناہ کرتا ہوں۔ فرض کردم کہ میرا مذہب آپ پر کھل گیا فرض کردم کہ ایک وقت میں نے آپ کو جواب نہ دیا حالانکہ میرے کہنے سے پہلے اُسی وقت میرے اصحاب و تلامذہ میں سے مولوی امجد علی صاحب نے آپ کو وہ دنداں شکن جواب دیا تھا جس نے جناب کے دہن شریف میں پتھر رکھدیا سب جانے دیجیے مجھی کو آپ نے خاموش کرلیا اور میں آپ کے خوف سے گھر میں گھس گیا اور آپ نے پھر مکالمہ کے لیے مجھے بلایا اور میں معذرت کرتا آیا اس کی صحت تو اسی مکالمہ سے جو آج بیس دن سے دائر ہے ہر عاقل بلکہ ناسمجھ پر بھی ظاہر ہے عاقلان خود نہاک می دانند۔ ذرا آنکھ ملاکر فرمایئے وہ میں ہی تو ہوں جس پر بے شمار ضربات پڑ رہی ہیں جو ایک حرف کا جواب نہیں دے سکتا جو سسک سسک کر رہ جاتا ہے ذرا آنکھ ٹمٹمائی اور تڑپے اور ہاں ہاں وہ جو ہر وار پر بغلیں جھانکتا ہے گلیاں بدلتا ہے اور جدھر جائیے وار پر وار اُس پر سوار بلکتا تھرکتا پھڑکتا سسکتا پھڑپھڑاتا تلملاتا ہے اور رہ جاتا ہے اور کچھ بنائے نہیں بنتی مفاہمہ کا نام سانپ کے منھ کی چھچھوندر ہو گیا ہے اُگلے تو اندھا نگلے تو کوڑھی دلدل میں پھنسنے والے کی حالت ہے جتنا زور کرے اتنا ہی دھنسے جان اتنی باقی ہے کہ سانس کا ڈورا چلتا ہے جس سے داڑھی کا کوئی کوئی بال ہلتا ہے یہ مکالمات بتا رہے ہیں کہ جس کی یہ ردی حالت ہے اور پہلے بھی بارہا کی اُس پر تحریری شہادت ہے اُس زمانہ میں بھی اُسی کا یہ انجام ہوا ہوگا وہ کون ہے عاقلان نیک می دانند شاید وہ لکھنؤ کا سعادت مند میں ہی ہونگا جیسے کوئی گلی بن بزرگی سما ہی کے کر اپنے باپ دادا استاذ مرشد کو سگ و خوک کے مثل تسلیم

کر لیا جس کا گلہ اب کھلا ایسی تسلیم بھلا کہیں عجز میں ہوتی ہے یہ تو وہی
باسعادت کیا کرتے ہیں جن کے لیے مناظرہ میں راستے کشادہ ہوتے
ہیں ٹھنڈے جی بکشادہ پیشانی اپنے اب وجد و استاذ و مرشد کو ایسا
قبول کر لیتے ہیں لہٰذا آپ کی خاطر سے میں نے اُس وقت کا اپنا عجز تسلیم
کیا اور اسی وقت کیا ہے سچ عرض کرتا ہوں اگر آپ سچا اسلام لے آئیں
اور پکے طور پر شائع فرمائیں تو میں اب لکھ دوں کہ آپ جیتے اور میں ہارا
میں تو پہلے ہی عرض کر چکا تھا کہ ہار جیت مقصود نہیں بفرض غلط یہ سبب
ہو اگر آپ کے اس کفر اشد کا علاج کیا ہوا حضور اقدس سید عالم صلے اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی ایسی شدید ناپاک توہین آپ کو دکھائی جائے خود آپکے
اقرار سے کتے اور خنزیر سے تشبیہ بتائی جائے آپ اپنے باپ کے لیے
تو اقرار کریں کہ ہاں کتے سوئر سے تشبیہ ہوئی اور رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی تعظیم کی طرف آپ کو بلایا جائے تو صاف لکھ دیں کہ مہمل ہے
قابل التفات نہیں اور پھر اسلام کا دعویٰ باقی آپ تو اپنا اسلام برائے
نام کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی عظمت سے
یہ ڈھٹائی یہ رکھائی تو نام بھی باقی نہ رکھے گی غصہ پر نہ ٹالیے اپنے گریبان
میں منہ ڈالیے مسلمان ہونا ہے تو ایمان سنبھالیے ورنہ آپ جانیں اور
روز جزا کا حاکم قہار وسیعلم الکفر لمن عقبی الدار ۵ مطالبوں کے
جواب کا تقاضا پھر عرض کرتا ہوں اب جناب پر نمبر ۳۲ ہیں
اسم شریف کے عدد ۳۲۰ ہیں کہ ارقام نجومی میں اُن کی رقم ۳۲ ہے
یہ اُن سے بھی ایک زائد ہوا ۵
عبدالباری حذار می باید کرد + بادیں رہجنیں ضرار می باید کرد

خود را تو مجدد کلاں تر خوانی + بازار ویت فرارمی باید کرد

آپ کے عہد آپ کو یاد دلاتا ہوں واوفوا بالعھد ان العھد کان مسئولا ٥ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ بقلم عبید الرضا محمد حشمت علی قادری رضوی لکھنوی محرر دار الافتا شب دوم ذی الحجہ لیلۃ الاثنین ۱۳۳۹ھ من ہجرۃ رسول الثقلین علیہ وعلی آلہ و ذویہ افضل الصلاۃ والسلام فی الملوین آمین

خط سیزدہم مولوی عبد الباری

فرنگی محل لکھنؤ — بسم اللہ الرحمن الرحیم

مورخہ ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ — حامداً و مصلیاً و مسلماً

لا ینفعکم نصحی ان اردت ان انصح لکم ان کان اللہ یرید ان یغویکم ھو ربکم۔

ایک خط کل آیا مگر عظیم الھند گاندھی جی اور مولانا محمد علی صاحب کل ہرے یہاں تھے اس واسطے جواب کی جانب التفات نہ ہوا آج دوسرا خط جو تتمہ اول کا ہے موصول ہوا چاہیے تھا کہ اب بھی انتظار رہوتا کہ شاید اس تتمہ کا تتمہ اور ہو اس واسطے کہ ناتمام اور ابتر امور ایسے ہی ہوتے ہیں مگر تاخیر جواب آپ کو عزہ و غرور کے انتہائی درک تک پہنچا دے اسکو یہ مخلص پسند نہیں کرتا ہے اس واسطے بلا انتظار یہ تحریر مرسل ہے۔ آپ نے دیکھ لیا کہ ایک ٹھوکر آپ کو کوہ وقار تحمل سے کس طرح پھینکدیتی ہے مگر میں ٹھوکر پر ٹھوکر نہیں لگانا چاہتا ہوں۔ مہلت دینا اور عبرت دلانا

میرے مالک و سرکار کا بھی کام ہے میں نے ابھی دو انبار معاصی سے آپکو خبر دی ہے اور آپ کو توبہ کی نصیحت کی ہے اس کو آپ اپنی خوش فہمی سے خطا توبہ سمجھتے ہیں کہ آپ اپنی کو سمجھتے ہیں کہ آپ مقصود بالتوبہ ہیں بغیر آپ کو کاغذ دستخط کرکے بھیجے مفر نہیں آپ معاصی پر اقراری شرک کرتے ہیں اور خدا سے نہیں ڈرتے ہیں۔ یہ خدا کی حکمت ہے کہ جو قصور آپ میرا کہتے ہیں وہ آپ کا نکلتا ہے مگر انصاف شرط ہے اُس کا فقدان آپ کے حضور میں ہے خلقت واقف ہے اور واقف ہو جاوے گی کہ عاجز کون ہے آپ کے مطالبات اور اعتراضات واہیات کتنے ہی نمبر کے ہوں اُنکا مرتبہ بعد کو ہے پہلے آپ میرے التماس پر عمل فرمایئے مفصل لکھیے کہ تمھارے پاس جو کاغذ میں نے بھیجا ہے اور جس پر دستخط کرنیکا مطالبہ کیا ہے اُسی میں فلاں فلاں امور تم نے کیے جن کا ثبوت یہ ہے اور وہ مصداق ہوسکتی ہیں جب اس کو آپ لکھ چکیے گا تو اُس کے بعد آپکو خود آپ ہی کی تحریر سے افترا پردازی اور بہتان بندی اپنی معلوم ہو جاوے گی پھر دیکھا جائیگا کہ آپ لائق خطاب رہتے ہیں یا رہتے بھی نہیں ہیں۔ افسوس ہے کہ آپ کی سمجھ اس قدر قاصر ہے کہ جملہ امور کا جواب دیدیا جاتا ہے وہ آپکی سمجھ میں نہیں آتا ہے مفصل جواب دینے میں اصل مقصد سے دور جانا ہوتا ہے آپ چاہتے ہیں کہ الجھاؤ میں ڈالیں میں آپکو خلاصی نہیں کرونگا جب تک یا تو آپ مفصل تحریر بھیجیے یا اپنا عجز ظاہر کیجیے۔ آپ نے کانپور کے معاملہ میں جو کچھ لکھا ہے اُس کا جواب میری طرف سے تو ہو چکا ہے۔ بیجا پھر اعادہ کیا جاتا ہے کہ میں نے ارض مغصوبہ سے مسجد کی حفاظت کی ہیں سلے گناہ کیا کیا جو اُس کا

ذمہ وار میں ہوتا یزید پلید بھی عقل کا اندھا نہ تھا جو آپ کے کہنے میں
آجاتا آپ یہ بھی نہیں سمجھتے کہ کیا الزام ہے اپنی عبارت بھی یاد نہیں
کہ کیا لکھا ہے اور خلقت کی آنکھوں میں دھول جھونکنا چاہتے ہیں اور پگلی
پر اللہ اکبر کا فقرہ یہ آپ ہی کی گستاخانہ انداز ہے اللہ سے ڈریئے
باری میاں پر اعتراض نہ کیجیے ورنہ صرف دانی بھی کھل جاوے گی آپ
اقراری فرض نہ ادا کرنے کے مجرم ہیں آپ کو تنبیہ کرتا ہوں ہدایت خدا کے
اختیار ہے توبہ موقوع بالخیر کرتا ہے ہرکس وناکس کا مرتبہ نہیں ہے کہ وہ
توبہ کرے آپ توبہ کریں یہ خیال خام ہے آپ کے مرتبہ سے بعید ہے
کیا ہوا اگر آپ سے آپ کے تلامذہ بڑھ گئے آپ کے ایسے معلم کے لیے
ایسا ہی ہوتا ہے مگر دروغ گورا حافظہ نباشد مولوی امجد علی کہاں تھے
جو آپ کی مدد کے لیے آئے آپ کتنا ہی غصہ دلایئے مجھے غصہ نہیں آویگا
آپ بھی غصہ میں نہ آیئے تو مناسب ہے شاید چند روز بعد آپ کو
اپنی غلطی کا احساس ہو اگر غصہ آگیا تو ہمیشہ کے لیے جہالت میں بسر
ہوگی میرے اخلاص سے بعید ہے کہ آپ کو تنبیہ نہ کروں آپ باور کیجیے
کہ آپ کے ایرادات واعتراضات اضحوکۂ اطفال ہیں کوئی بڑی بات
نہیں کہ ان کی رد کردی جاوے مگر جو آپ چاہتے اس پر لحاظ کرتے ہوئے
یہ حماقت ہے کہ بدوں آپکو نانجارنہ پہنچاے اور چوٹی سے گرائے ان کی
طرف توجہ کی جاوے آپ ذرا مواخات بین المشرکین والمسلمین کی حرمت
کے دلائل تو فرمایئے اس کے بعد عبارت مذکورہ لکھیے دیکھیے دلائل اس
قابل ہوں کہ عقلاء ان کو دلائل سمجھیں فضولیات نہوں طرز ادا بھی
ایسا ہو کہ لکھنؤ کے لوگ مکارم نگر کو یاد نہ کریں آخر میں یہ عرض ہے کہ

بغیر اپنے والسنہ و ناد السنہ تمام معاصی سے توبہ کرتا ہے لیجیے اب آپ پر کا خط لکھ دیجیے اگر آپ اپنے دعوے میں سچے ہیں۔ ایک اور بھی مخلصانہ التماس ہے کہ یہ تو آپ کو یقین ہے کہ میں آپ کے ایرادات قاہرہ اور سوالات باہرہ کی تاب مقاومت نہیں رکھتا پھر کس امر کا خوف ہے کہ آپ تفصیل کرنے سے ارتکاب امور کے گریز کرتے ہیں آپ کے لیے تو مناسب ہے کہ اتمام حجت کیجیے اور اس التماس کو میرے قبول کیجیے ابھی مجھے کہنے کو ہے کہ جو بات پہلے خط میں عرض کی گئی ہے وہی بنا مفاہمہ کی ہے اور تمام عہود کا مبنی بھی اُسی پر ہے جب اُسی سے آپکو گریز ہے تو ادھر اُدھر کی باتوں میں مجھے پڑنے کی کیا ضرورت ہے اس وقت آپ کو کہنے کا حق ہو جاوے گا کہ میں نے تمام باتیں مفصل ثابت کر دیں اب میرے سوالات اور ایرادات ختم ہو گئے ہیں اُس وقت آپ کی چھچھوندر نظروں میں آسکتی ہے ابھی تو اپنے مُنہ میاں مٹھو بننا ہے۔ فقیر قیام الدین محمد عبد الباری عفا اللہ عنہ

بقلم شاہد علی عفا اللہ عنہ

پندرھواں مفاوضۂ عالیہ بجواب خط سیزدہم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لئن بسطت الی لسانک لتشتمنی ما انا بباسط لسانی الیک لاشتمک انی ارید ان تبوء باثمی و اثمک۔

شرافت نصاب بالا جناب مولوی عبد الباری صاحب دام بالمناصب نامی نامہ آیا اصلاً کسی مطالبہ کا جواب اس میں بھی نہ پایا ہاں غصہ

بہت کچھ فرمایا اور کمال شرافت کا نمونہ دکھایا میں اُس سب کا جواب اتنا عرض کروں گا جو قرآن عظیم نے ہمیں سکھایا سلام علیکم۔ گرمی غصہ جتنا چاہیے فرمائیے اور عہود بھی گومتی بُرد سہی مگر انصاف بھی کوئی شے ہے چند لحظہ کے لیے اُسے کام میں لائیے یہ فقیر حقیر کیا قدر رکھتا ہے کہ جناب کی سخت زبانی سے متأثر ہو۔ میں تو آپ کی نرم کیا تو سکے بھی قابل نہیں مگر معاملہ اللہ واحد قہار اور اُس کے حبیب سید ابرار صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا ہے اک ذرا دیر اُن کے حضور گردن جھکائیے جناب کو توبہ فرمانا اسلام لانا منظور ہوتا تو میرے ایرادات وادلہ پر نظر فرماتے مفاہمہ شروع ہوا تھا جس سے جواب پاتے سامنے لاتے نہ بنتا قبول پڑ آتے جناب ان دونوں طریق حق سے یکسر جُدا رہے اور سکوتِ محض میں عار سمجھکر یہ متعدد گلیاں چلے جناب کی پہلی گلی تبدیل بحث یعنی کسی رد و ایراد و دلیل کو اصلا ہاتھ نہ لگانا اور سب کو چھوڑکر خارج از بحث نئی سُنانا جب اُس پر بھی رد بڑھیں اُسے چھوڑکر اور کروٹ پر ہو جانا دوسری گلی بے معنے تلاش فرصت کہ وقت ٹلے اور کچھ مہلت ملے خط ۱۶ ذی القعدہ کا فرمان کہ تو سب مسلسل کمل کر دیگا تو ہم غور کرینگے رفتہ رفتہ کتنے ہی کفر ثابت ہوکان نہ دھرینگے تیسری گلی طلبِ تحصیل حاصل کہ اس کا بھی وہی وقت برا نا حاصل جناب نے صرف پانچ شبہے پیش کیے تھے اور اُن کے بعد خط ۲۲ ماہ رمضان میں صاف تصریح فرمادی تھی کہ یہ خلاصہ ہے ہمارے مقاصد کا اس کے اندر رہکر ہم آپ کے ہر تعمیل ارشاد کو حاضر ہیں

توان پانچ میں حصر ہو چکا تھا میں نے آپ کے خط ۱۶ ذی القعدہ کی ہٹ پر خط ۱۹ ذی القعدہ میں اُن سب کا کشف کامل کر دیا جناب کے اُس عذر بیجا کا بھی محل نہ رہا تو جناب خط ۲۱ ذی القعدہ میں یہ گلی چلے کہ نہیں نہیں باقی سب بھی مفصل کر دے اور یہی گلی خطوط مابعد میں اب تک مسلوک ہے چوتھی گلی بیجا ضد اور ایک پوری ہو جائے تو دوسری ہٹ جس کا نمونہ یہی خط ۱۶ و ۲۱ ذی القعدہ و خطوط مابعد ہیں پانچویں گلی والسنۃ مکرنا مثلاً جناب نے خط اول میں اپنی تکفیر اور اکابر سادات و علما کی تکفیر اور تمام مسلمین زمانہ کی تکفیر سے انکار فرمایا کہ مجھے یاد نہیں میں نے خط ۱۹ ماہ مبارک میں اُس کا پورا پتا دیدیا آپ نے خط ۲۲ میں پھر انکار کیا اور بکمال انصاف اپنی عبارت لکھی اور اُس میں سے اصل فقرۂ مطلوبہ چھپالیا چھٹی گلی **مردودات پر اصرار** اس کی گنتی نہ شمار کتنے کفر گنا دیے گئے اور جناب اصلا جواب نہ دے سکے مگر رہے مصر اور توبہ سے منکر سب سے بدتر وہ متعدد کفر آخر کہ واحد قہار عزجلالہ نے خود آپ ہی کے منہ ثابت کرا دیا کہ بیشک تھانوی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو شدید سخت گالی دی۔ جو آپ نے اپنے باپ دادا کے حق میں خود بُری تشبیہ جانی اور جب رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی عظمت رفیعہ کی طرف آپکو بلایا آپ نے صاف فرما دیا محل ہے قابل التفات نہیں پھر آپکو تنبیہ کی گئی کہ آپ کا یہ کفر سب کفروں سے اخبث ہے اُس پر آپ نے اس خط اخیر میں مطالبۂ تعظیم رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو چار گالیاں اور سنائیں

ناتمام - ابتر - واہیات - اضحوکۂ اطفال - اسی کفر اخبث کی نسبت
جناب کے چار کفر پہلے تھے چار اور اضافہ فرمائے اور جناب کے تیور
بتا رہے ہیں کہ اب بھی نہ واحد قہار سے ڈرینگے نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ
تعالےٰ علیہ وسلم سے حیا کرینگے بہت ہوا تو سکوت فرمائیں گے اور
غصہ بڑھا تو عظمت رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو اور گالیاں
سنائیں گے جس کے دلمیں ذرّہ کے ہزارویں حصے کے برابر بھی اسلام
ہوتا ضرور اُن قاہر مطالبوں کے حضور جھک جاتا اور خدا سے ڈر کر تائب
ہوکر فوراً ایمان لاتا نہ کہ یوں سخت ڈھٹائی سے آنکھیں دکھاتا اور
عظمت محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیوں پر گالیاں
سناتا - اُف ! اُف !! اُف !!! اُف لکم ولما تعبدون من
دون اللہ افلا تعقلون ○ ارے کیا فرنگی محلی صاحب سچ کہتے
ہیں کہ دنیا میں کوئی مسلمان نہ رہا جو انصاف کرے آہ ! آہ !! آہ !!!
اللھم الیک المشتکی وانت المستعان وعلیک البلاغ ولاحول
ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا
وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب ○ مفاہمہ تو ختم
ہوا مگر جناب کے کفر کیا ختم ہوں کہ کفر ہی جناب کی دن دونی رات
سوائی دولت ہے ساتویں گلی عناد و مکابرہ یہ تو خطوط شریفہ کے
لفظ لفظ میں ہے اُن کی ایک چمکتی مثال یہ ہے کہ مہمل عذر فرمائیے اور
اُن کے شافی جواب دیے جائیں ہر گلی بند کردی جائے جوابوں کو ہاتھ
نہ لگائیے اور پھر وہی معمولی عذر دکھائیے مثلاً ایک سو ایک نمبروں
کے ثبوت سے انکار کیا میں نے خط ۲۶ ذی القعدہ میں سب کے

صحیح پتے بتا دیے اُس کے جواب میں جناب نے خط ۲۸ ذی القعدہ میں
پھر وہی فرمائی کہ آپ بہت سے امور کو ثابت ہی نہیں کر پائیں گے
اور اس خط اخیر ۳ ذی الحجہ میں پھر سب کے ثبوت کا مطالبہ ہے میں
سو دفعہ ثابت کر دوں مگر جناب ہمیشہ یہی فرماتے جائیں گے کہ ثبوت دو تو جانیں۔
فرمائیے یہ مکالمہ کبھی ختم ہو سکتا ہے اور اس سے بھی روشن تر مثال وہ اپنے
باپ دادا سے استناد ہے جس کے کتنے شافی جواب خط ۱۹ ذی القعدہ
میں دیے اُن پر زبان جناب بند نہ ہوئی تو کیسے شدید رد خط ۲۶ ذی القعدہ
میں کیے۔ قصور معاف اگر کسی کو ذرا بھی حیا و غیرت اور اپنے باپ دادا
کی پروائے عزت ہوتی تو کبھی پھر اُن کا ذکر زبان پر نہ لاتا مگر جناب کی
وہی ہٹ وہی رٹ آٹھویں گلی اوندھا مطالبہ کفر و ضلال
و معصیت ہو نا نہ شرع نے آپ کے باپ دادا کے افعال و اقوال
پر موقوف فرمایا تھا نہ میں نے اذیہ کو اس پر مشروط کیا تھا یہ شریف
پخ تو جناب نے خود لگائی تھی اس کا ثبوت شرعاً عقلاً عرفاً ہر طرح
جناب کے ذمہ تھا اُسے میرے ذمہ رکھا۔ زید کہے کہ اُس کے باوا نے
عمرو کو اتنا قرض دیا تھا عمرو ثبوت طلب کرے عقلا ثبوت مانگیں
قاضی شرع ثبوت مانگے اور وہ سب کے جواب میں کہے کہ ثبوت
میرے ذمہ نہیں عمرو ثبوت دے کہ میرے باوا نے اُسے قرض نہیں دیا۔
لوگ تو اُسے پاگل ہی کہہ کر چھوڑ دینگے مگر قاضی شرع شاید کچھ اور علاج
فرمائے نویں گلی تعلیق بالمحال بعض نفیاں ایسی ہوتی ہیں کہ کسی
طرح اُن کا ثبوت دینا ممکن ہے یہ نفی اس کی ہے کہ آپ کے باپ دادا
پر دادا سات پشت ستائیس پشت کتنی ہوں جن سب کے نام

مجھے کیا آپکو بھی معلوم نہ ہونگے اور آپکے اساتذہ و مشایخ اور اُنکے اساتذہ و مشایخ و اساتذہ و مشایخ تا انتہائے سلسلہ ملا لیجیے جن کے نام کیا گنتی بھی آپ خود نہیں بتا سکتے میں لوح محفوظ سے حاصل کرکے اُن سب کی نام بنام فہرست دوں اور اُن کے روز بلوغ سے روز مرگ تک کے سارے چٹھے اُن کے کراماً کاتبین سے حاصل کرکے وہ تمام لکھوکھا دفتر اول تا آخر آپ کو دکھاؤں کہ دیکھیے ان میں کسی کے نامۂ اعمال میں آپ کے صدہا کفروں ضلالوں معصیتوں میں سے کچھ نہیں ایسی بات پر ثبوت کو معلق کرنا حق تو یہ ہے کہ سب ڈھٹائی والوں کے پیر و مرشد ابلیس کو بھی نہ سوجھی تھی ورنہ کبھی کسی کو تو سکھاتا **دسویں گلی مفاہمہ سے استعفا** یہ جناب کی اصل گلی ہے اور سب اسی کے لیے ہیں جو آپ کے نویں خط ۱۶ ذی القعدہ سے کہ آغاز مفاہمہ کے بعد پہلا خط ہی اس تیرھویں خط تک مسلسل چلا آتا ہے جس کا بیان بارہا عرض کر چکا **گیارھویں گلی خود اپنی عبارت کی کایا پلٹ** صاف لکھی کر رد تکبر نہیں اور جب رد کے جھکتے ہوئے صلے عقے سر پر آئے فوراً پلٹ گئے کہ میں نے تو رد کو تکبر لکھا تھا تم نے رد تکبر کی بجائے رد تکبر نہیں کو باور کر لیا للہ الانصاف اس سے بڑھ کر جان بچانے کی گلی اور کیا ہو سکتی ہے **بارھویں گلی** اور بڑھ کر سنیے **سب مانگر عدول ؟ ان البغض کنا ثنی الی الطلعۃ الخبأۃ ہ**

دیدار می نمائی و پرہیز می کنی   بازار خویش و آتش ما تیز می کنی

میرے خط ۲۶ ذی القعدہ میں تیسرا مطالبہ یہ تھا جو آپ نے لکھا کہ "میں تو جناب کے ایرادات تو یہ مع ادلۂ قاہرہ دیکھ کے دنگ ہو گیا جن سے

جناب کی دماغی قابلیت کا ثبوت ہوتا ہے"۔ ایمان سے فرمایئے یہ واقعی
لکھا یا تمسخر و استہزا کیا اُس پر جناب خط ۲۸ ذی القعدہ میں فرماتے ہیں میں
آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ ان الفاظ کو آپنے اپنی ہوشمندی سے تمسخر سمجھا کر
یا کسی نے تنبیہ کیا ہے دیکھیے تمسخر کا صاف انکار ہے تو واقعیت کا صراحۃً
اقرار ہے علانیہ مان لیا کہ میرے ایراد قوی ہیں اور میرے ادلہ آپ پر قاہر
اور جواب میں آپ کی عقل دنگ آپ تو کہہ ہی چکے اور سب ناظرین بھی
ایمان سے کہیں کہ مفاہمہ ختم ہوا یا نہیں۔ فرنگی محلی صاحب نے میری سب
باتوں کے حق ہونے کا صاف اقرار کر دیا یا نہیں پھر اب کیا باقی ہے جس پر
زق زق جاری اور حق سے ناچاقی ہے مفاہمہ بند کرنے کی یہ گلی بہت سچی
اور سب سے اچھی تھی مگر افسوس کہ اہالی موالی کا خیال اور ہا ہا ہی مشورے
حق پر جمنے نہیں دیتے تیرھویں گلی بزدلانہ **اظہار شجاعت**
کسی دلیل کو ہلا نہیں سکتے کسی ایراد کو ہاتھ لگا نہیں سکتے اور دعویٰ یہ کہ
مہمل اور بچوں کے ہنسنے کے قابل ہیں ہم ابھی رد کر سکتے ہیں خط ۲۸ ذی القعدہ
میں فرمایا آپ کے ایرادات قاہرہ واعتراضات باہرہ ایسے نہیں جن کی
طرف توجہ کیجاوے پھر فرمایا مہملات اس خط اخیر میں فرمایا آپ کے اعتراضات
واہیات پھر فرمایا اضحوکۂ اطفال ہیں کوئی بڑی بات نہیں کہ اُن کی رد
کر دی جاوے مسلمانو انصاف اگر اسی کا نام جواب ہے تو کیا کوئی جاہل سا جاہل
اجہل سا اجہل کسی بڑے سے بڑے امام اجل سے اجل کو عاجز و لاجواب
نہیں کر سکتا وہ جو کچھ فرمائے یہ کہتا جائے مہمل ہے اس کا رد کوئی بڑی بات
نہیں تو چلیے جواب ہو گیا اور چھٹی پائی۔ یوں تو فاروق اعظم بلکہ صدیق اکبر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بوجہل جواب دیکر لاجواب کر سکتا تھا۔ صدیق و فاروق

تو بندے ہیں قرآن عظیم نے تمام جن و انس کو علانیہ اعلان دیا کہ سب جمع ہو کر میری سی ایک سورت تو کہہ لاؤ - کفارِ نا ہنجار تہ تیغ ہوئے فی النار ہوئے مال چھنا ملک چھنا عورتیں چھنیں یہ سب کچھ گزری اور ایک حرف اُس کے جواب میں نہ کہہ سکے مگر ملاعنہ کی ہٹ دھرمی اور بزدلانہ اظہار شجاعت کی بیشرمی کرکہتے لو نشاء لقلنا مثل ھذا ؟ ہم چاہتے تو اس قرآن کا سا کہہ دیتے اس کا جواب دیدینا کوئی بڑی بات نہیں اب کون کہے کہ ابلیس کے مسخرو کہہ سکتے تو کس دن کے لیے اٹھا رکھتے - دیکھیے مشرکین کی غلامی وپس روی نے کہاں سلسلہ ملایا کتنی دور کا ترکہ دلایا چودھویں گلی برا فروختہ کرنے کے ہتھکنڈے کہ بات تو تویں میں پڑ جائے ایرادات و مطالبات کی قہر آفت سخت قیامت سر سے اتر جائے یہ ہتھکنڈا بکثرت ہوا جا بجا سپید بیج ۲ شدید افترا ۳ اپنے کو ناک دوسرے پر رکھنا کہ انسان ہو نفس بشری رکھتا ہے کہاں تک غصہ نہ آئے گا -

۴ سخت ہٹ دھرمی کے مکابرے کہ خادمانِ علم کو گالی سے بھی سخت تر گزرتے ہیں ۵ سب و شتم و سخت کلامی و زبان درازی اور خصوصاً وہ بھی محض جھوٹ کے ساتھ - یہ پنجم ان دو پچھلے خطوں میں اہلا کھلا ہے اور اسے کذب کے ساتھ ملانے کی پہلی نظیر خط ۲۸ ذی القعدہ میں وہ الفاظ ہیں کہ دم بخود گھر میں گھس گئے اور عجب کہ آپ نالشی بھی نہ ہوئے اور خط ۳ ذی الحجہ میں یہ الفاظ کہ آپ نے دیکھ لیا کہ ایک ٹھوکر آپ کو کوہ وقار تحمل سے کس طرح پھینکدیتی ہے مگر میں ٹھوکر پر ٹھوکر نہیں لگانا چاہتا تھا کہ دونوں باتیں سراسر جھوٹ - ٹھوکر آپ کو کس دن نصیب ہوئی تھی اور یہاں تحمل میں کب کمی کی میں ان باتوں سے کیا اخذ لیتا ایک مجھ طالب علم

کی حقیقت کیا ہے آپ کی نو نیم ٹھوکر ساری محفل کو بےچین کر دیتی ہوگی ۔ اور پہلے چار کی بہت مثالیں خطوط سابقہ میں ملیں گی ان دو خطوں میں میں نے جناب کے ان کمالات سے اعراض کیا ہے اس سے پہلے کے خط سے صرف کفریات گنائے اور اس خط کے بھی انشاء اللہ تعالےٰ کفریات ہی شمار کرونگا ۔ ہاں ولد مرافق غیظ المنافق عزیزی مولوی حافظ حشمت علی قادری برکاتی لکھنوی زادہ اللہ تعالےٰ من فیضہ الخفی والجلی نے جناب کے ان دونوں خطوں سے ان چاروں کمالات مع کفریات ورفض وخروج ودقاحت وگستاخی ائمہ وسفاہت وانوثت وفرار سرکار کا انتخاب کیا تھا جس میں پچاس سے زائد تھے اور فقیر دیکھے تو غالباً اس سے بھی زیادہ نکلیں گے اگر تفصیل کا موقع آیا تو ان شاء اللہ العزیز دکھا دونگا ۔ جناب ملاحظہ فرمائیں اضحوکۂ اطفال ایسے ہوتے ہیں اور اس بچے نے بھی سب وشتم جناب کا انتخاب نہ کیا ۔ انوثت کے لفظ پر شاید جناب چونکیں مگر آپ تفصیل کے لیے تیار تو ہو جایئے اُس وقت انشاء اللہ العزیز اس کے معنے بھی بتا دونگا اور قرآن عظیم سے ثبوت دونگا پندرھویں گلی سب سے چلبلی کہ تشریح حق کا نام اُلجھاؤ لطف یہ کہ اُسی منھ میں ویسی ہی تفصیل باقی کی طلب ۔ سبحٰن اللہ جب وہ مرغوب ہے تو اُسے اُلجھاؤ کہنا کیا معنے سوا اس کے کہ جواب سے فرار اور جان کا بچاؤ ۔ اور اگر آپ کے نزدیک مذموم ومعیوب ہے تو باقی سب میں اُسی کی طلب کیا معنے سوا اس کے کہ بات کھٹائی میں پڑے اور ایک اُلجھاؤ سے سو اُلجھاؤ ۔ شرم ! شرم !! شرم !!! مگر شرم تو عطیۂ عمر قرآن و حدیث ہے وہ بُت پرست پر نثار ہو چکی سولھویں گلی مسخرگانہ نقالی بعض کمسن بچوں میں طرف

مقابل کو عاجز کرنے کا ایک طریقہ معمول ہے جسے وہ بُندا نوں کی کہانی کہتے ہیں کہ فریق جو کچھ کہے وہی لوٹ کر کہدیا جائے مثلاً الف کی دونوں آنکھیں ہیں اور عین کانا الف کسی بات پر عین سے کہتا ہے تو کانا ہے ع تو کانا ہے ! میری تو دونوں آنکھیں ہیں ع میری تو دونوں آنکھیں ہیں ! تو جھوٹا ہے ع تو جھوٹا ہے ! جس سے چاہے پوچھ دیکھ میں انکھیارا ہوں اور تو کانا ع جس سے چاہے پوچھ دیکھ میں انکھیارا ہوں اور تو کانا ! سب دیکھ رہے ہیں کہ تو کانا ہے ع سب دیکھ رہے ہیں کہ تو کانا ہے ! مسخرہ جو میں کہتا ہوں وہی اُلٹ دیتا ہے ع مسخرہ جو میں کہتا ہوں وہی اُلٹ دیتا ہے - آخر ! ہی کو کہ سراسر حق پر ہے چپ رہنا پڑتا ہے اور اُس کانے کے چھُٹنے کا کوئی ذریعہ نہیں کہ اُس نے وہ سلسلہ نکالا جسے انتہا نہیں جناب یہی طریقہ میرے ساتھ برتنا چاہتے ہیں مثلاً ! میں نے آپ کے کفر و ضلال و معاصی گنا کر اُن کے پورے حوالے دکھا کر اُن کے ثبوت شرعی بتا کر آپ سے توبہ طلب کی آپ نے دل سے دو ذخیرہ کذب گڑھے جن کے ثبوت نہ آپ دے سکتے ہیں نہ دیے اپنے کو نکسا میرے ذمہ رکھے اور مجھ سے توبہ کا مطالبہ شروع کر دیا کہ وزن تو برابر ہو جائے اگرچہ محض جھوٹ افترا کذب اختراع ہے۔

ب میں نے خط ۲۶ ذی القعدہ میں لکھا تھا سچ کہتا ہوں دارین میں آپکی بھلے کی کہتا ہوں جناب نے خط ۲۸ ذی القعدہ میں فرمایا یہ جو کچھ عرض کیا گیا ہے محض آپکی خیر خواہی سے میں نے حق پر کہا تھا جناب نے جھوٹ پر- ج میں نے خط ۲۶ ذی القعدہ میں عرض کی تھی کہ خود گفتہ و خود ندانند کہ چیست جناب نے خط ۳ ذی الحجہ میں فرمایا اپنی عبارت بھی یاد نہیں کہ کیا لکھا ہے میں نے برمحل کہا تھا جناب نے بے محل د میں نے

خط ۱۲ ذی القعدہ وغیرہ میں جابجا عرض کی تھی بجھپر جتنا چاہیں غصہ فرمائیں
مگر ہر بات کا پورا جواب عنایت ہو یعنی غصہ کے جواب میں غصہ نہ کروں گا
آپ نے خط ۳ ذی الحجہ میں لکھا آپ کتنا ہی غصہ دلائیے مجھے غصہ نہ آوے گا
خطوط شاہد ہیں کہ میں نے حق کہا اور جناب نے باطل ۸ میں نے خط ۱۹ ذی القعدہ
میں کہا تھا ورنا اُن تاہرایا دوں کے حضور زبان شریف کھولں تو دیکھیے ابھی
حال کھلا جاتا ہے جناب نے خط ۳ ذی الحجہ میں کہا جب اس کو آپ
لکھ چکیے گا تو اُس کے بعد آپ کو خود آپ ہی کی تحریر سے افترا پردازی اور
بہتان بندی اپنی معلوم ہو جاوے گی یعنی ۹

زاں میاں گفت شاہدے بلخی کہ توہم درمیان ما تلخی

فرق اتنا ہے کہ میں نے کنایۃً حال کھلنا کہا تھا اور یقیناً حق تھا آپ نے
برہنہ گوئی سے کام لیا اور محض جھوٹ ۹ میں نے خط ۲۶ ذی القعدہ
میں گزارش کی تھی کہ یہ الف لیلہ میں کہاں تک سنوں۔ اب جو تحریر
آئی اور اس میں ادھر اُدھر کی فضول باتیں ہوئیں وہ اصلاً قابلِ التفات
نہ ہوگی جناب نے خط اخیر میں ۱۳ ادھر اُدھر کی فضول باتوں میں مجھے پڑنے
کی کیا ضرورت ہے وہی کوئیں کی صدا اگرچہ محض باطل و بعینہٖ سزا میں نے
خط ۲ ذی الحجہ میں جناب کے عجز محض و اضطرار بحت کی تصویر کھینچی اور
عرض کی کہ ہر عاقل بلکہ ناسمجھ پر بھی ظاہر ہے عاقلان خود نیک میدانند
کہ جس کی یہ ردی حالت ہے وہ کون ہے جناب نے اس کے جواب
میں اس خط اخیر میں فرمایا خالقت واقعنا ہے اور واقف ہو جاوے گی
کہ عاجز کون ہے وہی بکمال شوخ چشمی منہ چڑانا اور بندالوں کی کمائی
الٹے پائے کو کاٹا کہنا اور اپنی ہی کمائی عجیب کہ آپ جیسا دہا ہے نسب

اور کو ئیں کی تقلید بدزیب ۔ مجھے جناب کے اطوار سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب ہمیشہ اسی کہانی پر عمل فرمائیں گے کہ اس سے بہتر کوئی طریقہ اہل حق کو خاموش کرنے کا نہیں مگر اللہ دیکھتا ہے اور اللہ کا پیارا رسول دیکھتا ہے جل وعلا و صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور مسلمان دیکھ رہے ہیں کہ آپ صراحۃً عاجز آئے آپ ایرادات قاہرہ کا جواب نہ لا سکے اولہ باہرہ کے حضور زبان نہ ہلا سکے مفاہمہ ختم ہوگیا حق روشن ہوا حجۃ اللہ قائم ہوئی رہا کچھ نہ کچھ بکے جانا اور الف لیلہ یا بندالوں کی کہانی سُنانا اس کا علاج ہمارے پاس نہیں نختم علی افواھھم ہمارے ہاتھ میں نہیں انتھوا خیرالکم۔ ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا۔ بل لھم موعد لن یجدوا من دونہ موئلا ۰ انلزمکموھا وانتم لھا کارھون ۰ فانتظروا انی معکم من المنتظرین ۰ ھل ینظرون الا ان یاتیھم اللہ فی ظلل من الغمام والملئکۃ وقضی الامر والی اللہ ترجع الامور ۰ ان ربک لبالمرصاد ۰ ومن یضلل اللہ فمالہ من ھاد ۰ فستذکرون ما اقول لکم وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد ۰ تمام حال تو آئینہ کر چکا اب تین عرضیں باقی ہیں۔

(۱) یہ شگوفہ کلیاں کہ جناب کی عروس فضیلت کی سولہ سنگار ہیں جناب کی اصول اور ہر بار کی معمول ہیں ان کے سوا جناب کے خطوط رائقہ میں اور نزقاق عذائقہ ہیں یہ سب جناب کے اپنے مسلک ہیں میں نہ ان سے جناب کو روک سکتا ہوں نہ کسی کی زبان و قلم پر قابو رکھتا ہوں۔ ہاں جناب کی تیسری کلی کی ایک کلی میرے ہاتھ میں ہے وہ یہ کہ مفصل کو

پھر مفصل کروں اور جہاں آپ کی اور ہٹیں پوری کی ہیں اسے بھی پورا
کر دوں مگر یاد کیجیے جس میں خط ۱۹ ذی القعدہ میں عرض کر چکا تھا کہ
مگر یہ تو جب ہو کہ آپ کچھ بولیں بھی۔ میں کہتا جاؤں اور آپ خاموش
محض اس سے کیا نتیجہ۔ سبھی مباحث بعونہ تعالےٰ کیجیے مگر تحریری اقرار
حتمی حلفی دیجیے کہ ان مباحث اور ان آیندہ سب کا نمبروار جواب
دیجیے گا یا قبول کیجیے گا وباللہ التوفیق ملازمان سامی حسب عادت
دوامی اسے بھی ہضم فرما گئے اور وہی مفصل کر دے کر دینے کر دے کی
رٹ لگی ہوئی ہے میں نے خط ۲۶ ذی القعدہ میں آپ کی اس خوئے
سکوت سے متاثر ہو کر آپ کی آسانی کے لیے کہ سیکڑوں نمبر دیکھکر
گھبرائے جاتے ہیں صرف سات مطالبوں میں انھیں محصور کر لیا تھا کہ
سات مختصر باتوں کے جواب میں ہاں۔ نہ۔ کہنا شاید آپ کو دوبھر
ہو اور ساتھ ہی لکھ دیا تھا کہ حسب عہد ان کا جواب دینا آپ پر
فرض ہے اب جو کوئی تحریر آئی اور اس میں موافق عادت ادھر
ادھر کی باتیں ہوئیں اور ان مطالبوں سے صاف صاف جواب نہ دیا
وہ اصلا قابل التفات نہ ہوگی غصہ نہ فرمائیے اگر نذر آتش کر دی جائے مگر
جناب وہی صم بکم پر کاربند رہے اپنی گلیوں پر گلیاں بڑھاتے گئے
میرا حق تھا کہ میں ان سب پر اتنا کہدوں کہ مطالبوں کے جواب کہیے
ورنہ گھر بیٹھ رہیے۔ بعد کے کسی خط پر التفات نہ لانا اور سب کو
غذائے آتش بنانا مگر میں نے اس وعید مقرر سے کام نہ لیا اور بقدر
کفایت تعاقب ہی کیا جناب اس پر غرہ نہ ہوں لا یلدغ المؤمن
من جحر واحد مرتین ارشاد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے

انشاء اللہ المستعان اس کے خلاف نہ کرونگا ہیں بعون القدیر آپ کی یہ ہٹ بھی پوری کرنے کو تیار ہوں عزیز مقتدر کی حول وقوت سے تمام بقیۂ مباحث مذکورہ کو کہ ابھی آپ کے زعم میں نامفصل ہیں پھر مفصل کر دونگا آپ کے تمام اقوال کفر وضلال و نکال کے حوالے پہلی تحریروں سے دے چکا اور آپ کو پھر ضد ہے آپ کی یہ ہٹ بھی پوری کردونگا ہر ایک امر کا جدا جدا حوالہ دونگا اور جناب کے ان دو خطوں میں جو کمالات شریفہ ہیں جن سے میں نے اعراض کیا یا اجمال سے کام لیا اُنھیں بھی مسجل کردونگا اور اسی انتظار ہیں اُن پہ نمبر نہ لگائے سب نمبروں کو بھی مکمل کر دونگا یہ سب اُسی شرط پر کہ جناب حلفی حتمی جزمی تحریری وعدہ دیں کہ اُس کے بعد تمام نمبروں سے جدا جدا مفصل جواب بالانصاف و صواب دیں گے حسب عادت مکابرے نہ فرمائیں گے بحثیں نہ بدلیں گے وہ سولہ یا اُن کے مثل گلیاں نہ چلیں گے اور انصافاً جس سے جواب نہ دے سکیں گے فوراً بالتصریح قبول کریں گے یا اجمالاً اتنا ہی لکھدیں کہ بعض سے جواب دیا تو باقی مقبول ہیں آپ جیسے اعلم الناس مجدد اعظم مدراس پر یہ مخفی نہوگا کہ اگر مثلاً کسی پر سو کفروں کا الزام ہوا اور بفرض غلط ۹۹ سے جواب ہوسکے تو ایک کفر اُس کے کافر اور اُس پر توبہ و اسلام لازم ہونے کے لیے کیا کم ہے مگر وہ نہیں کہہ سکتا کہ جبتک سو کے سو کفر پورے ثابت نہولیں نہ وہ کافر نہ اُس پر اسلام لازم وقس علیہ الضلال والجبر الجبر - فرمائیے میں اسمیں کیا بیجا کہتا ہوں اور خصوصاً آپکی نزدیک تو میری ادلہ و ایرادات مہملات واہیات مضحوکۂ اطفال ہیں اُن کا رد کردینا کوئی بڑی بات نہیں پھر جناب اس حلفی وعدہ سے کیوں ڈریں آپ تو میری موشگافیاں عالم آشکارا کرنے کو خط ۲۸ ذی القعدہ میں

خود ہی کہہ چکے ہیں پھر کیوں کانپیں تھر تھر کریں آیئے آیئے بر سر میدان آیئے اپنے چہرے سے نقاب اٹھایئے بارہا گزارش کر چکا کہ آپ ہی نے مفاہمہ شروع کیا آپ ہی نے اُسے اشتہار دیا اور اُس کی صورت یہی ہے کہ میرے ایرادات وادلہ کا مفصل جواب دیجیے مجھ سے جواب الجواب لیجیے یہاں تک کہ باذنہٖ تعالےٰ امر اپنے منتہےٰ کو پہنچے اور آپ خط ۱۲ ذی القعدہ میں لکھ چکے ہیں کہ بندہ نہ فرار اختیار کریگا نہ اختیار کرنے دیگا خدارا پھر اُسی سے بچنا بھاگنا ڈرنا کانوں پر ہاتھ دھرنا کیا معنے رکھتا ہے اب فرمایئے کہ کون بھاگا مجدد مدراس عبد الباری اور کون بھاگنے نہیں دیتا بندۂ رب الناس احمد رضا وللہ الحمد۔ یقین جانیے کہ اب جس خط میں انھیں الفاظ سے جو میں ابھی لکھ چکا پورا اطلاق حتمی قطعی جزمی وعدہ نہ ہوا اُس کی طرف التفات نہ کرونگا اور آپ سے اُس وعدہ کا مطالبہ کرتا رہونگا کہ وعدہ دیجیے دیجیے اور اپنی یہ ہسٹ پوری ہونے کو مجھ سے تفصیل تکمیل لیجیے بغیر وعدۂ مذکورہ کتنی ہی گلیاں چلیں کتنے ہی پہلو بدلیں کتنی ہی الف لیلہ سنایئں کتنی ہی بند الوں کی کہانیاں گائیں سب کا جواب اس قدر بس ہوگا کہ ٨ یا یہ کہ ع دریاب وکیپ لبست و چار وپانزدہ ۔ یہی نا کہ آپ اپنے چند انفار کو سنایئں کہ دیکھیے ہماری الف لیلہ کا جواب نہ دیا بند الوں کی کہانیوں پر التفات نہ کیا یہ دیکھیے وہ عاجز آگیا وہ دیکھیے ہم نے ہرا لیا۔ الحمد للہ دنیا ابھی اہل انصاف سے خالی نہیں اہل انصاف دیکھیں گے کہ کون عاجز آیا کس پر حجۃ اللہ قایم ہوگئی کس پر کفریات کثیرہ ثابت ہوئے اور وہ لکھ بھی نہ اُٹھا سکا کسکے دل وجگر کا کام کردیا ادلۂ قاہرہ وایرادات باہرہ نے

میں ایک کو بھی ہاتھ نہ لگا سکا اقول ولا یجولی بل یجول ربی اقول سیہزم الجمع ویولون الدبر ٥ بل الساعۃ موعدھم والساعۃ ادھی وامر ٥ پھر کہے دیتا ہوں پھر تنبیہ کرتا ہوں پھر کان کھولے دیتا ہوں ان شاء اللہ العزیز ابکی یہ میرا انداز قطعی حتمی غیر مختلف ہے جس کے حق ہونے پر شہادت ہر ذی عقل منصف ہے خبردار! آگاہ! ہوشیار!

خبر شرط ست! خبر شرط ست!! خبر شرط ست !!!

وحسبنا اللہ ونعم الوکیل وبہ استعین وعلیہ التعویل و صلی اللہ تعالیٰ علی الحبیب الجمیل ناصر الھدیٰ والحق الجلیل کاسر الکفر والضلال التضلیل وعلی آلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ وبارک وسلم بالتبجیل آمین -

(٢) میں نے خط سابق میں جناب کے صرف کفر گنائے اور باقی کمالات سامی سے اعراض کیا وہی اب بھی کروں مگر اب اجمال سے کام لوں کہ آپ وعدہ حلفی تحریری دیں تو ان شاء اللہ القدیر سبھی کی تفصیل کر دی جائے۔ اس خط اخیر میں جناب کے چار کفر تازہ ابھی گنا چکا ہوں کفر ٥ جناب نے فرمایا آپ اپنے آپ کو سمجھتے ہیں کہ آپ مقصود بالتوبہ ہیں بغیر آپ کو کاغذ دستخط کر کے بھیجے مفر نہیں آپ معاصی پر اقراری شرک کرتے ہیں اس میں جناب کے تین افترا اور ایک رفض اور دو کفر ہیں افترا تو واضح ہیں اور آپ انھیں خوب سمجھتے ہیں کہ آپ ہی نے باندھے ہیں مگر اس میں ایک رفض اور دو کفر بتا دیجیے تو آپ کو سند دی جائیگی کہ آپ نے لیاقت کے مکتب میں پہلا قدم رکھا ورنہ وہ وعدہ حلفی دیجیے اور تفصیل بھیجیے کفر ٦ آپ کی صرف دانی کے لحاظ سے باری میاں کے

بارے میں پہلے ہی تفصیل کر دی تھی مگر جناب نے حسب عادت
اُس سے آنکھ بند کی اور وہی اپنی صرف دالی کھولدی یہ کفر پر اصرار ہوا
جناب کے نزدیک تو باتباع خوارج معصیت پر اصرار کفر
ہے کیا کفر پر اصرار کفر اخبث نہوگا کفر ۷ عظیم الھند گاندھی جی
آپ اپنی خوش فہمی سے سمجھے کہ اسے عظیم الروم پر قیاس کرکے بچائیں گے
مگر میں بعونہ تعالےٰ وقت تفصیل ثابت کر دونگا کہ آپ کا یہ قیاس
فاسد اور آپ کی یہ ہوس کاسد اور آپ پر تفوہ بکلمۂ کفر کا الزام عائد مگر
جب آپ کے نزدیک گاندھی آپکا عظیم ہے تو کیا اجازت نہ دیجیے گا
کہ آپ کو صغیر الگاندھی یا خورد ک گاندھی یا آپ کے مہاتما کا چھٹا تما کہا
جائے کیوں نہ اجازت دیجیے گا آپ تو خود اپنے منہ عبد الگاندھی بلکہ
عابد الگاندھی ہو چکے ہیں کہ فقیر نان کوا پریشن کے مسئلہ میں بالکل پس رو
گاندھی صاحب کا ہے اُن کو اپنا راہ نما بنالیا ہے جو وہ کہتے ہیں وہی
مانتا ہوں اور ایسی جگہ عبادت بمعنی اطاعت خود قرآن عظیم سے ثابت
لا تعبد وا الشیطٰن - یا بت لا تعبد الشیطٰن - اور خط ۹ اذی القعدہ
میں خود آپ کے فتاوے صفحہ ۳۸۷ کا حوالہ دے چکا کہ من تبعہ فقد
اتخذہ شریکا و معبودا کفر ۸ مواخات مشرکین کی حرمت میں آپکا
شک بھی کفر ہے میں انشاء اللہ تعالےٰ وقت تفصیل دلائل ساطعہ
سے اسے بتادونگا اور نہ مانا تو آپ ہی کے منہ آپ کو ابوجہل کا بھائی
بنادونگا کفر ۹ تمام کتب فقہ دیکھیے مرتد کی توبہ یوں نہیں ہوتی کہ فقیر اپنے
دانستہ و نادانستہ تمام معاصی سے توبہ کرتا ہے جیسے ہر مرتبہ اپنے ارتداد
پر قایم رہکر ہزار بار کہہ سکتا ہے بلکہ لازم ہے کہ بالتعیین اپنے ارتداد وں سے

تبری کرے تو ایک خواندہ شخص کا اپنے ارتداد کی یوں توبہ منانا توبہ سے استہزا ایاکم انکم اُس سے بچنا اور اپنے کفر پر مصر رہنا ہے اور دونوں کفر ہیں یہ اس خط میں آپ کے نو کفر تو ہوئے۔

(۲۳) آپ کو یاد ہو کہ اقتباس آیات میں آپ نے ایک الزام کی مجھ پر تعریض کی تھی جس پر وہ قاہر جواب سُنے کہ جناب خود ہی تتبع خوارج بنے۔ اس خط اخیر میں بھی ایک الزام اور ایک تعریض ہے جبتک میرا یہ خط پہنچے جس میں اُس وعدہ حلفی کے بغیر آپکی کچھ نہ سننا تحریر ہے ان دو کو بھی رفع کردوں۔ **الزام** یہ کہ بگلی پر اللہ اکبر کا فقرہ یہ آپ ہی کی گستاخانہ انداز ہے اولا اللہ اکبر بریں مکر و شر یا عدم بصر۔ یہ کلمہ طیبہ بگلی کے ساتھ ہے یا اس عبارت پر داخل کہ اس کمال وقاحت کی کوئی حد ہے ثانیا اگر جملہ سابقہ ہی سے متعلق ہوتا تو اس کہنے میں کیا حرج تھا کہ آپ تمام عالم کو ایسا سمجھتے ہیں اللہ اکبر۔ آپ اپنے نہ سُنا کہ اللہ اکبر علی من عناد و تکبر یو ہیں اللہ اکبر علی من رمی الکل بالجنون وعدم البصر اور اگر صرف مقارنت فی التلفظ پر اعتراض ہے تو یہاں تو دو جواب چلے ہیں کریمۂ لا یغرنکم باللہ الغرور و کریمۂ وغرکم باللہ الغرور پڑھتے ہوئے آپکا دھرم کیا کتنا ہوگا کمر می منہ چڑانے سے برا ہی نہیں ہو جاتی امید کہ حضرت مولوی معنوی قدس سرہ العلوی کے اس ارشاد سے جناب دُور رہیں گے ؎

آنچہ انساں می کند بوزینہ ہم ۔۔۔ آں کند کز مرد بیند دم بدم
او گماں بردہ کہ من کردم چو او ۔۔۔ فرق را کے بیند آں استیزہ جو

بلکہ آدمی اس سے احتراز نہ کرے تو حالت مثال سے بھی زائد ہو۔

بندا اپنی گونگی حیوانیت سے واقعی فرق نہیں سمجھتا اور یہ اپنی بولتی حیوانیت
سے فروح جانکر عناد کرتا ہے **تعریض** یہ کہ لکھنؤ کے لوگ مکارم نگر کو یاد
نہ کریں مکارم نگر تو لکھنؤ ہی میں ہے اور اُس کے مکارم وہیں سے ناشی جہان
کے بعض علما کہلانے بلکہ جنہیں وچناں بننے والے طبلے سارنگی پر گانا سُنیں اور
نہ صرف قوالوں بلکہ فاحشہ رنڈیوں کا اور نہ صرف خلوت بلکہ مجمع وجلوت میں
اور مجمع بھی کیسا جس میں ہمال مناق اور نہ صرف سنین بلکہ اپنی بی بیوں اور
بیٹیوں کو گانے بجانے کی تعلیم دلانا جائز کہیں اور نہ صرف زبان سے
بلکہ اس کا فتوے لکھیں اور نہ صرف لکھنا بلکہ اُسے چھاپکر شائع کریں اور
اشاعت بھی کہاں لکھنؤ جیسے شہر میں سائل پوچھے کہ بیاہی و بن بیاہی
عورتوں کو تعلیم دلانا موسیقی وراگ قوالی و تعلیم باجہ بجانے از قسم سرود
ورباب ودف وغیرہ جائز ہے یا نہیں جواب فرمائیں تعلیم بقدر ناجائز
ناجائز ہے یعنی بی بیوں بیٹیوں کو اریوں بیاہیوں کو گانے بجانے کی
تعلیم دلوانی بقدر جائز جائز ہے زہے علم وزہے حیا وزہے اہمال وزہے
اغرا۔ لطف یہ کہ سائل نے بی بیوں بیٹیوں کو اریوں بیاہیوں کو گانے بجانے
کی تعلیم دلانے کی غرض یہ لکھی بغرض تنفر پیدا کرانے شوہروں کے
رنڈیوں اور زنان بازاری سے ظاہر ہے کہ یہ تنفر جبھی ہوگا کہ اس میں
شریفانہ دلربا حرکت میں بیبیاں بیٹیاں رنڈیوں سے فوقیت لیجائیں
یا کم از کم اُن سے برابری تو دکھائیں ورنہ ناقص کے سبب زائد سے
تنفر کیا معنے مفتی نے اس حد تک تو جواز کی صورت رکھی آگے عدم جواز
کا خدا حافظ اب فرمائیے لکھنو والے مکارم نگر کو یاد کریں گے یا تبعان
مفتی گھروں میں گڑھے کی سرا کا دم بھریں گے۔ اخیر میں پھر عرض کرنے

دیتا ہوں کہ اب زوائد پر توجہ نہ ہوگی جناب کا وعدہ حلفی مطلوب ہے
اسلام منظور تو دیر محبوب ہے اور اللہ سبحنہ ہادی قلوب ہے عہدول پر
استقامت اور توبہ وندامت بہت محبوب ہے آپ نے سُنا جو
ایک سُنی مسلمان ایک گاندھوی کلمہ گو سے کہتا تھا ؎

ترس از نار وشنار می باید کرد — توبہ بہ سر منار می باید کرد
ہمچوں کس را چنار می باید کرد — ہر بید بنے کہ اپسر و مشرک شد

والسلام علی من اتبع الہدیٰ وصلی اللہ تعالیٰ علی المصطفیٰ وآلہ وصحبہ
اولی الصدق والصفا وبارک وسلم دائما ابدا آمین ۸ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ
فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ بقلم عبید الرضا محمد حشمت علی رضوی لکھنوی محرر
دارالافتا

خط چہار دہم مولوی عبد الباری صاحب

فرنگی محل لکھنؤ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
مورخہ ۵ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ — حامداً ومصلیاً ومسلماً

مولانا وبالفضل اولانا۔ السلام علیہ۔ کل ایک خط ارسال کر چکا ہوں مگر
اندیشہ ہے کہ آپ کے دو خط آئے تھے اور میں نے ایک ہی لکھا ہے
کہیں ایک خط کو لا جواب نہ تصور فرمائیے اس لیے آج بھی جناب کی خدمت
سے دریغ کرنے کو طبیعت نہیں مانتی ہے لیکن آج ایسا کوئی محرک نہیں
کہ خط کو آپ کی مرضی کے موافق لکھ سکے اس واسطے یہ خط اگلے دو خطوں
کا ایسا غالباً ہو سکے گا امید ہے کہ آپ نے سابق کے دونوں خطوں سے
اندازہ کر لیا ہوگا کہ جناب کے جواب سے میں قاصر نہیں ہوں اگرچہ تہذیب

مانع ہوتی ہے اور آپ کے سن وسال کا پاس رہتا ہے۔ میں نہایت خلوص سے عرض کرتا ہوں کہ جناب اپنی عادت چھوڑ دیں اور مجھے گستاخ نہ بنائیں میں نے جو راہ اختیار کی تھی وہ بہت سہل تھی وہ اسی قدر ہے کہ آپ امور کی تعیین کریں میں اُن کو رد کر دوں یا توبہ کے مصداق میں داخل کرلوں آپ یہ راستہ اس وجہ سے اختیار نہیں کرتے کہ اس میں موقع مجھے عاجز کرنے کا کم ہے میرا یہ لکھنا کہ مولوی احمد رضا خان صاحب کو ہم لائق خطاب نہیں سمجھتے ورنہ اُن کے اعتراضات ایسے نہیں کہ اُن کی رد نہ ہو سکے باطل ہو جاوے مخلوق کے سامنے شان رہ جائے میں پھر نہایت خلوص سے عرض کرونگا کہ میرا کہنا صحیح ہے آپ باور فرمائیں مگر میری شایستگی ہے کہ میں آپ کی شان گھٹانے پر اب تک مائل نہیں ہوا ہوں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ بھی آپکی تنبیہ کی غرض سے ہے۔ ورنہ اپنی وضع چھوڑنے کی ضرورت نہیں میں اپنے اور آپ کے مقاصد سے قطع نظر کرکے مخلوق کی حالت سے بھی باخبر کر دینا اپنی رہنمائی و ہمدردی تصور کرتا ہوں وہ آپ سے بہت بدظن ہے آپ کے فقروں میں نہیں آویگی اب اس قدر جہالت نہیں ہے کہ محض کثرت کتابت اور شوکت الفاظ سے لوگ مرعوب ہو جاویں وہ آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ کون گریز کرتا ہے اور کون صفائی کرنا چاہتا ہے جناب اس امر کو ملحوظ خاطر رکھیں کہ سب آپ کے اُلجھاؤ ڈالنے کی ترکیب سے آگاہ ہیں مجھ سے اپنے خیالات ظاہر کرتے ہیں آپ کے اوپر وہ خیالات پوشیدہ ہیں۔ یہ باور کیجیے کہ میں نے جو مطالبہ کیا ہے وہ ہر شخص کے نزدیک واجبی ہے لیکن آپ اس سے دور بھاگتے ہیں اور جو شاخیں نکالتے ہیں وہ

غیر واجبی ہیں مجھے اب جو آسان ہے وہ آپکو مشکل آپ مدتوں کی غور و فکر کے بعد طول طویل مضمون لکھتے ہیں بس نئے ابتدا سے جس قدر ثانیہ آپکی خدمت کے لیے تجویز کر لیے ہیں اُن سے زائد وقت صرف نہیں کرتا جب لکھ چکتا ہوں خیال میں نہیں لاتا کیونکہ دوسرے اہم معاملات میں مشغول ہوتا ہوں میں سمجھتا ہوں کہ یہی صورت مدت تک قایم رہے گی آپ سمجھتے ہیں کہ میں بڑا کام کرتا ہوں امید ہے کہ جناب اپنے کو آیت مذکورہ کا مصداق نہ بنائیں یحسبون انھم یحسنون صنعا الآیہ وما علینا الا البلاغ۔ بندہ آپکے ہفوات واہیات سے تعرض نہیں کریگا اور برابر آپکو تعین امور کرنے پر مجبور کرتا رہے گا یہاں تک کہ آپ راہ راست پر آجاویں۔ انشاء اللہ تعالےٰ آپ کے درست کرنے میں یہ امر ملحوظ رہے گا کہ خود نہ بگڑے اس واسطے آیندہ آپ کے نمونہ پر تحریر نہ ہو گی بلکہ شریفانہ طرز سے بندہ کی تحریر رہے گی آپ جس طرح چاہیں لکھیں آپ اپنی عادت سے لاچار ہیں اور میں اپنی وضع سے مجبور ہوں۔

فقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ بقلم شاہد علی عفا اللہ عنہ

سولھواں مفاوضۂ عالیہ بجواب خط چاردہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وسیع المناقب مولوی عبد الباری صاحب دام بالمناصب فقیر مسائل ورسائل وخطوط اکثر املاءً لکھواتا ہے۔ پھر اُن کی نقل سائل یا مردود یا مکتوب الیہ کو مرسل ہوتی ہے۔ جناب کے خط ۲ ذی الحجہ کے متعلق اُسی دوران میں آپکا دوسرا خط قریب مغرب آیا یہ میرے اس خط کے پہنچنے سے پہلے ہے

لہذا جوابًا اتنا گزارش ! اس میں کوئی امر جدید نہیں صرف تین کفر اور ہیں میرے ایرادات ومطالبات کو جن میں سب سے اعظم واہم متعلق کفر تھانوی مطالبۂ تعظیم شان اقدس حضور سید عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم ہی غیر واجبی اور ہفوات اور واہیات کہنا ایک اسی مسئلہ کے متعلق جناب کے چار کفر خط ۲۸ ذی القعدہ میں تھے اور چار خط ۳ ذی الحجہ میں اور تین اس خط میں۔ عجب کہ اس دفعہ آپکا کفر ایک نمبر گھٹ رہا نہیں نہیں اُس کے مردود ہونے کی تصحیح کہ میرا یہ کہنا کہ اُن کے اعتراضات ایسے نہیں کہ اُن کی رد نہ ہو سکے صحیح ہے آپ باور فرمالیں چوتھا کفر ہے رد اُسی کا ہو سکتا ہے جو واقع میں مردود ہو حق کا رد کیونکر ممکن بلکہ یہاں خود اپنے لفظ بدل دیے ہیں لفظ یہ تھے کہ کوئی بڑی بات نہیں کہ اُن کی رد کردی جاوے کیا ہر خط میں عظمت محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو چار گالیاں دینے کا التزام فرمالیا ہے اب صرف مسئلۂ تھانوی میں جناب کے بارہ کفر ہوئے ب تعیین امور کے جواب خط ۱۹ ذی القعدہ میں عرض کر چکا تھا مگر جناب کی تو عادت ہی یہ ہے کہ یہ داس کان سُننا اُس کان اُڑا دینا اور پھر مردودات کو سامنے لانا یہ جناب کی چھٹی گلی میں داخل ہے یہاں اضافہ کہ احمد رضا کو ہم لائق خطاب نہیں سمجھتے مفاہمہ کو صریح استعفاء جناب کی دسویں گلی میں داخل ہے۔ کب سے لائق خطاب نہیں سمجھتے جب سے قلم رد کے کر کے صاعقوں نے بخطف الابصار کا نقشہ جما دیا مرزمین نے جو تار دیا تھا کہ اصل بحث شروع کرتا ہوں اس مخاطبہ کا جناب کو کیسا شوق ہوا ۹ ذی القعدہ کو مجھے تار بھیجا جناب کے سرفراز نامے کا منتظر ہوں میں نے وس کو جواب دیا آج ہی میں نے لکھوانا شروع کر دیا کل انوار ہے پرسوں بعونہ تعالے رجسٹری حاضر کرونگا اس پر اضطراب وشتاب زدگی کی حالت دیکھیے ۱۳ ذی القعدہ

کو مجھے خط لکھا کہ جناب کے خط رجسٹری شدہ کا منتظر ہوں ۲۴ ذی القعدہ کا
دن قیامت کا دن تھا جب وہ رجسٹری شدہ قاہرہ پہنچے جنہوں نے
چھکے چھڑا دیے جگر دہلا دیے دل ہلا دیے اب احمد رضا قابل خطاب نہیں
فلما رأوہ زلفۃ سیئت وجوہ الذین کفروا وقیل ھذا الذی کنتم
بہ تدعون ۝ ذوقوا فتنتکم ھذا الذی کنتم بہ تستعجلون ۝
۝ معاف فرمائیے از انجا کہ اب بغیر اس وعدۂ حلفیۂ مطلوبہ ضروریہ کے
لغویات و ہزلیات جناب کی طرف بے التفاتی محض کا عزم کر لیا ہے میں نے
بہ نگاہ سرسری کہہ دیا تھا کہ اس میں کوئی امر جدید نہیں اس میں تو جناب
کی سترھویں گلی اشد مکاری ہے جس روز سے پہلا خط مفاہمہ
پاس جناب کے گیا ہے کل تک تو جناب کو یہی رٹ تھی کہ تمام امور مفصل
کردو اور یہ کہ مجھ سے اُن کے صدور کا ثبوت دو اور یہ کہ میرے باپ دادا کا
نہ کرنا ثابت کرو کیا یہ سب خطاب نہ تھا کیا یہ پے در پے درخواست خطاب
نہ تھی تو صریح جھوٹ فرمایا کہ لائق خطاب نہیں سمجھتے خیر یہ تو جناب کی سنت
کذابیوں کے سامنے کوئی بڑی چیز نہیں اور جناب کی چودھویں گلی میں داخل
ہے مگر کل تک تو وہ کچھ تھا آج اس فرمانے اور بیٹھے بٹھائے بلا محرک دوسرا
خط لکھنے کا کیا باعث ہوا جواب سے جان بچانے گلا چھڑانے کے لیے
بار بار تو میرے ادلہ و ایرادات کو واہیات مہملات چنیں چناں فرما رہے ہیں
اور یہ کہ ان کا رد کوئی بڑی بات نہیں اس پر خود سوجھا یا کسی نے سوجھائی
کہ وہ سرکوب و جگر شگاف رد وارد ہوگا جو ابھی جناب کے برادران
بزرگ مشرکانِ عرب سے کہا گیا کہ ابلیس کے مسخرو اگر کہہ سکتے تو کس دن
کے لیے اٹھا رکھتے یہ اُس کی پیش بندی ہے جو اگلی پچھلی سب بھلا کر سخت

کرتے ایراد سے تملا کر فرمائی اور اپنے ہی سب کلام اور بے معنے مطالبے گومتی میں بہا کر اُس اشد ایراد سے جان بچائی اللہ اللہ یہ ہے جناب کا صدق یہ ہی جناب کی دیانت یہ ہے بندوں سے شرم یہ ہے خدا سے خشیت یہ ہی دین کا ادعا یہ ہے عہدوں پر استقامت مگر میرا کہنا بھی بے سود جب ایمان ہی مردود سب کچھ مفقود انا اعوذ بربی الغفور الودود واخزی اللہ ابلیس مع الجنود آمین۔ باقی ہزلیات ولغویات میں کوئی بات نہ جواب طلب نہ قابل التفات والسلام علی اتبع الہدیٰ شب عرفہ مبارکہ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ۔ فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

بقلم عبید الرضا محمد حشمت علی رضوی لکھنوی محرر

دار الافتا

خط پانزدہم مولوی عبد الباری صاحب

فرنگی محل لکھنو بسم اللہ الرحمن الرحیم

مورخہ ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اعلیٰ حضرت والا منقبت علیہ ما علیہ۔ آپکی تحریر پہنچی میں آپ کی فحاشی دریدہ دہنی کذب وبہتان میں مقابلہ نہیں کرسکتا۔ آپ پر میں نے اعتماد کیا تھا وہ جو رہا چاہیے تھا کہ کوئی جواب نہ لکھتا مگر یاد دلاتا ہوں اور اتمام حجت کرتا ہوں کہ آپ نے اب تک تفصیل امور سے گریز کیا اور لیت ولعل میں رکھا میں آپ کے فقروں میں نہیں آیا نہ انشاء اللہ تعالیٰ آخر آن حیات تک آؤں گا اللہ کی حفاظت پر بھروسہ ہے۔ آپ چاہتے ہیں کہ مجھے تو تو میں میں میں اُلجھا دیں کام کی بات سے دور بھگا دیں اپنے حکام کو خوش

کریں تو یہ ناممکن ہے آپ کی کسی تحریر کا جواب نہ دونگا جبتک جواب بعد میں
عرض کیا جاتا ہے اُس کو پورا نہ کیجیے - جس قدر تحریریں بعد کی ہیں سب کا
دارمدار وہی پہلی تحریر ہے - آپ نے اپنے معاصی کثیرہ کو کس طرح ٹالا ہے
مجھ پر الزام دیا ہے حالانکہ آپکا اقرار ہے آپکا حکم و فتوے ہے اُسی کی
بنا پر آپ سے عرض کیا گیا تھا کہ توبہ کیجیے آپ دوسروں کو کیا نصیحت
کیجیے گا پہلے اپنے گریبان میں مُنہ ڈالیے آیندہ سے اگر کام کی بات
نہ ہو گی فضولیات کا جواب نہیں دیا جاویگا فقط
فقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ بقلم شاہد علی عفی عنہ

سترھواں مفاوضہ عالیہ بجواب خط پانزدہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حسبی اللہ لا الٰہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم

حضور بالقابہ معتلی مصلی اللاول فی کونہ الرابع حین الاملال ساقہ الی صراطہ ذوالجلال - حسب تعلیم قرآن کریم سلم علیکم - نامی نامہ کل قریب مغرب تشریف لایا وعدہ جواب سے خالی پایا بلکہ جواب ایرادات سے صاف انکار سُنایا اس کا جواب وہی ہے کہ ۸-۶ در دو یک بست و چہار و پانزدہ - ہاں التزام سابق سے ایک بڑھکر عظمت محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو پانچ دشنام میں اس میں بھی دیں تو تو میں میں - اُلجھاؤ میں ڈالنا کام کی بات ہے - دور بھکانا - نکمی بات - فضولیات - یہ صرف مسئلہ تھانوی میں

جناب کے سترہ کفر ہوئے۔ باقی لغویات وہزلیات واکاذیب و افتراءات ودشنام وسباب آثار خرافت جناب میں نہ کوئی نئی بات نہ قابل التفات سب جناب کی انھیں سولہ گلیوں میں داخل کذالک یحق اللہ الحق و یبطل الباطل جناب دعوے کے نہ دیجیے جزئیات کتاب الایمان لوظ رکھیے ذکر ترک معیا بلکہ اُس پر حلف بعد انتہائے غایت اصلا وعدہ ایفان بھی نہیں نہ جواب تحریر عرفا کہ اُسی پر مدار ایمان ہے جواب ایرادات میں منحصر نہ کہ مفصل نہ کہ حلف سے مسجل نہ کہ بقیۂ شروط مذکورہ عبارت وعدہ کے ساتھ مکمل وقس علیہ الترک المشروط فالی تصرفون ۰ مالکم کیف تحکمون ۰ افلا تعقلون ۰ میں نے اپنے پہلے تین سو اکیس مطالبات کو آسانی جناب کے لیے صرف سات میں محصور کر دیا تھا اُن سے بھی جناب نے گریز فرمائی ہمسایا اور زائد کو کہ چار سو مطالبات کے قریب پہنچے فقط ایک ہی پر منحصر کر دیا اس پر بھی ملازمان سامی نے پیٹھ ہی دکھائی اور عرض کر چکا ہوں کہ ایمانا انصافا عقلاً شرعاً عرفاً اس سے جناب کی گلو خلاصی نہ رہائی لہٰذا بحکم واعرض جناب کے سب کمالات سے اعراض کرکے اسی کے متعلق صرف دو امر کی عرض رسائی۔

(۱) وہ وعدۂ مشرحہ حلفیہ اسی لیے تو مطلوب تھا کہ میں جناب کی یہ ہٹ بھی پوری کرنے کو حاضر ہوں دو امر جن کی تفصیل جناب بھی مانتے اور ویسی ہی تفصیل بقیۂ امور مذکورہ خود جناب کے محصورہ میں پھر مانگتے ہیں اگرچہ خط ۱۹ ذی القعدہ میں انھیں بھی مفصل کر چکا اور لکھ دیا تھا کہ اب بفضلہ عزوجل آپ کے تمام خطوط کا جواب ہو گیا۔ کوئی حرف ضروری باقی نہ رہا میں سب کو تابخانہ پہنچا چکا اور آپ اب تک اپنی وہی پہلی تحریر پیٹے جاتے ہیں۔

بتائیے تو آپ کی پہلی پچھلی کونسی کا کونسا حرف باقی رہ گیا۔ میں نے خط غرۂ ذی الحجہ میں لکھ دیا تھا کہ الحمد للہ میں حجۃ اللہ قائم کر چکا مجھے اسی قدر کا حکم تھا لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی آپ اس پر دم بخود رہے پھر بھی در بیں چہ شک کی طرح جناب کی وہی رٹ وہی ہٹ کہ آپ نے اب تک تفصیل امور سے گریز کیا جواب نہ دونگا جبتک پورا نہ بھیجے جناب میں تو پھر اس پورا کرنے ہی کو تیار تھا تفصیل مفصل وتحصیل حاصل دوبارہ کر دینے کا خود ذمہ دار تھا اسی کے لیے تو وہ وعدہ حتمی حلفی بتفصیل درکار تھا وعدہ مفقود اور تقاضا موجود۔ کچھ تو ملازمان سامی حیا فرماتے۔

خوف خدا انہیں بندوں سے شرماتے۔ جب ایمان مردود حیا کی راہیں خود مسدود جواب تو جناب نہ ہی دینگے نہ سارا مجمع ملکر قیامت تک دے سکے میں سو بار پورا کردوں جناب یہی فرماتے رہیں گے کہ پورا کرئیے تو جواب دیں گے۔ اللہ اللہ شروع مفاہمہ سے کیا کیا اضطراب تھے کسی طرح جلد آئے یہ پیچ وتاب تھے۔ جب آیا اور بوتے کا نہ پایا ان گلیوں نے موہنہ دکھایا ابانۃ المتواری وغیرہ کے کثیر تجربے بھولکر سمجھے یہ تھے کہ اپنی کیٹی کی سی مڈبھیڑ ہوگی ایک نے کچھ کہی شیم شیم مچ گئی اس نے واپس لی یا ادھر ہزلیات کی رچ گئے۔ یا اپنے جیسے اکابر فضلا کا مناظرہ سمجھے کہ فریقین کی باتیں بھیڑ کی لائیں۔ یہاں سے جب بفضلہ تعالیٰ الٰہی صاعقے چکے محمدی بادل گرجے احمدی کچھار کے شیر گونجے اب سمجھے کہ ھذا لا یطاق ھذا نفخۃ یوم التلاق اب جلے سو جھے ۔

الا یا ایہا الکاذمی ادرکا سا وناولہا　　　کہ بحث آساں نمود اول ولے افتاد مشکلہا

(۲) سب جانے دیجیے اولاً فرض کر لیجیے کہ محمی کو تفصیل سے گریز ہے پھر

میرے ادلہ و ایرادات کا رد تو اس پر موقوف نہ تھا جناب خط ۲۸ ذی القعدہ
میں فرما چکے کہ اضحوکۂ اطفال ہیں کوئی بڑی بات نہیں کہ اُن کی رد کی
جاوے ثانیاً یہ بھی آپ کی مان لوں کہ میں ہی فحّاش و دریدہ دہن ہوں
کہ جناب کے باپ کا ملنے والا ہو کر جناب کو لکھتا ہوں یہ تم آپکی تم کیا تو
بھی قابل نہیں اور میرے دو خط اول کے تذلل اگر جناب کو یاد رہتے اور خدا
سعادت دیتا تو ایسا کتنے عرق ندامت کے فوارے بہتے اور جناب کمال
مہذب و وختہ دہن ہیں جو خود خط ۵ ذی الحجہ میں فرماتے ہیں کہ آئندہ شریفانہ
طرز سے بندہ کی تحریر رہے گی صاف اقرار ہے کہ اب تک نہ رہی اور جب
وہ تحریریں شریفانہ نہ تھیں تو میں کچھ نہ کہوں لوگ یہی معنے سمجھیں گے کہ پاجیانہ
تھیں اور خود یہ اور زیادہ شریفانہ تھی اور بعد والی نے کیا گئی کی لہذا جناب
نہایت مہذب و بے زبان مگر یہ تو یقینی ہے کہ میرے ادلۂ و ایرادات ہمارۂ
عقائد دینیہ و احکام الٰہیہ ہیں میں اُنھیں حق جانتا ہوں اور جناب واہیات
تو ہم دونوں میں ایک ضرور ہدایت پر ہے اور دوسرا ضلالت پر وانا
او ایاکم لعلی ھدی او فی ضلل مبین ۵ آپ کے گمان میں آپ ہدایت
پر ہیں اب ایک شخص جسے جناب ضلالت میں غرق سمجھ رہے ہیں وہ جناب
سے اپنے شبہات کا کشف طلب کرتا ہے اور آپ کے نزدیک آپ سے
ہدایت مانگتا ہے اور بار بار بتکرار علانیہ و آشکار لکھ چکا ہے کہ جہاں میری
غلطی ثابت ہوگی میں فوراً قبول کرلوں گا ایسے شخص سے یوں ٹالے بالے
یوں لغو نے معنے حیلے حوالے فرمانا ضروری عقائد دین و احکام رب العلمین
میں ہدایت طلب کی ہدایت سے پہلو چرانا وہ طرح طرح فتنوں سے کیے
ہر بار جان بچانا ع برات عاشقاں بر شاخ آہو۔ مگا ناز دکھانا یہ کونسا

دین ہے کونسا ایمان ہے لیڈری بجہنم کیا یہ کسی مسلمان کی شان ہے کسی
کی سخت کلامی سہی اگر وہ ہادیوں کو ہدایت سے روکے تو انبیا علیہم الصلوٰۃ
والثنا کبھی ہدایت نہ فرماتے ع ہی پرستیدی جو اجداد ت صنم۔
خصوصًا اس حالت میں کہ آپ کے نزدیک اُس ہدایت طلب کے شبہات
کارد کر دینا کوئی بڑی بات نہیں خصوصًا نا بخانہ پہنچانے کے عرد کے ساتھ
جو خط ۵ ذی الحجہ میں دکھایا پھر دیر کیا ہے اٹھیے اور تھوڑی دیر کو بات غیر
لیڈر بن جائیے مفاہمہ و فاہمہ سب خاک میں ملائیے یوہیں فرض ہدایت
سے عہدہ برائی کو میرے تمام ادلہ وایرادات کا نمبروار جواب لائیے
کیسے اس میں جناب کو کیا عذر ہے۔ ایک بندہ خدا ہدایت پائیگا آپ
مواخذۂ الٰہی سے چھوٹیں گے ثواب عظیم ہاتھ آئے گا ورنہ یقین جانیے
کہ عذاب الٰہی کی رسی ہے اور جناب کا گلا آج نہیں کھلتا تو کل قریب ہے
اب کھلا غرض بہر طور بہرحال میرے تمام ادلہ وایرادات سے کہ اب چار سو
کے قریب پہنچے جدا جدا مفصل جواب دینے سے جناب کو مفر نہیں اور
جو بغلیں جھانکے ٹالے بالے حیلے نکالے اُس کے لیے عذاب مہین۔
وذلک جزاؤا الظلمین ٥ والحمد للہ رب العلمین ٥
خیر بحمدہ تعالیٰ مفاہمہ تو تمام ہوا اور للہ الحمد بہت خیر و خوبی و فتح و نصرت
اہل حق پر انجام ہوا فالحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ کما یحب
ربنا و یرضی۔ اس کے شکریہ میں بعض نظمیں عبرت خیز نصیحت آمیز گزارش
کرنے کی اجازت مطلوب۔ یہاں میرے تین معروض ملحوظ رہیں ۱ مقصود
نصیحت ہے نہ کہ طعن و فضیحت ب اس کی بھی آپ سے اجازت مانگتا
ہوں کہ آیا ایسا کہہ سکتا ہوں اگر اجازت سے انکار فرمایا تو جہاں حد ہا

علمیہ فمانعت النذ رہوئے چند مواعظ لطمیہ کا کیا غم ج جو نظم یا جملہ جناب سے متعلق نہیں وہ خواہی نخواہی اپنے اوپر ڈھال لینے کا مستحق نہیں واللہ الہادی و ولی الایادی۔

(۱) نظم عربی **نصیحت** دربارۂ منع از کفر۔ تین شعر کے بعد نعمت الٰہی کی تحدیث ہے ذات جناب سے تعلق نہیں۔ اس میں اتحاد و خیل کا التزام ہے

أعصبۃ النوافر ✣ لا تکفری بالغافر ✣ اخشی جزار من کفر

اللہ فخزی الکافر ✣ أنائب و خائب ✣ أم خائب کالظافر

بازی سطا فلا تری ✣ فی ایکۃ من صافر ✣ راع یراعی کالاسد

کل ممارنا فر ✣ فاستنفرت واستنفرت ✣ ولا تری بن طافر

ذبحتہا بحتہا ✣ لاخم لاالغنافر ✣ ولی حسان راکض

لحفظ نورسافر ✣ اذ اعلا رائس بَنَیّ ✣ پر صنۃ بحافر

جار معفرا لکلٌ ✣ لِ غادر و خافر ✣ رجار عبد المصطفٰی

✣ رضار رب غافر ✣

(۲) عربی **نصیحت** دربارۂ ہدایت توبہ۔

کفرت وقد نفرت فہا الہدی ضُمّ ✣ فوادک من نطقی اذنی نطقی کُن

وان اللہ موہن کید کافر ✣ الا فارجع الاسلام او ہن[ط]

فلست الآن الاکید گاندھی ✣ یکیدبک المریداوالذی جن

ردو من الکفر الی الایمان ۱۲

(۳) عربی ماخوذ از کلام سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ **نصیحت** دربارۂ ترک وضع شہرت۔ یہ ویسی اہم نہیں اگر جناب اجازت سے انکار فرمائیں کم سہی۔

غطائر القلب لجتہ ودذا فقہ الہدی حرمہ

فان الفقہ بالعقل ÷ وطول اللحیۃ اصطلمۂ

(۴) مثل بقیۂ فارسی **نصیحت** دربارۂ ادائے حلف واتباع سلف وترک صلف - اسمیں بھی حرف قبل روی کے اتحاد اور عدم تکرار قافیہ کا التزام ہے -

بنورِ دیں رخت را بے کلف کن | حلف کن ہاں حلف کن ہاں حلف کن
ترا زیں تیغ مخلص بے حلف نیست | حلف کن یا سرِ خود را تلف کن
خرِ شیطانست گرگ جانت بگریز | ازو یا سر برائے حز علف کن
اب وجدت سلف را بند گانند | صلف بگزار و تقلید سلف کن
بدامانِ سلف دستت رسا نیست | بیا تقلید ہمچوں من خلف کن
اگر خواہی زنا آزادہ باشی | مخواہ اصرار و توب از ما سلف کن
غضب از پس روی گاندھی آید | رضا را بندہ شو ترک صلف کن

ہفت رباعی بردیف وقافیۂ مصرعِ سرمد ؏ یک کار ازیں دو کار می باید کرد - ان میں تین پہلے خطوط میں معروض ہو ئیں تحریکجائی جنس کو یہاں لکھیں -

(۵) مطالبۂ جواب ایرادات و **نصیحت** دربارۂ استقامت بر توبہ -

ع تا چند ز حق فرار می باید کرد | یک کار ازیں دو کار می باید کرد
یا پاسخ ہر نمرہ جدا باید داد | یا بر توبہ قرار می باید کرد

(۶) **نصیحت** منع از اضر لہ دین -

〃 عبد الباری حذار می باید کرد | بادیں نہ چنیں ضرار می باید کرد
خود را تو مجدد کلاں ترخوانی | یا نہ از دینت فرار می باید کرد

(۷) نصیحت اعلان توبہ و مقاطعہ از جملہ پیروان مشرک۔

توبہ بہ سر منار می باید کرد | ترس از نار و شنار می باید کرد
ہر بدیے کہ پیرو مشرک شد | ہچوں خس را چنار می باید کرد

(۸) نصیحت منع ہر کلمہ گو از انقیاد بہ مشرک۔

خوش رخش زبار عار می باید کرد | یک توسنی آشکار می باید کرد
پشتک دہ و گاندھی از افگن | مشرک نہ بخود سوار می باید کرد

(۹) نصیحت مثل سوم کہ اجازت سے انکار ہو تو اسی طرح اہم نہیں۔

عدل و وسط اختیار می باید کرد | وز ہر دو طرف حذار می باید کرد
چیزے از قبضہ ریش اگر بیش چہ باک | امانہ چنیں پھار می باید کرد

(۱۰) یہ اور اس کے بعد کی رباعی سُنّت رجز میں ہیں ذات جناب سے متعلق نہیں کہ رجز محاربہ میں ہوتا ہے اور جناب سے تو مفاہمہ تھا۔

روبہ منشا فرار می باید کرد | باشیر چہ گیر و دار می باید کرد | رج
آتش بسر مکر و حیل ریزو گریز | پا داری سر بغار می باید کرد

(۱۱)

شیر افگنم و شکار می باید کرد | صد شیر بہ نعرہ زار می باید کرد | رج
بر خواست کہ ہجّام بریشش بندد | پشکش بسرش نثار می باید کرد

(۱۲) نصیحت منع از پیروی گاندھی و اطاعت و بندگی او۔

پیرو گشتی در رہنمایش داری | عبد الگاندھی مشو ز عبد الباری | ز
لفظ از زیر بہ بالا مفگن | عبد البادی۔ مباش عبد النادی

(۱۳) نصیحت در منع شدید از روا داشتن ہاری مباں۔

ع
باری گویندت وہ وایش داری — خود لباری نہی ز عبد الباری
نمرودی نیستی وایں ترکہ اوست — اللعن جزاؤہ وسوء اللہ ا

(۱۴) **نصیحت** در نہی از ادعائے شانہائے الوہیت۔

ع
باری شدی ولاف خدائیت زدی — خود غافر الذنب وقابل توب شدی
ایں قابل توب قابل توپ بود — اونیست۔ بر و نار خدائی وخودی

(۱۵) **نصیحت اعظم** بر روا داشتن تشبیہ خبیث برائے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ع
ای ابجد خاں۔ ہجد برائے اب وجد — تشبیہ سگ و خوک ہمی داری بد
اما پے مصطفےٰ روا داشتیش — اُف لک مردود مباش و مرتد

(۱۶) **نصیحت** در نہی شدید از مواخات بمشرک و خطاب بہ مواخات۔

حام
ای جل سر اخات بشرک۔ دم خوک — التفل علیک۔ لعنا بتو۔ تجھپر تھوک
بہر آں سگ و خوک ز قاگت سوز داگر — گوئی عم تو خوک و الکلب اخوک

(۱۷) **نصیحت عظمیٰ** در طلب توبہ از نکار کردن عمر قرآن و حدیث بر مشرک۔

ع
خواہد وبے خبیث عبد الباری — دار د طلبش خبیث عبد الباری
کردست نثار بت پرستی بجوشی — عمروی و حدیث عبد الباری

(۱۸) یہ اور اس کے بعد کی مثل ۳ و ۹ **نصیحت** ہیں اور انھیں کی طرح چنداں اہم نہیں بحال انکار اجازت کم ہوسکتی ہیں۔

ع
خواہم اصلاح کیش عبد الباری — پر نور کنم عریش عبد الباری
لیک از لوزم ہمی شود حائل او — چوں لکہ ابر ریش عبد الباری

(۱۹) رنجش کہ عطائے دل اوتا شکست   او مانع یفقھوہ از اشتلمست
گیرم کہ زاکنۂ قلب اوست مگر   وقر آذاں چہ شد چہ درگوش ہم ست

(۲۰) **نصیحت** اس بارے میں کہ اپنے علم پر غرور نہ چاہیے نہ یہ سمجھے کہ میرا علم سب پر سکہ زن ہے۔

نہ علم و فن جناب عبدالباری   خوش سکہ زن جناب عبدالباری
یک کودکِ من طاریٔ داریٔ بنوشت   دنداں شکن جناب عبدالباری

(۲۱) **نصیحت** دربارۂ اختیار حیا و غیرت بر محارم و نسا۔ یہ اُس مفتی سے متعلق ہے جس کا فتوی خط سابق میں مذکور ہوا۔

فتوی ست بہ لکھنؤ کہ باید بخیار   تعلیم زن دوخت غنا و مزمار
تا شوہر و باب راکند مستغنی   ایں دولت خانہ از زنان بازار

آخیر میں پھر معروض کہ جناب نے خود ہی مفاہمہ چاہا خود ہی اُسے اشتہار دیا خود ہی اُس کا وہ استنجال تھا جب وہ سامنے آیا جناب نے ایک دلیل ایک ایراد کو اصلا ہاتھ نہ لگایا گلیاں بدلا کیے ادھر اُدھر بچلا مچلا کیے اور ہر بار کے تقاضے کہ شدید غیرت دلاکر تھے اس کان سنکر اس کان اُڑایا کیے۔ مجبور ہوکر تمام مطالبوں کا نچوڑ اس پر رکھا کہ میں آپ کی یہ چوتھی ہٹ بھی کہ طلب تفصیل مفصل و تحصیل حاصل ہے پوری کرنے کو تیار ہوں صرف اتنا وعدہ حلفی حتمی فرمالیجیے کہ سیکڑوں نمبروں سے ہر نمبر کا جواب بالانصاف وصواب دیجیے گا اور جس سے جواب نہ دیجیے وہ آپکا مقبول ٹھہریگا جناب اسے بھی ہمیشہ کی طرح ہضم فرماگئے اب صاف صاف اتنا ارشاد ہو کہ آپ کی ہٹ پر بار ثالث مورد مکرر کو مثل تفصیل دوام اول پھر مفصل کردوں جب بھی آپ کو ہر نمبر کا مفصل جواب یا تصریحا قبول ہے

وصواب منظور ہے یا نہیں اگر نہیں تو میرا وقت کیوں ضائع کرائیے
صاف فرما دیجیے کہ ہمارے پاس تیرے ایرادات وادلہ کا جواب نہیں
یا بھرم رکھنے کو یوں سہی کہ ہم تیرے کسی ایراد و دلیل کا جواب نہ دینگے۔
ختم شد۔ طرفین کو اس طرف سے چھٹی ہو۔ جناب کے ذمہ سوراج ہنود کی
خدمت کا اہم کام ہے اس فقیر کے ذمہ اور بہت کچھ خدمت سنت واسلام
ہے دونوں اپنے اپنے کام میں مشغول ہوں بے نتیجہ باتوں میں اوقات کیوں
مبذول ہوں اور اگر سچے دل سے واقعی اُس تفصیل مکرر کے بعد جناب کو نمبروار
جواب یا قبول حق وصواب منظور ہے تو اُس وعدہ حلفی سے جان بچانا کس لیے
بلکہ عجب عجب اور ہزار در ہزار عجب کہ جناب نے مباحث دیکھنے سے پہلے
وہ چار عہد واثق کیے اور اُن پر واحد قہار کی ضمانت دی اور مباحث دیکھتے
ہی معاً سب سے پھر گئے ایک آن کو ایک پر بھی قائم نہ رہے تو آپ کو
حلفی وعدہ دیتے کیا لگتا ہے کیا حلف اُٹھا کر پھر جانا واحد قہار کو عہدوں
پر ضامن دیکر پلٹ جانے سے بھی زیادہ ہے اُس کا تو کفارہ ہے اور یہ جو جناب
سے واقع ہولیا اور برابر واقع ہو رہا ہے اس کا بے توبہ اصلا کچھ کفارہ نہیں
الا النار وبئس القرار او ان یعفو العزیز الغفار ولن یعفو اللہ ابدا
عن مرتکب کفار جناب اپنی اُسی جسارت وجرات پر جو ضمانت الٰہی کے
عہدوں کے ساتھ برتی ہے ایک بار اُنہیں الفاظ سے قطعی جزمی حلفی حتمی وعدہ
بھیجکر تفصیل مکرر ملاحظہ تو فرما لیتے پھر حلف چہ قدر دارد کہ پیش مرداں بیاید۔
مگر نہیں جناب خوب سمجھتے ہیں کہ یہ وعدہ کر کے بھیجا اور قیامت کا صور پھونکا
یہ جو مٹی ہٹ بھی پوری ہو جائے گی اور پھر کچھ بنائے بن نہ آئے گی ہر
جاہل تک سمجھ لیگا جناب کو فرار ہوا اور کیسا بے اختیار ہوا لہذا جان بچاتے ہیں اور

انشاء اللہ تعالیٰ بچنے والی نہیں ان الباطل کان زھوقا اور لاکھ باتوں کی ایک بات وہ ہے جو میں اخیر میں عرض کر چکا کہ سب جانے دیجیے جناب کے نزدیک ان تمام ایرادات و مطالبات میں معاذ اللہ میں ضلالت پر ہوں اور آپ سے ہدایت طلب کرتا ہوں اور بارہا قبول حق کا وعدہ لکھ چکا ہوں پھر ہدایت سے فرار شان لیڈر ہے یا کار کفار و سیعلم الکفار لمن عقبی الدار ذلک جزاء اعداء اللہ النار وما للظلمین من انصار ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب و اخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین وافضل الصلاۃ واکمل السلام علی سیدنا و مولنا وملجانا و ماونا وآلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین الی یوم الدین آمین یا ارحم الراحمین والحمد للہ رب العالمین۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ بقلم عبید الرضا محمد حشمت علی قادری رضوی لکھنوی محرر دار الافتا غفر لہ

شب ۱۴ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ ہجریہ قدسیہ علی صاحبہا وذویہا افضل الصلاۃ والتحیۃ آمین

خط شانزدہم مولوی عبد الباری صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرنگی محل لکھنو

حامدا و مصلیا و مسلما

مورخہ ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ

مولانا المعظم دام بالمجد و الکرم۔ السلام علیکم۔ جناب کا گلدستۂ نظم و نثر موصول ہوا آپ کے نصائح کا شکریہ ادا کرتا ہوں ہم نے جس خلوص سے مفاہمہ کا اجرا کیا تھا اُس کو میرا خدا یا میرا دل جانتا ہے اور وہ

سلسلہ جہاں تک پہنچا اُس کو آپ بھی جانتے ہیں میں ایرادات قاہرہ
اور اعتراضات توبہ کا جواب دے سکتا ہوں یا نہیں اور میں نے عہود وشروط
کا لحاظ رکھا یا نہیں اس کا تصفیہ آپ نہیں کر سکتے ہیں اس واسطے آپ سے
اُس کے بارہ میں کہنا سُننا فضول ہے میں جس نیت سے آپ کے مقابل
آنے کو نہیں کرتا اس کو میرا مالک جانتا ہے اور اُسی کا جاننا میرے لیے کافی
ہے میں نے قبل از وقت اور بے محل اُلجھاؤ میں پڑ جانے کو قبول نہیں کیا یا
میں نے خلاف شروط کہا اس کا بھی علم علام الغیوب کو ہے میں نے چند تحریروں میں
آپ کے طرز کی اتباع کی اُس کا انفعال ہے اس طرز میں جناب کے مقابلہ کرنے
کی تاب وطاقت نہیں رکھتا ہوں اس کا اقرار کرتا ہوں اور اپنی ہار تسلیم کرتا ہوں
میرا مقصد اُن تحریروں میں بھی جناب کی اصلاح ونصیحت تھی یہ بھی میں آپ سے
تصفیہ کے لیے عرض نہیں کرتا ہوں میں آخری عرض کرتا ہوں کہ جناب نے مجھ سے
مطالبہ فرمایا تھا کہ میری تحریر پر دستخط کر کے بھیج دیں میں نے اُس کی تفصیل
چاہی تھی جناب کو اگر منظور ہوتا کہ وہ قصہ تمام ہو جاوے تفصیل وار تحریر
کرتے میں اُس کو دستخط کر کے یا بعض امور کو حذف کرنے کے بعد دستخط
کر کے آپکی خدمت میں ارسال کر دیتا مگر جناب کو نہ یہ منظور تھا نہ جناب
اس کے لیے تحریر ارسال فرماتے تھے جناب کی نیت وارادہ کا حال مجھ پر منکشف
ہوگیا ہے اُس کے باعث مجھے مناسب نہیں معلوم ہوتا ہے کہ کوئی حلفی اقرار
کروں جناب کو اگر تحریر سابقہ دستخط کرانا ہے تفصیل فرمائیے ورنہ ما بخیر شما بسلامت
پہلے میں سب باتیں جناب کے جس اعتماد سے دیکھتا تھا اُس کا مقتضی تھا کہ
میں نے ارشاد جناب پر عمل کیا اب ایسا نہیں کر سکتا اگر جناب کی تحریر
اب آئی اور اُس میں تفصیل امور کے سوا کوئی اور بات ہوئی تو اُس کے

جواب سے فقیر قاصر ہے ۔ اور یہی عرض ہے کہ جناب ناخوش نہوں اور انصاف سے ملاحظہ فرمائیں کہ جناب نے جس قدر دیدہ ریزی میرے مغالبہ کی غرض سے کی ہے ہم لوگوں کے نزدیک تضیع وقت کے سوائے کچھ نہیں ہے کیونکہ ہم آپکی نیت سے آگاہ ہو گئے ہیں کاش آپ حضرات بجائے اس کے مسلمانوں کا فائدہ اور اسلام کی خدمت اور خدا اور رسول کے احکام کی پیروی کرتے اور جو قرارداد یں آپ کی جماعت میں منظور ہوگئی ہیں اُن کے اجرا میں سعی کرتے یہ ایک ایسی بات تھی کہ از خود ہم لوگوں کی گرویدگی کا باعث ہوتی لیکن جناب ہم سے زائد اپنی نیک و بد کو سمجھتے ہیں فقط والسلام

فقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ بقلم شاہد علی عفا اللہ عنہ

اٹھارواں مفاوضۂ عالیہ بجواب خط شانزدہم مولوی عبد الباری صاحب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۸ ع دریک ویک بست و چار و پانزدہ۔

حضور بالقابہ ۔ سلم علیکم کما علم القرآن الکریم ۔ پرسوں وقت مغرب نامی نامہ تشریف لایا کل میرے یہاں عرس مبارک حضور پُر نور پیر و مرشد برحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز تھی اور بیلی بھیت وغیرہ سے معززین مہمان تھے مگر بحمد اللہ نہ جناب کے عظیم الہند گاندھی کی طرح بلکہ مسلم سنی حنفی قادری اہل علم وصلاح لہٰذا خط جناب کی طرف التفات نہ کیا اور کرتا بھی کیا کہ (۱) اُس میں وعدہ حلفی در کنار اُس سے صاف

انکار جناب کو میری نیت کا علم کیا دشوار کہ جناب تو اپنے نزدیک غافر الذنب وقابل التوب وباری ہیں تو علیم بذات الصدور ہونا ضرور و انتہا المجازی کل کفور مگر یہ تو فرمایئے۔ جناب کیا فرمائیں گے اپنے ملنے والوں میں اگر کوئی مسلمان ملے اوس سے دریافت فرمایئے کہ میری دو عرض اخیر میں جناب کی اس تفصیل کی رٹ اور کمال خرد مندی کی ہٹ کا شافی جواب تھا یا نہیں وہ عرضیں مستحق جواب تھیں یا نہیں۔ ہمیشہ بات بات پر بار بار قاہر ردسننا اور اس کان سنکر اوس کان اڑا کر اسی مردود رٹ کو دھننا شایان شان جناب نہیں کہ علم وفضل بالائے طاق شرافت بلکہ انسانیت کے بھی لائق نہیں بلکہ جانوروں میں بھی شاید یہ عادت ایک ہی کی ہو

بالدوم ضرب قوی ٭ نیبی ولا یرعوی ٭ ما ثم عجما کذا

الا البلید الغوی

میں بہت منت سے دست بستہ گزارش کرتا ہوں کہ ابھی حلف نہ دیجیے ان دو عرض اخیر ہی کا جواب تو دیجیے کہ آپکی طلب تفصیل ہی کا جواب ہیں مانا کہ روز اول سے ٹھہرالی ہے اور اسی پر آجتک عمل عالی ہے کہ لاکھ ہٹ کے جواب کہو ایک نہ سنیں گے اور اپنی ہی رٹ فرمائے جائیں گے مگر کسی مسلمان کے ہاتھ جوڑے پر تو دو منٹ کے لیے اپنی عادت سے تنزل روا ہے۔

(۲) جناب کے خیال میں یہ ہے کہ میں مکرر تفصیل مفصل سے معاذاللہ گریز کرتا ہوں حاش للہ جو ایک بار کرچکا اُسے سو بار کرنا کیا دشوار۔ اعادہ تو ابتدا سے اہون ہے میں تو آپ سے وعدہ مانگنے سے پہلے خود وعدہ کرچکا کہ کرونگا کرونگا جناب سے طلب وعدہ

مذکورہ صرف اس لیے ہے کہ بابت کچھ نتیجہ خیز ہو مثلاً ا دربارۂ عبدالماجد
کفر جناب کس درجہ میں سنے مفصل کر دیا اُس کا کیا نتیجہ ہوا مہمل حیلۂ
توبہ کو اسی خط میں رد کر دیا تھا جناب نے رد نہ سنا اور وہی عذر بھیجی
پیش فرمایا ب تکفیر اہل اسلام میں جناب کا کفر کس درجہ روشن کر دیا
کہ جناب کو خود اپنی عبارت میں قطع برید کرنے کے سوا کچھ بن نہ آئی
اور لایعنی طریقہ توبہ کا اسی خط میں رد کر دیا تھا جناب نے وہ بھی نہ سنا
اور وہی عذر معمولی دکھایا ج جناب کا خود اپنے آپ کو کافر کہنا اس
کفر جناب کو کس قدر واضح کر دیا تھا اور ناقص و کاذب کا فرق آنکھوں
دکھا دیا تھا اس کا کیا نتیجہ ہوا د پھر خط ۱۲ ذی القعدہ سے علی الاستمرار
کتنے کفر جناب اور ثابت کیے اُن کا کیا نتیجہ ہوا ہ سب سے
اخبث جناب کے سترہ کفر دربارۂ مسئلہ تھانوی کن روشن بیانوں
سے ثابت کیے کہ اگر کسی کے دلمیں ذرّہ کا لاکھواں حصہ بھی اسلام
ہوتا واللہ تھرا جاتا مگر جناب کے گوش مبارک پر جوں نہ رینگی اُن کا
کیا نتیجہ ہوا ہر خط میں جناب کے کفر بڑھتے گئے اور آئی محمدی احکام
جناب پر چڑھتے گئے جناب کو نہ کسی سے جواب کی جرارت ہوئی
نہ کفر سے عبرت ہوئی نہ ترقی ارتداد میں قلت ہوئی اور اس خط اخیر
میں بھی کہ جناب والا نے اپنے نزدیک بہت جامۂ السانیت میں
آکر تحریر فرمایا ہے عظمت رفیعۂ حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کی طرف دعوت کو کیا تضیع وقت نہ فرمایا یہ ایک مسئلہ
تھانوی میں جناب کے اٹھارہ کفر ہوئے اور جناب ہیں
کہ سب سے اغماض اپنی شان بے نیازی کے زعم میں سب سے

روگردانی و اعراض عجب عجب صد ہزار عجب جناب نے جو شریفانہ خطوط اس ناچیز کو لکھے اُن پر تو انفعال ہوا اور عظمت محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو ہر خط میں گالیاں سُنائیں اُن پر انفعال نہ ہوا ۔ جناب ہی انصاف فرمائیں کہ ان متواتر تجربوں کے بعد اور زیادہ مفصل کرنے کا کیا نتیجہ ان تفصیلات پر جناب نے کیا نتیجہ دیا کہ آگے دینگے اس لحاظ سے وہ وعدہ حلفیہ مانگتا ہوں تو کیا قصور کرتا ہوں ۔

(۳۳) میں سچ عرض کرتا ہوں کہ جناب کا تفصیل مفصل مانگنا کا کیا حیثیت عن حقفہ بطلاغہ ہونا ہے ۔ جناب اس بارے میں ناتجربہ کار ہوتے تو ایک بات بھی بار ہا تو آزمائش پائے ہوئے ہیں اور دور کیوں جائیے خود اسی مفاہمہ پر نظر فرمائیے اصل مباحث بھیجنے کی کتنی جلدی تھی کیا کیا اضطراب تھے طلب میں تار آیا رجسٹری پہنچنے میں ایک دن کی دیر ہوی فوراً خط مشعر انتظار آیا جب وہ پہنچا حالت جو کچھ ابتر ر دی زار ہوی بحمدہ تعالیٰ عالم آشکارا ہوئی نام کو ایک دلیل نہ ہلا سکے ایک ایراد کا جواب نہ لا سکے گلو خلاصی کے لیے لگی یہ کُلی تلاش ہوئی دریں چہ شک کی طرح ایک ہی رٹ وجہ معاش ہو رہی ہے عزیز مقتدر کے فضل و کرم سے یقین واثق رکھیے کہ جناب کا یہی حال اُس تفصیل مفصل پر ہونا ہے اسی لیے تو جناب سے وہ وعدہ منفی مانگتا ہوں مگر تو بہ آپ اور یہ جانکاہ وعدہ اپنی موت آدمی کو خوب سوجھتی ہے نہ کہ جناب جیسا مجدد اعظم مدراس میں پیشگوئی کر چکا اور پھر کرتا ہوں کہ انھیں دس نہیں سو بار مفصل کر دوں جناب یہی فرمائے جائینگے

سے تفصیل کر تفصیل کر کہ جناب کی سب سے بہتر جان بچانے کی گلی یہی ہے اُس وعدہ کے بعد ہر نمبر کا مفصل جواب نہ دیجیے گا تو ہوا اُکھڑ جائے گی ہر جاہل سے جاہل پر جناب کا عجز کھل جائیگا بات بگڑ جائے گی لہذا وعدہ سے جان چُراتے ہیں اور ایک کان گونگا ایک بہرا کر کے وہی تفصیل کر کی رٹ لگاتے ہیں۔ کس نے کہا ہے کہ تفصیل نہ کرونگا جناب ذرا جی کڑا کر کے آنکھیں بند فرما کر ایک بار وعدہ تو لکھ بھیجیں پھر بعون القدیر دیکھیے کہ خدا دے اور بندہ لے اگر مار اُوہ زلفتہ کی جزا سیئت نہ ہو تو میرا ذمہ۔ نیاز مند خیر خواہانہ عرض کرتا ہے کہ لا بشری یومئذ للمجرمین ویقولون حجرا محجورا کے مصداق بننے سے احتراز فرمائیے۔

(۴) میں نے جن امور کی تفصیل ایسی کر دی کہ آپ نے بھی مانی اور براہ عنایت وہ میری شفقت جانی اُسی کو جناب نے اُلجھاؤ میں ڈالنا فرمایا اور وہ اُلجھاؤ اب تک ذہن شریف سے اُلجھا ہے اس کی فلاسفی بھی جناب ہی جیسے قریر العین سمجھ سکتے ہو سکتے ہونگے۔ جب جناب کے نزدیک تفصیل اُلجھاؤ میں ڈالنا ہے تو ہر بار تفصیل تفصیل کی رٹ لگانا اور ایک اُلجھاؤ سے تسوا اُلجھاؤ میں اپنے آپ کو ڈلوانا میری بدنیتی ہے یا جناب کی۔ یہ بھی جناب کو کئی بار لکھ چکا مگر جناب نے تو روز اول سے ٹھہرا رکھی ہے کہ وعدہ سے آنکھ بند اور رٹ کی صدا بلند یہ جناب کی طلب تفصیل کا تیسرا جواب ہوا اور بحمدہ تعالیٰ کیسالا جواب ہوا میں پیش گوئی کرتا ہوں کہ میرے ادلۂ باہرہ واعتراضات قاہرہ تو بفضلہ تعالیٰ شئی عظیم ہیں یہ آپکی طلب تفصیل کے تین جواب قاطع ارتیاب کہ سنگ دہان ضد وخیم ہیں جناب ان تینوں میں سے کسی کو کبھی ہاتھ نہ لگائیں گے

اور وہی اپنی ہٹ کی رٹ فرمائے جائیں گے خیر بحمد اللہ تعالیٰ اللہ واحد قہار دیکھ رہا ہے اور اُس کے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور میرے اور آپ کے ملائکہ دیکھ رہے ہیں اور ہر واقف کار مسلمان اُن کا شمار دیکھ رہا ہے کہ مقاہمہ بحمدہ تعالیٰ کب کا ختم ہو گیا اور للہ الحمد حق کی فتح مبین پر ختم ہوا والحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ کما یحب ربنا ویرضی ملاء السمٰوات وملاء الارض وملاء ما شاء من شیء بعد اس کے شکریہ میں پہلا اکیس قصائد نظم حاضر کیے تھے ویسے ہی اُنیس اور حاضر کرتا ہوں کہ چالیس کا عدد پورا ہو جائے وہ تین امور کہ وہاں معروض ہوئے تھے یہاں بھی ملحوظ خاطر رہیں۔

(۲۲) یارب کہ چہ کردست فسون دم گاندھی ÷ لیڈر پسر و امام اقدم گاندھی ع
درخطبۂ وعظ گفت فرنگی محلی ÷ ہادی گاندھی ممدوح اعظم گاندھی
(۲۳) کالیسم کالیجھا بہت راہنی ÷ ای بیں و بت بندہ نقش چینی ″
فونوی دیں چہ شک بتو آموزند ÷ ہر بار ہموں گوئی و خامش شینی
(۲۴) واد ست اگر خدا ترا صورت مرد ÷ مردی مہل و مشو بنا مردی فرد ″
دو عرض اخیرم چہ نبی خواہ جواب ÷ فونوے دیں چہ شک کہ در تو پر کرد
(۲۵) از بانوی تو نظام دیں گاندھی ست ÷ قائم بتو انتظام دیں گاندھی ست ″
کردی لقب خویش قیام الدین را ÷ آخر د بتو قیام دیں گاندھی ست
(۲۶) پابردم دینی و مبل کفر و اُفُد ÷ خلط اسلام و کفر رائج نشود ″
پا برکش و از خلط جدا شو کہ قوی ÷ خود گاندھی و گاندھی ز تو برتر نبود
(۲۷) گاندھی بہ تش علت ادون دارد ÷ ہم یکے بیں مراد وہین نمودن دارد ″
زیں ہر دو چو زاہی تو بی خوگاندھی ÷ پس ہد شدہ زیر پاست گردن دارد

(۲۸) گاندھیت امام و رہبر و فرمانده ÷ تو بنده و پسرو و بر نامش جانده — ع
ایماں بفدا کردی و نامش ماندی ÷ تا پایہ ہنوز نارسیدی آں ده

(۲۹) گفتند قیامیان کلامی لاشے ÷ گفتند کلامیان کلامی لاشے — شتے
بر رنگ نصاری و یہودش گفتند ÷ الحق ہر یک بدیں سامی لاشے

(۳۰) از بستر خلافت خر سوراخ بجست ÷ در گاندھی کیپ ترک ترک ترک ست — خ
آزاد و محمد علی و شوکت گفت ÷ گر ترک آیند تیغ گیر ہم بدست

(۳۱) گاندھی چو مہاتمائے ناکس باشد ÷ روح آتش و ناکس تن چوں خس باشد — عام
قرآن فرمود مشرکانند نجس ÷ چوں روح اینست تن خود نجس باشد

(۳۲) قومے گفتہ نز کہنہ دامن کش شو ÷ میگیر نو گاندھی و در آتش شو — شتے
مولانائے تو شوکت ایں سنت کاشت ÷ قشقہ بجبیں بر زن و مشرک وش شو

(۳۳) گفتند چہ استتار می باید کرد ÷ شرک وشی آشکار می باید کرد — ״
اسلام کہن شد بہ نوی چہره فروز ÷ قشقہ بجبیں نگار می باید کرد

(۳۴) گفتا خر کے چکار می باید کرد ÷ دین بر گاندھی نثار می باید کرد — ״
چوں پسر و مشرکی نز اعلاں مگریز ÷ زنار و تلک شعار می باید کرد

(۳۵) گفتند کہ طرح کیش تازه فگنیم ÷ آتش در فرق کفر و اسلام زنیم — شک
دینے نوے آریم و برنگ کعبہ ÷ تقدیس پے سنگم و پریاگ کنیم

(۳۶) دانی کہ چہ کرد ابوالکلام آزاد ÷ آزاد ز دین و شرع و اسلام و رشاد — نما
بستوده صفات و پاک ذاتش گفتہ ÷ در خطبۂ جمعہ حمد گاندھی بنہاد

(۳۷) دانی بچہ شد ابوالکلامت معلم ÷ گفتا من بہر ہندوم مستسلم — ״
گر بر ہندو گزندے آید ز افغاں ÷ بر یک ہندو فدا کنم ده مسلم

(۳۸) دانی کہ چہ گفت ابوالکلام رخ زرد ÷ عیسے نہ نبی بود و نہ شرعی آورد — ״

بر دارکشیدند و یہود سش گشتند + بنگر کہ بحرف حرف قرآں رد کرد

(۳۹) گفتند شمار است مدبّر گاندھی + تعلیم کن دین مطہّر گاندھی

مبعوثِ الہ آزپے تذکیر شماست + رحمٰن شدہ مرسل و مذکّر گاندھی

(۴۰) مدبر ز خدا شوی مدبر منہش + مذکر ز ہوا شوی مذکر منہش

مشرک نجس ست و مرتد انجس از نو + خبث الخبثا شوی مطہّر منہش

والسلم علی من اتبع الہدی۔ فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ بقلم عبید الرضا

شب ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ ہجریہ محمد حشمت علی قادری رضوی لکھنوی غفرلہ محرر دار الافتا

قدسیہ علی صاحبہا وآلہ افضل الصلاۃ والتحیۃ آمین۔

آنیسواں[۱۹] مفاوضۂ عالیہ۔ یہ مفاوضۂ عالیہ فرنگی محلی صاحب نے منکر ہو کر واپس دیا کہ لینے سے انکار ہے جس سے اُن کا فرار علانیہ کھل گیا اُس پر یہ آنیسواں بصیغۂ رجسٹری نافذ ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حسبی اللہ لا الہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم ۝

جناب نے منکر ہو کر خط واپس فرمایا کہ شام کو یہاں آیا میں نے اُس میں دو عرض اخیر پر ایک اور اضافہ کیا تھا جو حقیقت واقعیہ پر مبنی اور جناب کی فہم عالی سے ورا تھا میں جناب پر تخفیف کے لیے اُسے کم کرتا اور صرف دو عرض اخیر پر اقتصار رکھتا ہوں جناب تو یہ فرماتے تھے کہ نہ بھاگوں نہ بھاگنے دوں اگرچہ بحمد اللہ تعالے میرا پہلا خط مباحث پہنچتے ہی فرار بر قرار اور رسیاں تڑا لنے کا اظہار ہو چکا تھا مناسب تھا کہ ابھی

کچھ دنوں اور دم نہ توڑتے وعدہ دیگر تفصیل مکرر ملاحظہ تو فرما لیتے پھر فرار
تو نصیب کا تھا ہی میں ان الفاظ کو بھی واپس لیتا ہوں اور اُسی قدیمانہ
خیر خواہی پر عرض رسا ہوں کہ للہ چند سانسیں اور صبر فرما کر تفصیل مکرر ملاحظہ
فرما لیجیے اس کا کانٹا جناب کے دل میں کھٹکتا نہ رہ جائے پھر اللہ توفیق
اسلام دے تو اس سے کیا بہتر وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ انیس[19] رُباعیاں
اس خط واپس شدہ میں عرض کی تھیں چار اور حاضر کہ خود رباعیاں چالیس
ہوجاتیں امور ثلاثہ ہر نظم میں ہمیشہ ملحوظ رہیں۔

(۴۱) رحمٰن وحبیب او شفیع العاصین ÷ بے توبہ نہ بخشند خطایت یقیں ع
پسر وشدی آنزا کہ نگفتست بعمر ÷ رب اغفرلی خطیئتی یوم الدین

(۴۲) یاد ابا میکہ حق مسلمانت کرد ÷ چندے بدر حدیث وقرآنت کرد ''
این جملہ نثار بت پرستی کردی ÷ زینگونہ شقی کدام شیطانت کرد

(۴۳) جناب نے بارہا میرے طرز پر تعریض کی اُس کی نسبت معروض۔ ع شستے
طرزم شدت بمرندان فاشی ÷ کفار نہند نام او فحاشی
گر ذرۂ طرز من بجانت تابد ÷ از کفر برآئی ومسلماں باشی

(۴۴) در فرق میان طرز من ومدعی تتبع۔
زشت کلامم پے گیرندہ بگوش ÷ نیشست ملامم کہ کنند مرتد ہوش ع ''
نحلم در نوش ونیش جامع مسلم ÷ نے کافر زنبور کہ نیش بے نوش

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ بقلم عبید الرضا محمد حشمت علی قادری رضوی لکھنوی
غفرلہ محرر دار الافتا
۲۵ ذی الحجۃ الحرام سنہ ۱۳۳۹ھ

فرنگی محلی صاحب کو کسی نے سمجھا دیا طشت از بام ذلت!

ہو گی رجسٹری لے لی رسید آگئی جواب نہ دیا اُن کے
انتظار پر یہ بیسواں نافذ ہوا -

• بیسواں مفاوضۂ عالیہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حسبی اللہ لا الہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم -

بملاحظۂ صاحب فرنگی محلی گاندھی مجلی حفہ الگاندھی بفیضہ المتدلی -
جناب کی اٹھارہویں گلی وہ تھی کہ میرا اٹھارہواں خط منکر ہو کر واپس دیا
اُس پر میرا اُنیسواں رجسٹری پہنچا اُس پر جناب کی اُنیسویں گلی یہ ہوئی کہ
لے لیا اور آج دس دن کامل ہوئے جواب نہ دیا حالانکہ آپ کے یہاں سے
چوتھے دن تحریر آجاتی تھی اور کبھی تیسرے ہی دن کہ جناب کو دریں چہ شک
کے سوا کچھ لکھنا تو ہوتا ہی نہیں یہ تو معلوم ہے کہ میرے ایرادات باہرہ
دادائے قاہرہ کا نام سُنتے کلیجے مُنہ کو آتے ہیں ہوش گم عقلیں دنگ
جیسا کہ جناب خود اقرار فرماتے ہیں میرے ان دو عرض اخیر کا ہی جواب
جناب سے ایسا ہی ناممکن ہے جیسے من حق علیہ القول سے توبہ
وایاب - مگر جناب کی گلیوں میں تو وفور ہے دیکھیے اس بیسویں پر کونسی
بیسویں منظور ہے - بیس رباعیاں اور حاضر کہ انھیں کا عدد ساٹھ ہو مسلمان
کہلانے والے ان نظموں ہی کے نصائح عالیہ کو غور کریں تو کفر کا کچھ تو
کہنا ٹھہو - نظموں کے متعلق تینوں گزارشیں ہمیشہ ملحوظ رہیں -

عق (۴۵) جائے بخدا رام دُہائی خوانند + پنڈت جی برجواز فتوے رانند
پانڈے نہ چرا بجلہ مکھیا شان + گویندو رام رام ست گو یانند

غ (۴۶) آمد بحدیث متواتر ارشاد + ان الامراء من قریش لا تاد

اجماع صحابہ و اہل سنت کردند ... کذاب خلافش بر ابوبکر نہاد

(۴۷) ایں کذب کہ حرش ابن خلدون نہاد ... عبدالباری گزیدہ پیش آزاد

خود شاہد کذابی شان نص امام ... اللہ اذا اضل لا یلیقی ہاد

(۴۸) ہر خلفا کے لقب سلطان ست ... سلطان ہارون رشید کہ بر شان ست

سلطان لقب کسے خودش گفت کہ او ... دنہا خلیفہ نیست نہ بہ آن ست

(۴۹) مرگھٹ طلب دار ہی بت راہ نہ گاں ... بالغرہ بے بدوش مسلم بچگاں

شد تو خدائے تو دیدی مسیح ... برکتف اسد چیطہ خوکان و سگاں

(۵۰) بیت اللہ دمانگہ کا فر اف اُف ... انجا خطبا عباد شنکر اُف اُف

بر منبر مصطفی قدوم کفار ... اُف لک ای کمیٹی شر اُف اُف

(۵۱) مرتد را صدر و مشرکاں سالار کاں ... کردند وے مرتد و اصنامیاں

ہم فاتحہ ہم نماز ہم دعوت عفو ... واللہ کہ مسخ شد زد لہا ایماں

(۵۲) در مہلکہ چند کے کہیں داہی باز ... نفریں وہنت بآفریں داری باز

کو آرہی و سنت رسولش گوئی ... شرمت نہ کہ ادعاے دین داری باز

(۵۳) گاندھی پے سوراج دلش بنگا فد ... آزاد پے خلافت خود لا فد

ہر کس بہ ل استخوان طلب می گردد ... جولاہہ پے سیش خود می بافد

(۵۴) گاندھی کہ کنابہ وک انگریز کشی ... از رشتہ خام چوں کمندش بکشی

لنگامی پوش ور بسانی می پس ... از ہند بدر کنی نصاری بچوشی

(۵۵) آزاد مگر نہ تو بیشک مشرک ... وہ مسلم سید ہی ہے یک مشرک

نیست زاسلام اگر بہ و بدے میکردی ... برنا خن اسلئے لد ایک مشرک

(۵۶) با ترکی ہند و اشتر جنگ کند ... تقدیس زمیں جمن و گنگ کند

کسے کی برہ دلہ دوی نیست ... کز راہ مہاہ یو ترا لنگ کند

(۵۷) ای پلیا علان شدہ عبد النّاری — امسال شدی یکدمہ عبد الباری ع
آں لحظہ کہ نام توبہ کردی بدنام — ناں بازہماں بپسر وعبد الپاری

(۵۸) مسلم کہ اقامت شعار دیں کرد — نزدش پئے خوشنودی انگریز این کرد ع
پس گوشت حرام وگاؤ مُردار نمود — کافر ہمہ مؤمناں برائے کیں کرد

(۵۹) گفت از اسلام نیست باقی جز نام — علمیست بجملہ ایں از مان عام ر
سید عالم۔ فلانِ کافر خود من — کاذب ہمہ اند در عیار اسلام

(۶۰) عبد الماجد کہ داد صدہا دشنام — بکلمہ وقرآن ومصطفےٰ راچو لئام ع
ایں گفت کہ ہرگو نہ نمودم تحقیق — در قول احی نیست سوائے اسلام

(۶۱) کودم حسرمات درمسائے لتین — چوں ہفت بروہم نکشادی شفتین "
زنہار بہرلیات تورخ نکنم — لایملامغ مسلم بمحو شنتین

(۶۲) عبد الباری زرعب اصحاب سلوک — بنگر بچہ کذب بد برآمدہ کوک "
گفتا گفتم بہئے گاندھی برار — خواہیم مدداز توچناں کز ساگ خوک

(۶۳) گفتہ من گفتہ ام خنازیر وکلاب — گاندھی فہمید یا از وماند بخواب "
ایں کذب وکدامی مدد از خوک سواست — در ساختن کذب غلط کرد و عجاب

(۶۴) اَرَہ کش فرق دین نہانی بودی — تیشہ بعیان برزدی وپدرودی "
نجاربہ نسلت نہ بایں معنے بود — ایماں تراشیدی ودیں بدرودی

والسلم علی من اتبع الھدی

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ بقلم عبید الرضا محمد حشمت علی قادری
رضوی لکھنوی محرر دا ما لافتا
۶ محرم الحرام ۱۳۴۰ھ ہجریہ قدسیہ علی صاحبہا وآلہ افضل الصلاۃ
والتحیۃ آمین

اکیسواں مفاوضۂ عالیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حسبی اللہ لا الہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم

میرے بیسویں خط کو بیس دن ہوئے آپ وہی اُنیسویں گلی چلے گیا گلیاں ختم ہوگیئں یا یہ سمجھے کہ بیسویں کو فرشتہ کہاں سے آئیگا اُنیس ہی تو ہیں اور نہ جانا کہ وما یعلم جنود ربک الا ھو- ۲۷ رباعیاں اور تین نظمیں آپ کے فرارِ ابدقرار کی تہنیت میں حاضر ہیں- امور ثلاثہ ملحوظ رہیں اور یہ پچھلا سلام سلامِ متارکہ ہے اذ لا سلام الا علی اھل الاسلام والسلام علی من اتبع الھدیٰ-

(۶۵) با حضرت حق کفر لشدت کردی
یک کافر کفران و دگر کافر کفر
(۶۶) بد بو کفر ست وبدترین و زر رذل
خوشبو ی چو بخشند ترا ر دکنش
(۶۷) گفتم صنما توبہ نگاہدار بہوش
گفتم کہ ہدایتے بقرآں کنمت
(۶۸) گفتم صنما توبہ شکستن ستم ست
اسلام اگر رو دروو باکے نیست
(۶۹) در خط فرنگی محلی بیں کہ ہنود
تمثیل کنار پور د آرہ بنگاشت
(۷۰) ای لیسرد بت بندہ سفیہ رعنا

دشنام بمن فکر ہدایت کردی
توجا مع ہر دو ئی صدارت کردی
ایمانت می دہم کہ مشکیست بدل
محبوب الرائحۂ خفیف الحمل
گفتا از توبہ تو بہا کردم دوش
گفتا من کے نہم سوئے قرآں گوش
گفتا خود را بہ توبہ بستن ستم ست
از بندگی گاندھی کہ تن ستم ست
در بیچکنی مسلمین اند ممنود
خطبہ چہ بود کہ خود کمیٹی نابود
ماجلوک منہ الا ابیت اللعنا

شد حاصل نہ بے حاصل و نا حاصل تو

(۷۱) آیا گوئی کہ پنڈت آراست سبھا
از مندر خویش و پاٹ شالا یش نہ ور

(۷۲) ملحد در اسم رب اگر رام خدا ست
مسجد مدارس پاٹ شالا مندر

(۷۳) تا چار صد از یکصد و یک گشت عقاب
گوید بر بحث من ہمیں پنج و بیس

(۷۴) او از یک رد جواب نتواں چاوید
رد ہا حاضر جواب حالا گوید

(۷۵) باما و ریاست دُر نجئے سفتند
او گفت کہ با بعض مریداں بد بحث

(۷۶) گفتند حساں شہ بفلاں زن آمیخت
زن گفت بلے چا کرشہ کرد ایں کار

(۷۷) کتمان شہادت ارجمندی نبود
شیخ غریب و نقشبند کز بات

(۷۸) پوشید شہادت حق و حکم خدا
از مفتی شان بریں کبار گنہ نیست

(۷۹) ارشاد حسین صاحب منار شد و رشاد
ایناں کہ بہر امر بعکس او بیند

(۸۰) گفتا قرشی شود خلافت با تو ست
خود منکر ترکی شد و خود منکر را

لا ترضی باسمہ و تعنی ۲ المعنی

دو مرگھٹ پر کھایان از شہر جدا
نزدیک چتا پیش پتا گفت کتھا

پنڈت چو تو مولوی وعظ تو کتھا ست
مرگھٹ درگہ مزار آیات چتا ست

بر عبد الباری و وکیلش کذاب
دو ماندا ھان للّٰہ کاذیب عذاب

وین گوید صدر را زبیم ر دگر دید
خوابے ست پریشاں کہ لب سام بدید

مصنوعی و گرد شرم از رخ رفتند
پس حملہ دروغہا عوض و حق گفتند

بنوختنا ہمخوابہ خود ساختنا آمیخت
زیں روئے تصدیق بحلق شاں ریخت

در شاہد زور سر بلندی نبود
عاقل داند کہ نقشبندی بنود

باطل کرد و شہادت نہ ورادا
حق نمک کمیٹی آور دجبا

نے مبطل حق بود نہ باطل ایجاد
داغ داماں و ننگ تام ارشاد

سلطان ترک از تغلب بعلاست
فاسق مفسد نوشت یعنی خود اوست

(٨١) گفتا کہ شدی حصر ورد اکاتب
گر صادقی آں خط بنما ورنہ بگو
آں خط برساندم بوکل صاحب — سایا
اللھم العن الکذب والکاذب

(٨٢) لعنت بمسلماں نہ مناسب باشد
بیزار دگرے لعن کند محتمل ست
ہر چند چو تو غادر و کاذب باشد — 〃
خود از تو بتو قطعی و واجب باشد

(٨٣) گفتند بہ وک خوان انگریز بریز
از چوب مقابل و مقاتل می باشی
کج دار و مریز بام فرسا و مخیز — رشتے
با قنبل طیارہ و توپ انگریز

(٨٤) رب العزۃ ہلاک کردہ بیباک
اما بخوارق! ستما دو اسباب
نمرود زپشہ ابرہہ از مرغاں — 〃
بگزاشتن ست کار احمق اہلاک

(٨٥) تکلیف بفوق وسع رحمٰن ننہاد
درحالت حال ہا مسلماناں را
در تہلکہ افگندن جانت فساد — جہاد
زنہار شریعت نہ روا داشت جواد

(٨٦) سلطان چو بود گردن مرتد بزند
بجذبہ وگانہ عدیہ رد ہر بد شق آ
بازاز کفو ہر کہ قریں تر فگنند — جہاد
فرض ست کہ آغاز باینہا بکنند

(٨٧) کافر ہر فردہ فرقہ دشمن ما را
مشرک را ابندہ باش بالفرانی
مرتد مشرک یہود دگبر و ترسا — ترک موالات
ہر کار حرام- این ست ز شیطاں فتوی

(٨٨) گفتند اگر کنید خوشنود ہسنود
محکم رسن خدائے گیرید کزو
گر دید خدائے خویشتن را خوشنود — شک
دیں گرچہ رود زدست دنیا موجود

(٨٩) بر لیست اگر ختم شجاعت نشدے
گفتند کہ گاندھی ست بنی بالقوہ
گر گیں خجر و اہل ضبغمیت نشدے — رشتے
ایں بودے اگر ختم نبوت نشدے

(٩٠) گفتند چہ دین اگر کمیٹی نبود
اسلام کہ بے بندگی گاندھی ناست
پامالش کن چو سر کمیٹی نبود — عام
ہرگز مقبول در کمیٹی نبود

(٩١) ای بیہدہ دیں فروش ای دنیا خر
او رفتہ واپس بنا فتی - بہ نہ تو حز — 〃

خودسر دو دار نقد وقتت سخن
(۹۲) نار دعلم گاذعوی اگر دو افراخت
در تبرہٗ سوراج جو لیڈریت دید
(۹۳) بالدو مرضہ ب قوی
ماثم عجما کذا
(۹۴) نا فر کبر کہ خود را متکبر شمرد
طرز خود را اگر از رتبۂ خود بیش ندید
غیر محفوظ کہ خود را متواضع داند
روش خود اگر از مرتبہ اش کم نشمرد
خویشتن یا متواضع منای بمکر کبر

آخر آخر ترا چہ آخرہ و آخر
کفر و سر دیں سوے اندوخت و اندوخت
آں توبہ و با توبہ در سوخت و در ساخت
بینسی ولا یر عوی
الا البلیس الغوی
خوش گمان کن کہ فوائش ز کبر عاری ست
از جسان کل او بیم تکبر طاری ست
بالیقیں داں کہ تکبر بعجز و قش ساری ست
از چہ رو لاف تواضع بزبانش جاری ست
ایں نصیحت ز رضا از پے عبد الباری ست

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و نور عرشہ سیدنا و مولٰنا محمد و آلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین آمین والحمد للہ رب العلمین

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

بقلم عبید الرضا محمد حشمت علی قادری رضوی لکھنوی غفرلہ
محرر دار الافتاء از بریلی - ۲۵ محرم الحرام ۱۳۴۰ھ ہجریہ قدسیہ
علی صاحبہا وآلہ افضل الصلاۃ والتحیۃ آمین

مفاوضۂ عالیہ

یہ نمبر ۲۲ ابتدائی سب میں پہلا مفاوضۂ عالیہ ہے اور اسی پر اختتام مکالمہ ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

حسبی اللہ لا الٰہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم

تین رباعیاں اور حاضر کہ نذرِ ہو جائیں۔ امورِ ثلاثہ ملحوظ رہیں۔

رباعی

عبدالقادر کہ رحمتش کرد سری ۔۔۔ بود از کلمہ گوئے خطا کیش بری
زمخلص ہر مشرک و مرتد گشتی ۔۔۔ چوں سترِ بلد برنہ گر اور اپسری

دیگر

زخود بسرش خنجر تحریف اشد ۔۔۔ آں فقرہ کہ بردے زدی اوامر زد
دز دند حرامیان زر و مال کساں ۔۔۔ بے شرم چنوں ہیچ حرامی نبود

دیگر

خود مسجد کانپور پامال نمود ۔۔۔ بہر جنب و حائض و زباں و عنود
خود کردہ فضائح بسر ہادی بست ۔۔۔ ایں سوختہ آزرم بر ابلیس فزود

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ و نور عرشہ سیدنا و مولانا محمد
و آلہ و صحبہ و ابنہ و حزبہ اجمعین امین والحمد للہ رب العلمین

فقیر احمد رضا قادری عفرلہ دوم صفر المظفر ۱۳۴۰ ہجریہ قدسیہ علیٰ صاحبہا
الصلاۃ والتحیہ آمین بقلم عبید الرضا محمد حشمت علی
قادری رضوی لکھنوی
محرر دار الافتا
از بریلی

خاتمہ رزقنا اللہ حسن الخاتمہ ووقانا عن الحاطمہ بجاہ ابی القاسم ابی الفاطمہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم ثم علیہا وعلی بعلہا وابنیہا۔

مسلمانو اللہ عزوجل اکرم الاکرمین احکم الحاکمین خیر الفاتحین کا شکر کرو جس نے حق کی حمایت فرمائی اہلحق کو فتح و نصرت دی اور باطل کا مونھ کالا کیا اور اہل باطل کو خائب و خاسر رکھا۔ ہماری طرح تم بھی کہو الحمد للہ الذی نصر عبدہ واعز جندہ وھزم الاحزاب وحدہ وافضل الصلاۃ واکمل السلام علی من لا نبی بعدہ وعلی الہ وصحبہ المکرمین عندہ۔

بحمدہ تعالیٰ فرنگی محلی صاحب کا مفاہمہ تمام ہوا اور مکالمہ بخیر و خوبی اختتام کو پہنچا۔ ہر ذی عقل بلکہ ہر انکھیارا دیکھ رہا ہے کہ بعونہ عز مجدہ مسلمانوں کی فتح ظاہر و باہر بین روشن پر اُس کا انجام ہوا۔ مباحث عالیہ کا پہلا خط ۱۴ ذی القعدہ کو فرنگی محلی صاحب کے پاس پہنچا۔ اس سے پہلے مباحث کے مطالعہ کی کیا کیا جلدی تھی کیا کیا اضطراب اور کیسی بے چینی تھی۔ تار بھیجتے ہیں کہ سرفراز نامہ کا انتظار ہے رجسٹری پہنچنے میں ایک دن کی تاخیر ہوتی ہے تو خط آتا ہے کہ رجسٹری اب تک نہ آئی۔ جب وہ پہنچا جس کی جلدی تھی اُس کے پہنچتے ہی رُخ بدل گیا اُن کی حالت جو کچھ زار ہوئی آپ سب حضرات پر آشکار ہوئی۔ اصلاً نامہ کو ایک حرف کا جواب نہ دے سکے۔ کوئی دلیل نہ بتا سکے۔ کسی ایراد کو ہاتھ نہ لگا سکے۔ ہاں اپنی گلو خلاصی کے لیے اُلٹی گلیاں چلے مگر خدا کا دھرا سر بر حقیقت علیہ کلمۃ الحق آب راہ فرار نایاب کبھی اس گلی بھاگتے ہیں تو کبھی اُس گلی جاتے

ہیں یہ بھی بند پاتے ہیں تیسری گلی ہو لیتے ہیں تقدیر سے وہ بھی مسدود تو چوتھی اختیار کرتے ہیں مگر وہاں بھی اماں مفقود۔

نمبر پہلے ایکسو ایک ہی تھے اب چار سو کے قریب پہنچے۔ فرنگی محلی صاحب کی مہمل ہٹیں بیجا رٹیں وہی رہیں جن کی تفصیل آپ اُن کے خطوط میں دیکھ چکے۔ یہاں اُن کی ہر ہٹ قبول فرمائی گئی ہر ضد پوری کر دی گئی وہ جو گلی چلے اُن پر بند فرمادی گئی اور برابر اپنے ادلۂ باہرہ و ایرادات قاہرہ کے جواب کا تقاضا جاری رہا۔ وہاں وہی صمٌ بکمٌ ایک ہٹ یہ لی کہ جیسے بعض امور مفصل کردیے سب یونہیں کردو تو غور کرینگے یعنی مثلاً سو کفر ثابت کردیے ان میں سے توبہ نہ کرینگے جبتک باقی بھی مفصل طور پر ثابت نہ ہو جائیں یہاں پہلے ہی سب مفصل فرمادیے تھے اُن کی یہ ہٹ بھی رکھی اور پھر مفصل کیا مگر نہ دریں چہ شک کی طرح یہی الاپتے رہے کہ مفصل کردو مفصل کردو۔ اسے بھی قبول فرمایا مگر یوں کہ سلفی وعدہ دیجے کہ اس کے بعد ہر نمبر کا مفصل جواب دیجیے گا توبہ کیجیے گا ورنہ آجتک جنہیں آپ بھی مفصل ہو بہا نا مانتے ہیں اُن قاہر ایرادوں کے حضور کب زبان شریف کھولی اُن جانگزا مطالبوں کے کس حرف کا جواب دیا۔ بتائیے کہ کون سے کفر سے توبہ کی اس کا جواب صاف انکار ہیں آیا کہ میں ہرگز وعدہ جواب نہ کرونگا ادھر سے بار بار ارشاد ہوا کہ ہم پھر تفصیل کو تیار ہیں ادھر وعدہ دیجیے اُدھر فوراً تفصیل تیجیے۔ مگر وہ خوب جانتے تھے کہ یہ ایرادات قاہرہ ایسے نہیں جن کا ایک حرف بھی ساری کمیٹی ہلا سکے ہر ہر لفظ بجائے خود جبل تھر ہا ہے وعدہ کیسے دیتے اور توبہ موقوف بالخیر کرتا ہے اُس کی انہیں توفیق نہیں توبہ کیسے کرتے آخر علانیہ فرار ہوا یعنی بھاگتے بھاگتے ایک گلی ایسی انہیں

ملی جس سے اُن کی جانِ نازنین چھوٹ سکی وہ یہ کہ خط لینے سے انکار رہا۔ اُٹھارواں مفاوضہ عالیہ لینے سے انکاری ہوکر واپس آیا پھر رجسٹری کیا گیا تو رکھ لیا اور جواب اصلاً نہ دیا۔

مدعیانِ تہذیب کی بانگی تہذیب

ہر عاجز کا قاعدہ ہے کہ جب اُسے کچھ بن نہیں پڑتا۔ گالیاں دیتا سب و شتم پر اُتر آتا ہے یہی یہاں فرنگی محلی صاحب نے برتا اُنھوں نے سوچا تھا کہ گالیاں سنائیں گے برافروختہ کرینگے بات تو تو میں میں پڑ جائے گی یہ مطالبات و مُواخذات کی سخت جانگزا آفت سر سے ٹل جائیگی مگر نفیسوں سے اُنھیں کیا خبر تھی اُنھیں کیا معلوم تھا۔ کہ اُن کی یہ گلی بھی بند کر دی جائے گی اور برابر اُن پر نمبر پر نمبر چڑھیں گے یہاں تک کہ فرنگی محلی صاحب کے دہن شریف پر مُہر سکوت لگ جائے گی۔ مسلمان ملاحظہ فرمائیں کہ ادھر سے کس قدر نرمی و آشتی ملاطفت و شفقت کے ساتھ خطاب ہے اور اُدھر سے جو اب میں کیا کچھ خفگی و عتاب ہے۔ اخبار زمانہ میں چھاپا" جو متکبرانہ انداز مولوی احمد رضا خاں صاحب نے ہم لوگوں کے ساتھ برتا ہے" اُسی میں ہے" التکبر علی المتکبر صدقۃ" اُسی میں ہے" مگر اس پیکرِ تکبر کے روبرو گردن جھکانے کو بلکہ اُس سے مخاطب کو بھی اب نہ اپنی بلکہ حق کی بے غیرتی تصور کرتا ہوں"۔ خط دہم فرنگی محلی میں ہے" جناب کی نفسانیت اگر پایۂ ثبوت کو پہنچ تو پھر اعراض ہی مناسب ہوگا" اُسی میں ہے بعد تنبیہ اگر ادب نہ ہوا تو یہ بھی دلیل نفسانیت و مجادلہ کی ہے" خط یازدہم فرنگی محلی میں ہے" میں تو جناب کے ایرادات قویہ و ادلۂ قاہرہ دیکھکر دنگ ہو گیا جن سے جناب کی دماغی قابلیت کا ثبوت ہوتا ہے" خط دوازدہم فرنگی محلی میں ہے" آپ کو دیانت دار گر متشدد سمجھتا تھا مگر آپ نے ایک واقعہ کی

دیدہ و دانستہ اس طرح سے صاف تکذیب کی ہے جو سراسر غلط ہے۔ دنیا آپکو
کچھ کہے لیکن جو اُس وقت موجود تھے وہ اب کسی طرح آپ کی دیانت کے
قائل نہیں ہو سکتے آپ کو یاد ہو گا اور ضرور یاد ہو گا کہ میں نے ایسا دنداں
شکن جواب دیا تھا کہ آپ دم بخود گھر میں گھس گئے" اسی خط میں ہے "آپکی
تہذیب کی مثال پیش کی تھی" اسی میں ہے "آپ کے پوشیدہ وصف
پر مجھے وقوف ہو گیا خوب ہوا اب اعتماد کرنے والا وہی ہو گا جو آپ کے
کمالات معنوی سے غافل ہو۔ اس وقت مجھ پر آپکی قابلیت بھی ظاہر ہو گئی
آپ کے ایرادات قاہرہ و اعتراضات باہرہ ایسے نہیں جن کی طرف توجہ کیجائے"
اسی میں ہے "ان الفاظ کو آپ نے اپنی ہوشمندی سے تمسخر سمجھا ہے یا
کسی نے تنبیہ کیا ہے" اسی میں ہے "آپ نے جو چال چلی ہے اُس میں کیا
پھنس نہیں سکتا ہوں آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ سے اُلجھوں اور حکومت
شیطانیہ کی خدمت آپ انجام دے کے مستحق اعزاز ہوں تو ایسا نہو گا آپ
ہی اُلجھے رہیں گے اور شر سے آپ کے دوسرے مخفوظ رہیں گے" اسی میں
ہے "میں آپ کی مہملات کا جواب نہ دونگا۔ جناب نے ایک خاصی تعداد
بہتان کی باندھ رکھی ہے کہ میں نے یہ کیا یہ کہا اُس کی قلعی کھلے دیا" اسی
میں ہے "آپ کی دیانت کا حال تو اس سے کھلتا ہے" اسی میں ہے "جناب
نے فتاووں تحریروں کے ذریعہ سے جو کچھ گفتشانی کی ہے اور جس پر تجدد
دین کا دارمدار سمجھا ہے وہ اسلاف سے بعید ہے" اسی میں ہے "تاکہ آپکی
دیانت کا پتا چلے" اسی میں ہے "آپ بہت تیزی نہ فرمائیے اس وقت
تک بہت ادب کیا گیا اور آپ کا وقار قائم رکھا گیا مگر آئندہ ایسا نہ ہوگا
جناب مطالبات کو اپنے اپنے ہی گھر میں رکھیے" اسی میں ہے "حرم کے ہر ہر

ذرہ کی بے حرمتی کا بھیاں آپ کے سر پر ہے قرآن شریف کے ساتھ جو بے ادبی
ہوئی ہے اُس کا اشارہ آپ کی کمر پر ہے حضرت عثمٰن غنی رضی اللہ تعالےٰ
عنہ کا قطرہ خون سے آپکا دامن آلودہ ہے۔ چپہ چپہ جزیرہ العرب آپکی گردن
میں طوق ہو تو کچھ تعجب نہیں۔ بغداد کی سرکار آپ کی شاکی ہوں شہدائے کربلا آپکی
فریادی ہوں امیر نجف آپ پر نفرت کریں تو بجا ہے بصرہ کی رابعہ رضی اللہ عنہا
اور امام بصری اور حواری رسول اللہ آپ کے نصاریٰ سے موالات سے بیزار ہوں تو
حق ہے۔ یہ صلیب جہاں جہاں لہرا رہی ہے سب آپ کے دامان بے غیرتی کی
حرماں نصیبی کا پرچم ہے خلیفہ ایسے یزیدوں سے نالاں نہو تو کیا کرے جتنے مسلمان
شہید ہوئے جتنے بچے ذبح ہوئے جتنی مسلمات بے حرمت ہوئیں جتنے مشائخ
مصائب میں پڑے جس قدر مال لُٹا جتنے مکانات مسلمانوں کے ویران ہوئے
اُن کا وبال آپ ایسے حضرات پر ہے۔ انگریزوں کی ہمت آپ لوگوں کی وجہ سے
ہوئی مسلمانوں کو مسلم سے لڑنے کی جراءت آپ کے افعال نے دلائی" تا
آخر خط۔ **خط سیزدہم**۔ تتمہ اول کا موصول ہوا چاہیے تھا کہ اب بھی انتظار
ہوتا کہ شاید اس تتمہ کا تتمہ اور ہو۔ اس واسطے کہ ناتمام اور ابتر امور ایسے ہی
ہوتے ہیں مگر تاخیر جواب آپ کو عزہ و غرور کے انتہائی درک تک پہنچا دے
الخ" اسی میں ہے "آپ نے دیکھ لیا کہ ایک ٹھوکر آپ کو کوہ وقار عمل سے
کس طرح پھینک دیتی ہے مگر میں ٹھوکر پر ٹھوکر لگانا نہیں چاہتا" اسی میں ہے
"آپ معاصی پر اقراری شرک کرتے ہیں اور خدا سے نہیں ڈرتے ہیں" اسی میں
ہے "خلقت واقف ہے اور ہو جائے گی کہ عاجز کون ہے آپ کے مطالبات
اور اعتراضات واہیات کتنے ہی نمبر کے ہوں اُن کا مرتبہ لغو ہے" اسی
میں ہے "آپکو خود آپ ہی کی تحریر سے افتراپردازی اور بہتان بندی اپنی

معلوم ہو جاویگی پھر دیکھا جائیگا کہ آپ لائق خطاب رہتے ہیں یا رہتے بھی نہیں
ہیں - افسوس ہے کہ آپ کی سمجھ اس قدر قاصر ہے کہ جملہ امور کا جواب دیدیا جاتا
ہے وہ آپ کی سمجھ میں نہیں آتا ہے" اسی میں ہے " آپ چاہتے ہیں کہ
الجھاؤ میں ڈالیں میں گلو خلاصی نہیں کرونگا" اسی میں ہے " یزید پلید بھی عقل
کا اندھا نہ تھا جو آپ کے کہنے میں آجاتا آپ یہ بھی نہیں سمجھتے کہ کیا الزام ہے
اپنی عبارت بھی یاد نہیں کہ کیا لکھا ہے اور خلقت کی آنکھوں میں دھول جھونکنا
چاہتے ہیں" اسی میں ہے " یہ آپ ہی کی گستاخانہ انداز ہے" اسی میں ہے
" صرف دانی بھی آپ کی کھل جائے گی - آپ اقراری فرض نہ ادا کرنے کے
مجرم ہیں آپ کو تنبیہ کرتا ہوں ہدایت خدا کے اختیار ہے توبہ موفق بالخیر
کرتا ہے - ہر کس و ناکس کا مرتبہ نہیں ہے کہ وہ توبہ کرے آپ توبہ کریں
یہ خیال خام ہے" اسی میں ہے " کیا ہوا اگر آپ سے آپ کے تلامذہ بڑھ گئے
آپ کے ایسے معلم کے لیے ایسا ہی ہوتا ہے مگر دروغ گورا حافظہ نباشد"
اسی میں ہے " آپ بھی غصہ میں نہ آیئے تو مناسب ہے شاید چند روز بعد
آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہو - اگر غصہ آگیا تو ہمیشہ کے لیے جہالت میں بسر
ہوگی" اسی میں ہے " آپ باور کیجیے کہ آپ کے ایرادات و اعتراضات مثل گفتگو کہ
اطفال ہیں کوئی بڑی بات نہیں کہ اُن کی رد کردی جاوے یہ حماقت ہی
کہ بدون آپ کو تا بخانہ پہنچائے اور چوٹی سے گرائے اُن کی طرف توجہ کیجاوے"
اسی میں ہی " دلائل اس قابل ہوں کہ عقلا اُن کو دلائل سمجھیں فضولیات نہ ہوں -
طرز ادا بھی ایسا ہو کہ لکھنؤ کے لوگ مکارم نگر کو یاد نہ کریں" اسی میں ہی " اس وقت
آپ کی چھچھوندر نظروں میں آسکتی ہے ابھی تو اپنے مونھ میاں مٹھو بننا ہے"
خط چہاردہم فرنگی محلی " مخلوق آپ سے بہت بدظن ہے وہ آپ کے

نظروں میں نہیں آئے گی" "سب آپ کے اُلجھاؤ ڈالنے کی ترکیب سے آگاہ ہیں" اسی میں ہے "آپ اس سے دور بھاگتے ہیں اور جو شاخیں نکالتے ہیں وہ غیر واجبی ہیں مجھے اب جو آسان ہے وہ آپ کو مشکل اب مدتوں کے غور و فکر کے بعد طول طویل مضمون لکھتے ہیں میں نے ابتدا سے جس قدر نابینا کی خدمت کے لیے تجویز کر لیے ہیں ان سے زائد وقت صرف نہیں کرتا" اسی میں ہے "آپ سمجھتے ہیں میں بڑا کام کرتا ہوں جناب اپنے کو آیت مذکورہ کا مصداق نہ بنائیں یحسبون انھم یحسنون - بندہ آپ کی ہفوات واہیات سے تعرض نہیں کریگا" اُسی میں ہے "یہاں تک کہ آپ راہ راست پر آجاویں" پھر کہا۔ "آپ کے درست کرنے میں یہ امر ملحوظ رہیگا کہ خود نہ بگڑے اس واسطے آیندہ آپ کے نمونہ پر تحریر نہ ہوگی بلکہ شریفانہ طرز سے بندہ کی تحریر رہے گی۔ آپ اپنی عادت سے لاچار ہیں" خط پانزدہم اعلیٰ حضرت والا منقبت علیہ ما علیہ آپ کی فحاشی دریدہ دہنی کذب و بہتان میں مقابلہ نہیں کر سکتا میں آپ کے فقرہ میں نہیں آیا آپ چاہتے ہیں کہ مجھے ترتوبیں میں میں اُلجھا دیں کام کی بات سے دور بھگا دیں اپنے حکام کو خوش کریں تو یہ ناممکن ہے آپ دوسروں کو کیا نصیحت کیجیے گا۔ اپنے گریبان میں مونھ ڈالیے آیندہ سے اگر کام کی بات نہ ہوئی فضولیات کا جواب نہیں دیا جائیگا"

مسلمانو آپ حضرات نے دیکھی فرنگی محلی کی فحاشی۔ آپ نے ملاحظہ فرمائی انکی دریدہ دہنی۔ آپ نے دیکھ لی مولوی صاحب کی دشنام بازی۔ یہ ہیں فرنگی محلی دہاں دوختہ یہ ہیں مولوی عبدالباری زبان سوختہ۔ اب آئیے فرنگی محلی صاحب کی کذابی و بہتان بندی و افترا پردازی بھی ملاحظہ کیجیے۔

شمار اکاذیب

(۱و۲) عبدالماجد بی اے پر جب کفر کا فتوے صادر ہوا فرنگی محلی صاحب کو بوجہ برادرانہ تعلقات کہنہ اُس کا درد آیا۔ ہمدم میں چھاپ دیا " میں نے ہر طرح تحقیق کی کوئی امر کفر کا مولوی عبدالماجد کے متعلق ثابت نہ ہوا۔ اب میں اس قابل ہو سکا کہ دیانۃً بلا لیس و پیش مولوی عبدالماجد صاحب کے متعلق اپنی رائے آپکو دے سکوں جب مجھے اطمینان ہو گیا تو آپکو بھی اطمینان کرانا بھی ضرور ہوا " مگر یہاں سے مکرر رجسٹری بان جانے پر سولہ روز بعد جو جواب آیا وہ یہ ہے کہ " مجدد الف حاضرہ مولٰنا عبدالباری صاحب قبلہ نے ان کتابوں کو نہیں دیکھا نہ وہ کتابیں ہمارے پاس ہیں " ظاہر ہے کہ یہ دونوں متناقض ہیں تو ایک صادق ہوگا دوسرا کاذب اور ظاہر یہی ہے کہ پہلا کاذب ہے (۳) مولوی ریاست علیخاں صاحب سے کہا " ہم نے بریلی لکھ بھیجا تھا کہ عبدالماجد نے توبہ کر لی کفر زائل ہو گیا " یہ محض کذب ہے جس کا ایک حرف صحیح نہیں اُن کا خط محفوظ ہے ذکرِ توبہ کا ایک حرف بھی اُس میں نہیں (۴) " ایک فرد منافقیت کی بھی اور بڑھائی گئی " یہ افترا بحت ہے (۵) آنا المومن حقا یہ کذب محض ہے اور تمام عالم کے مسلمانوں کی تکفیر ہے (۶) اور یہ کونسی شریعت کا فتویٰ ہے کہ باوجود کافر اور منافق اور فاسق جاننے کے مجھکو صدہعہ کرام کا بنایا جاوے " یہ کرام کا لفظ بڑھا کر کلام میں تحریف اور افترا اور کذب خبیث ہے (۷) علمائے دیوبندیہ گاندھویہ کو سوادِ اعظم اور اُن کے مخالفوں کو یُسْحَبُونَ فِي النَّارِ کا مصداق بتانا افترا علی الدین ہے (۸) اخبار زمانہ میں چھاپا جو متکبرانہ انداز الخ مسلمان خود ملاحظہ فرمائیں کہ کیا متکبرانہ انداز برتا گیا تھا

کیا ملح طرح کی نرمی و ملاطفت کا نام تکبر ہے یا رد تکبر ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ ان میں سے کوئی تکبر نہیں تو فرنگی محلی صاحب کا یہ کہنا کتنا صریح جھوٹ ہے (۹) خود اقرار کو میں تکبر نہیں سمجھتا پھر پلٹ گئے کہ رد تکبر کی بجائے رد تکبر نہیں کو باور کرلیا یہ کیسا کذب شدید ہے۔

(۱۰) خود اخبار زمانہ میں چھاپا کہ افضل نے فلسفہ اجتماع کے مصنف اور رسالہ کے صاحبزادہ الی قولہ اور مسلم ہند و اتحاد اور قربانی گاؤ کے بارے میں ایک سوال کہ نامہ ارسال کیا ہے پھر پلٹ گئے اور لکھ دیا کہ جن امور کو مولوی احمد رضا خاں صاحب نے لکھا ہے وہ شخصیات ہیں نہ کہ مسئلہ ترک موالات وغیرہ وغیرہ ہدایت نامہ تو بہ آپ حضرات ملاحظہ فرما چکے آپ نے دیکھا کہ مولوی صاحب دروغگوئی میں کیسی مہارت رکھتے ہیں۔

(۱۱ تا ۲۴) یہ چودہ اکاذیب صریحہ فرنگی محلی آپ حضرات مفاوضہ عالیہ دوازدہم میں ملاحظہ فرما چکے یہاں اعادہ کی حاجت نہیں۔

(۲۵ تا ۳۶) "آپ نے ایک واقعہ کی دیدہ و دانستہ اس طرح سے صاف تکذیب کی ہے جو سراسر غلط ہے۔ میں نے ایسا دنداں شکن جواب دیا تھا کہ آپ دم بخود گھر میں گھس گئے اور اس کے بعد ایک تحریر ارسال فرمائی جس کے جواب میں میں نے کہا کہ ڈاک کے ذریعہ سے خط و کتابت ہوتی ہے آپ باہر آئیے اور جواب دیجیے۔ باہر آئے تو معذرت کرتے ہوئے آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ سے انجمنوں اور حکومت شیطانیہ کی خدمت آپ انجام دیکر مستحق اعزاز ہوں۔ آپ نے ایک خاصی تعداد بہتان کی باندھی ہے۔ اس وقت تک بہت ادب کیا گیا اور آپکا وقار قائم رکھا گیا۔ آپ نے خدام کعبہ کے سرکار کی تکفیر کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حرم محترم کی بے حرمتی ہوئی الی ان قال خلیفۃ المسلمین قید ہو گئے۔ ہر ہر ذرہ کی

بے حرمتی کا عصیاں آپ کے سر ہے الی قولہ۔ مسلمانوں کو مسلم سے لڑانے کی
جرارت آپ کے افعال نے دلائی۔ آپکی خود اقراری بے حرمتی مسجد کانپور کی
الی ان قال جو کچھ عرض کیا گیا ہے محض آپکی خیر خواہی سے ہے۔" آپ معاصی پر
اقراری شرک کرتے ہیں اور خدا سے نہیں ڈرتے ہیں یہ خدا کی حکمت ہے کہ جو
قصور آپ میرا لگتے ہیں وہ آپکا نکلتا ہے۔ آپ ہی کی تحریر سے افترا پردازی اور بہتان
بندی اپنی معلوم ہو جاویگی۔ جملہ امور کا جواب دیدیا جاتا ہے آپ چاہتے ہیں کہ
الجھاؤ میں ڈالیں۔ خلقت کی آنکھوں میں دھول جھونکنا چاہتے ہیں۔ گلی پر
اللہ اکبر کا نعرہ۔ آپ اقراری فرض نہ ادا کرنے کے مجرم ہیں۔ دروغ گو را حافظہ
نباشد مولوی امجد علی کہاں تھے جو آپ کی مدد کے لیے آئے۔ مجھے غصہ نہیں
آیگا۔ آپ کے ایرادات و اعتراضات المحوکہ الطفال ہیں۔ کوئی بڑی بات
نہیں کہ ان کی رد کردی جاوے۔ آپ تفصیل کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ انہی
سے آپ کو گریز ہے۔ جناب کے جواب سے میں قاصر نہیں ہوں۔ آپ کے
سن وسال کا پاس رہنا ہے۔ میرا کہنا صحیح ہے۔ میں آپکی شان گھٹانے پر اب تک
مائل نہیں ہوا۔ مخلوق آپ سے بہت بدظن ہے۔ سب آپ کے الجھاو۔
میں نے جو مطالبہ کیا ہے وہ ہر شخص کے نزدیک واجبی ہے۔ آپ جو جو منافق
نکالتے ہیں وہ غیر واجبی ہیں۔ شریفانہ طرز سے بندہ کی تحریر رہتی ہے۔ آپ کی
فحاشی دریدہ دہنی کذب و بہتان۔ آپ چاہتے ہیں مجھے تو تو میں میں میں الجھا دیں
کام کی بات سے دور بہکا دیں۔ اپنے حکام کو خوش کریں۔ اپنے معاصی کبیرہ کو [illegible]
ٹالا ہے مجھ پر الزام دیا ہے۔ آپ کا اقرار ہے۔ میں نے چند تحریروں میں آپ کے
طرز کی اتباع کی۔ میرا مقصد ان تحریروں میں بھی جناب کی اصلاح و نصیحت تھی
جناب کو نہ یہ منظور تھا۔ نہ جناب اس کے لیے تحریر ارسال فرماتے۔ جناب کا

نیت وارادہ کا حال بھی منکشف ہو گیا ہے۔ جناب[101] نے جسقدر دیدہ ریزی میرے مغالطہ کی غرض سے کی ہے۔ کیونکہ ہم آپ کی نیت سے آگاہ ہو گئے ہیں۔

یہ سرسری نظر سے فرنگی محلی صاحب کے ایک[102] سَو دو کذبات شنیعہ وافتراءاتِ خبیثہ ہیں اگر اُن کی تحریریں بغور دیکھی جائیں تو غالباً عدد اس سے متجاوز ہو مگر اُس سے اس کی کیا شکایت جو اس کا کھلے بندوں اقرار کر چکا چھاپ چکا شائع کرا چکا کہ اُس کا دین و ایمان سب نثار گاندھی بُت پرستی ہو چکا۔ آپ نے دیکھا گاندھوی ہو کر تقویٰ و دیانت حیا و غیرت عقل و انسانیت سب گنگا بُرد ہو جاتے ہیں"

ع اللہ کی شانِ کبریائی

دورانِ مفاہمہ میں جو فرنگی محلی صاحب کی بری گت ردی حالت ہوئی وہ آپ حضرات[103] نے دیکھی اُن کا تلملانا سٹپٹانا گھبرانا کترانا مچلنا گلیوں پر گلیاں بدلنا ضد و اصرار عناد و استکبار قبولِ حق سے انکار بارہا بیشمار ملاحظہ کر چکے مگر حق بر زبان جاری شود۔ اُس وقت جوشِ نفسانیت نے اگرچہ صم بکم بنا دیا تھا عناد نے قلبی آنکھوں پہ پردہ ڈال دیا تھا دلی فساد نے حق قبول نہ کرنے دیا تھا استکبار نے اصرار علی الباطل پر اُبھار انتھا۔ عزہ وغرور نے توبہ کو ذلت و رسوائی ٹھہرایا تھا مگر محق نے حق کا بیج پردہائے عزہ و نفسانیت چیر کر جا بھائے کبر و انفت پھاڑ کر فرنگی محلی کی زمین دل میں پہنچا دیا تھا جیسے آٹھ برس بعد پہلا بیج درخت ہو کر اُس کی شاخیں اُن کے موہنہ سے نکلیں کہ کہا "آپ نے میرے باپ دادا کو شبیہ میرے دو بد و کتے سوئر سے دی" اگرچہ اُس وقت عبارت تھانوی میں تشبیہ ہونے کا انکار ہی رہا یوں ہی اگرچہ دورانِ مفاہمہ میں زبان شریف انکار ہی کرتی رہی مگر دو برس پورے نہیں گزرے کہ وہ بیج جو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے ان کی تہ دل میں ڈال دیا تھا

باوجود بھی انقادہ ظاہر ہو گیا۔ فرنگی محلی کی کتاب "فتنۂ ارتداد اور مسلمانوں کا فرض" ملاحظہ ہو اس میں سب کچھ قبول دیا ع جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے۔ فرنگی محلی لکھتے ہیں "ہم نے اتحاد کے لیے وہ کچھ کیا جو ہمیں کرنا نہیں چاہیئے تھا" میں نے غور کیا کہ کونسا سلوک ایسا کر سکتا ہوں جس سے ہندوؤں کا دل اپنی طرف مائل کروں میں نے گائے کی قربانی کو اس کا ذریعہ بنایا خدا نے میرا مقصود حاصل کرا دیا اگر یہ گناہ ہو بھی تو یہ گناہ میرے تمام گناہوں سے اچھا ہے کہ اس گناہ کے کرنے میں مجھے نفسانی خواہش نہ تھی بلکہ دین اللہ کے فوائد ملحوظ تھے" (گناہ اور اچھا ای سبحٰن اللہ۔ اور گناہ سے اللہ کے دین کے فوائد ملحوظ ہونا بھی عجیب ہے یہ حیلہ کس گناہ میں نہیں چل سکتا ہے ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ میں نے یہ گناہ اپنی نفسانی خواہش سے نہیں کیا ہے بلکہ خالص اسلام کے فوائد کے لیئے کیا ہے۔ یوں تو دین سے امان ہی اٹھ جائیگی) مجھے یقین تھا کہ اس اتحاد سے مسلمانوں میں بہت سی کمزوریاں مذہبی آجائیں گی بہت سے مراسم شرک کی نفرت کم ہو جائیگی ہندوؤں کا اثر بڑھ جائیگا" (اللہ اکبر اس کا یقین رکھتے ہوئے کہ مسلمانوں میں مذہبی کمزوریاں آجائیں گی مراسم شرک کی نفرت کم ہو جائیگی اعدائے اسلام ہنود بے بہبود کی قوت بڑھ جائے گی اس اتحاد مراپا فساد کے لیے کیا کچھ کوششیں کیسی کیسی ترکیبیں نہ کی جا چکیں۔ اسی اتحاد نامراد کے جواز کے لیے فتوے دیے گئے اسی اتحاد بے بنیاد پر مناظرے ٹھنے یہی وہ ناپاک اتحاد تھا جس کی مخالفت سے علمائے اسلام سے مخالفت فرض ہوئی ان کو برا کہنا بدنام کرنا ان پر طرح طرح کے غلط اور نہایت تشنیع و خبیث افترا کرنا سب کچھ روا ہوا یہی اتحاد تھا جس کے مخالفین کی تکفیریں کی جاتی تھی اسی اتحاد بد نہاد کی مفاہمت سے پہلے یہ کچھ حمایتیں تھیں اب اسی اتحاد کی نسبت فرنگی محلی ان کی کہہ رہے ہیں اپنے ہندوؤں سے اپنے

مفید مسلمانوں کے لیے غیر مفید بتا رہے ہیں مسلمانوں میں اُس کے سبب مذہبی کمزوریاں آجائیں گی، اس کا یقین رکھنا بتا رہے ہیں نیز یہ کہ مراسم شرک کی نفرت کم ہو جائیگی اس کا بھی انھیں یقین تھا فرما رہے ہیں وہ آج یہ بھی مان رہے ہیں کہ ہندوؤں سے مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا ہندوؤں نے مسلمانوں کو ہمیشہ آلۂ کار بنایا یہ بھی تسلیم کر رہے ہیں کہ ملک میں کثرت ہندوؤں کی ہے ایک طرف ہندوؤں کی سیاسی جماعت ہمارے سیاست داں افراد کو ہضم کر رہی ہے اور دوسری طرف دوسری جماعت مذہبی رنگ میں ہمارے افراد کو جذب کر رہی ہے اب اُنھیں عیسائیوں سے وہ نفرت نہیں جو مشرکین سے ہے اور آج وہ سوراج سے نفرت کا اعلان کر رہے ہیں آج وہ اس اتحاد کو بلا ٹھہرا رہے ہیں آج وہ صاف طور پر کہہ رہے ہیں کہ مرتد ہمارا دوست نہیں مرتد سے ہم صلح و معاہدہ نہیں کر سکتے۔ سانپ بچھوؤں سے صلح کی جا سکتی ہے مگر مرتدین سے نہیں آج اُن کے نزدیک مرتد قابلِ قتل ہے کل تک مرتدین کو علمائے کرام کہتے تھے اُنھیں صدر بناتے تھے شیخ الہند ٹھہراتے تھے۔ آج وہ کھُلے بندوں قبول رہے ہیں کہ الہ آباد۔ شاہ آباد۔ کرتار پور میں سفاکانہ مظالم مسلمانوں پر ہوئے اور ہم نے مسلمانوں کے حقوق سے چشم پوشی کی آج اُنھیں اقرار ہے کہ مالابار میں اُنھوں نے صرف ایک ہی رُخ کے خیالات اور موپلوں کے خلاف نفرت کا اظہار کیا آج اُنھیں اس کا اعتراف ہے کہ بمبئی کے بلوہ میں باوجودیکہ مسلمان بالکل بے قصور تھے پھر بھی ہم نے اُنھیں زبردستی قصوروار ٹھہرایا اُن کے سر الزام تھوپا آج وہ علی الاعلان یہ کہتے ہیں کہ اُنھوں نے موپلوں کی فریاد ہندوستان تک نہ پہنچنے دی آج وہ معترف ہیں کہ اُنھوں نے ملتان اور لاہور اور امرت سر کے فسادات کو مسلمانوں کے سر منڈھا اور سب سے زیادہ تو یہ کہ اُنھوں نے

صاف صاف اس کا اقرار کر لیا کہ اُن کے سامنے مراسم غیر اسلامیہ ادا ہوئے اور
اُس میں مسلمانوں نے شرکت کی اور وہ ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم رہے آج
انھوں نے یہ بھی مان لیا کہ سنکھ وغیرہ شعائر شرک کا اعلان ہونا اُن کے اسی
ناپاک اتحاد سے ہوا۔ آج اُنھیں تسلیم ہے کہ نقش پائے گاندھی کے سجدہ نے
انھیں کیا کیا ذلیل کیا کیسا کیسا رسوا کیا۔ آج وہ اپنی بدبختی اپنے موہنہ سے سنا رہے
ہیں اور اُس پر ٹسوے بہا رہے ہیں کہ اُنھوں نے اپنے بھائیوں کو اپنی مجلسوں سے
سخت بے رحمی کے ساتھ نکالا۔ عوام کو اُن سے بیزار کیا اُن کے لیے کوئی امان کی
جگہ نہ چھوڑی غرض آج وہ اُلٹی گنگا بہا رہے ہیں ملاحظہ ہو فتنۂ ارتداد کا ص۲
تیں ص۵ ہندو مسلم اتحاد کا سخت مخالف تھا مجھے یقین تھا اور ہے کہ جبتک ہندو مسلمانوں
کے علاوہ تیسری قوم یہاں حکمراں ہے اور اُس کی حکمرانی بحال رہنے کا خیال ہے اُس
وقت تک کبھی مسلمانوں کو ہندوؤں سے فائدہ نہیں ہوسکتا ہندو ہمیشہ غالب
رہیں گے" ص۶ "ہندوؤں نے مسلمانوں کو ہمیشہ آلۂ کار بنایا فتنۂ ۱۹۱۸ء کے
نتائج آپ کو معلوم ہیں مجھے کسی شہادت کی ضرورت نہیں میرے لیے صرف اسی قدر
کافی ہے کہ جس قوت (یعنی نصاریٰ) سے مقابلہ کیا گیا تھا اُس کی موالات اور
تائید میں ہندوؤں نے پیش قدمی کی اور اسی کا ثمرہ ہے کہ ہر شعبہ میں حکومت کے
وہ پیش پیش ہیں" ص۳ "ہندو اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان کے لیے اس وقت
سے بہتر اپنے فوائد حاصل کرنے کے لیے کوئی دوسرا وقت نہیں ہوسکتا۔ ملک میں
کثرت اُن کی ہے ایک طرف سیاسی جماعت ہمارے سیاسی افراد کو ہضم کر رہی
ہے اور دوسری طرف آریہ سماج مذہبی رنگ میں ہمارے بھائیوں کو جذب
کر رہی ہے" ص۷ "اتحاد اسی وقت فائدہ بخش ہوسکتا ہے جب ہندوستان
میں حقیقی معنے میں جمہوریت قائم ہو جائے" ص۸ "میں بہت صاف عرض کرتا ہوں

پیشہ بغض جو

کہ مسلمانوں کے لیے بہت نازک وقت ہے کیونکہ غدر ۱۸۵۷ء کے وقت
مسلمانوں سے جو خطا اور چوک ہوگئی تھی اسی کا اس وقت بھی اندیشہ ہے" ص
"مالوی جی نے فوراً اپنی حکومت سے جوڑ توڑ ملانا شروع کر دیا اور سیاسی
جذب حاصل ہوگیا شردھانند نے ایما اور اشارہ سیاست سے پاکے میدان
شدھی میں قدم ڈال دیا کل افراد منظم اور متحد ہیں" اب میری بدبختی سنیے کہ
میں نے موالاتیوں کو نہ صرف اپنی مجلسوں سے بے رخی سے نکالا بلکہ عوام کو ان
سے ایسا بیزار کر دیا کہ اب ان ہمارے بھائیوں کو سوائے گوشۂ عافیت اور
حکومت کے گہوارے کے کہیں اماں نہیں وہ اس وقت کوئی گڑی جوڑ نہیں
سکتے" ص ۴۲ "ہم ہندو مسلم اتحاد کو اس وقت تک جبتک زیر سایۂ برطانیہ
ہندوستان ہے ہندوؤں کے لیے مفید اور مسلمانوں کے لیے غیر مفید سمجھتے ہیں"
ص ۴۴ ہم کسی ایسے سوراج کو پسند نہیں کر سکتے جس میں ہمارا مقصد حاصل نہو
اور کسی ایسے اتحاد کے حامی نہیں جس سے ہمارے مذہب کو کوئی فائدہ نہو بلکہ
نقصان ہو ہم مسجد پر اپنے مکان کو قربان کر سکتے ہیں مگر مسجد و مکان دونوں کو
بنائن ہند پر قربان نہیں کر سکتے" ص "اول تو میرا دل خود مجھے مشورہ دیتا
تھا کہ ایسی جرأت نہ کروں یہ اتحاد غدر کے وقت میں بھی قائم ہوا تھا مگر ایسا
جلد مٹ گیا اور اتنا برا اثر چھوڑ گیا کہ جس کا خمیازہ برسوں اٹھانا پڑا مجھے
یقین تھا کہ اس اتحاد سے مسلمانوں میں بہت سی مذہبی کمزوریاں آجائیں گی
بہت سے مراسم شرک کی نفرت کم ہوجائیگی ہندوؤں کا اثر بڑھ جائے گا
انگریزوں کے دوستوں کو خواہ وہ علما ہوں یا امرا مجھے بدنام کرنے کا موقع ملیگا
یہ سب امور میرے پیش نظر تھے لیکن وقت کی نزاکت کے لحاظ سے سوائے
ایک راستہ کے اور کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا میں نے ۱۹۲۰ء ابتلی بلیتین

فیلحتاد ۱ ھو نمبار پر عمل کیا تکفیر و تفسیق کا دروازہ کھل گیا اور جتنے امور اوپر مذکور ہوئے وہ سب پیش آنے لگے" یہ آپ کے نزدیک اہون ہے جس میں مسلمانوں میں مذہبی کمزوری آجائے جس کے سبب مراسم شرک کی نفرت کم ہو جائے جس سے اعدائے اسلام کی شوکت و قوت بڑھ جائے جس کی وجہ سے مسلمانوں کو ذلت ہو اور آپ کے نزدیک تو محض مذہبی ضعف سے مسلمان مسلمان نہیں رہ سکتا خود اپنی اسی کتاب فتنۂ ارتداد کا صہ ۹ ملاحظہ ہو کہ" اگر خدانخواستہ مذہبی ضعف اہل اسلام میں آیا تو وہ مسلمان کیسے رہیں گے اور جب مسلمان مسلمان ہی نہ رہے تو وہ ہندو مسلم اتحاد نہ رہا" نیز صہ ۴۴ پر ہے "ہم اس کی (اتحاد کی) خاطر دنیاوی ہر قسم کی قربانی کر سکتے ہیں مگر دین کے امر کو نہیں چھوڑ سکتے اگر دین ہی نہ رہا تو پھر مسلمان کہاں رہے مسلم ہند و اتحاد تشریف لے گیا وہ تو ہندو ہندو اتحاد ہو گیا"، تو جب مذہبی ضعف سے وہ مسلمان مسلمان نہ رہیں یوہیں مراسم شرکیہ کی نفرت کم ہو جانے بلکہ اُن میں شرکت سے جیسا خود آپ نے اسی کتاب میں قبول دیا ہی تو اسے اہون کہنا آپ ہی فرمائیے کیسا ہے خود اپنی اسی کتاب کا صہ ۳۹ ملاحظہ کیجیے "ہم مسلمان رہیں تو خلافت کی بھی فکر کریں اور ہم مسلمان رہیں تو سوراج میں بھی لطف اُٹھائیں اگر خدانخواستہ مسلمان نہ رہے تو خلافت کس پر ہوگی اور کعبہ کی تعظیم کون کریگا خشتی کعبۃ اللہ کی حفاظت ضروری ہے مگر روحانی کعبۃ ابید اصلی خدا کا گھر قلب مومن ہے وہ اگر ایمان سے خالی ہو جائے تو بہت بڑا کعبہ ڈھے گیا کفار کا قبضہ کعبۃ اللہ پر ہو جائے تو مرجانے کی بات ہے مگر کفر کا قبضہ اگر کعبۂ دل پر ہو جائے تو مرنے میں بھی مفر نہیں ہم سب کا کعبہ کو بچانا اور اُس کی عظمت برقرار رکھنا کہ اُس کا حج کیا جائے لازم ہے مگر ایک کعبۂ دل کا احترام

اور اُس کو اسلام کی طرف نا الزم وا دکذب ہے ایک دل مسلم میں کفر کی گندگی آجائے اور
اُس کی صفائی ہم نہ کریں با وجود قدرت کے اس سے تغافل کریں بدرجہا بدتر ہے
اس سے کہ کعبۃ اللہ پر مشرکین کا قبضہ ہو اور ہم اس کو رفع نہ کریں حضرت صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے مدتوں اسے انگیز کیا کہ کعبہ مشرکین کے قبضہ میں رہے مگر اللہ لو
کسی کا انگیز نہیں کیا۔" اب فرنگی محلی صاحب اپنا حکم بولیں کیا کعبۃ اللہ کے
قبضۂ مشرکین میں رہنے بلکہ کعبہ کے ڈھانے سے بھی زیادہ نجس و بدتر کام نہ کیا گیا
مسلمانوں نے جو امور شنیعہ حرکات خبیثہ مراسم شرکیہ سنکھ وغیرہ میں شرکت کی
اُسے فرنگی محلی اور ساری پارٹی نے انگیز نہ کیا غرض کیا کیا نہ کیا پھر تکفیر و تفسیق
کا دروازہ کھلنے کی کیا شکایت تکفیر و تفسیق کا دروازہ دوسروں نے ہی نہیں
کھولا بلکہ خود آپ نے بھی اور نہ صرف اپنے لیے بلکہ سارے زمانے کے واسطے
آپ ہی وہ ہیں جس نے عالم بھر کی تکفیر کی آپ ہی فرنگی محلی تو ہیں جنھوں نے
صاحبزادہ سرکار نور بار مارہرہ حضرت مولٰنا سید محمد میاں صاحب کو لکھا اب
میں اپنا مسلک عرض کرتا ہوں کہ زمانہ لا یبقی من الاسلام الا اسمہ کا ہے (یعنی
اب اسلام اس زمانہ میں محض برائے نام رہ گیا ہے) اب آپ ہوں یا میں یا
عبد الماجد یا (اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت شیخ الاسلام و المسلمین امام اہلسنت مولٰنا)
مولوی احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سب اثر سے زمانہ کے
محفوظ نہیں یعنی سب برائے گفتن مسلمان ہیں جب یہ زمانہ ہی ایسا ہے کہ
اس میں نام کا اسلام رہ گیا ہے تو مسلمان بھی کہنے ہی کے مسلمان رہ گئے ہیں
درحقیقت کوئی مسلمان نہیں۔ نیز ابھی آپ کی اسی کتاب فتنۂ ارتداد کی یہ
عبارت گزری کہ اگر خدانخواستہ مذہبی ضعف اہل اسلام میں آیا تو وہ مسلمان
کیسے رہیں گے نیز اسی فتنۂ ارتداد میں آپ نے لکھا کہ میں سوائے مسلم کے کسی کو

اس کا حقدار نہیں سمجھتا کہ وہ اپنے مذہب کی اشاعت کرے اور لوگوں کو دعوت
دے سوائے اسلام کے کسی مذہب کو قابل عمل اعتقاد نہیں کرتا ہوں میں اگر ایک
منٹ کے لیے بھی اس کو پسند کر لوں تو اپنے ایمان میں مجھے شبہہ ہے گا ایسے
وقت بھی شبہہ ہی ہی ای سبحٰن اللہ) اور یقیناً مذہب باطل ہنود بے بہبود کی اشاعت
و دعوت اور مسلمانوں کی سنگھ وغیرہ میں شرکت آپ کے سامنے ہوئی اور آپ راضی
رہے آپ نے اسی فتنۂ ارتداد کے صـ۱ پر یہ خود قبول دیا ہے جیسا کہ آگے آتا ہے تو آپکو
اپنے ایمان میں شبہہ ہوا اور ایمان نام ہی تصدیق کا تصدیق بحالت شبہہ ہو نہیں
سکتی لہٰذا جہاں شبہہ ہوگا وہاں تصدیق نہ ہوگی تو ایمان نہ ہوگا اب فرمایئے آپنے
خود اپنی اور ان سب ضعیف الایمان مسلمانوں کی تکفیر کی یا نہیں۔ غالباً یہی وجہ
ہوگی کہ آپ نے اپنا اسلام برائے نام فرمایا۔ مگر اور سب کے لیے یہ جبری حکم کیوں
صادر ہوا۔ شاید یوں کہ آپ زندہ تو جہان زندہ اور آپ مُردہ تو جہان مُردہ
یا ع خود تو ڈوبے ہیں ملے اوروں کو لے ڈوبیں گے۔ ثانیاً رضا بالکفر
کفر ہے اور آپ کو یقین تھا کہ اس اتحاد سے مذہبی ضعف مسلمانوں میں آ جائیگا
اور مذہبی ضعف کو آپ کفر جانتے ہیں تو آپ مسلمان کے کفر سے راضی ہوئے
تو آپ کیا ہوئے۔ نیز اسی فتنۂ ارتداد کے صـ۴۶ پر آپ نے کہا کسی مسلمان
کے مرتد کرنے کا حق کسی کو حاصل نہیں ہے امکانی طاقت ہمکو روکنا چاہیے
اگر ایسا نہ کرینگے تو مسلم رہنا ہمارا معلوم ہے آپ نے کیا کیا آپ اس میدان
میں کب اور کے دن کے لیے گئے کتنے آدمیوں کو آپ نے بچائیے ارتداد سے
بچایا گیا امکانی طاقتیں صرف کیں آپنے تو یہ کہا کہ میں فتنۂ ارتداد کو اس وجہ سے
اہمیت نہیں دیتا ہوں کہ یہ واقعی سوائے وقتی اثر کے زیادہ دیر تک مؤثر
رہ سکے کیا خوب اہم اُسی وقت ہوگا جب زیادہ دیر تک مؤثر رہے اور اگر

کچھ دن رہا تو یہ کوئی اہم بات نہیں۔ یا خود بدولت ہی ابھی فرما چکے کہ ایک دل مسلم میں کفر کی گندگی آجائے اور ہم اس سے تغافل کریں تو یہ بہت بد تر ہے اس سے کہ کعبہ پر مشرکین کا قبضہ ہو اور ہم اسے رفع نہ کریں آپ اس فتنۂ ارتداد کو اس لیے بھی اہمیت نہیں دیتے کہ یہ فتنہ فتنۂ ارتداد ہے بلکہ سیاسی وجہ سے آپ خود اپنے اسی رسالہ فتنۂ ارتداد کے صـ۲ پر لکھتے ہیں " میں اہمیت اس وجہ سے دیتا ہوں کہ مالوی جی کی سیاسی جدوجہد میں اس مذہبی ہٹ سے وہ شگوفہ کھلنے والا ہے کہ جس کی شمیم عنبر نسیم مدتوں دماغ مسلم کو پراگندہ رکھیگی اور یہ وقت نکل جائیگا اور جس طرح قدر سابق میں پیش قدمی ہندو کر سکے وہی اب بھی کرینگے " نیز آپ اسی کتاب فتنۂ ارتداد میں کہتے ہیں صـ۱۹ " اہل اسلام کو مرتد ہونے سے بچانے میں اس وقت تبلیغ کی زیادہ ضرورت نہیں ہے " اب آپ ہی انصاف کیجیے کہ دوسروں نے جو کچھ آپ کے ساتھ کیا تھا (جسے آپ برا کام خیال کرتے ہیں حالانکہ انھوں نے جو کچھ کیا تھا آپ کے بھلے کو کیا تھا محض خلوص سے کیا تھا ان کا ارادہ برا نہ تھا) جس کا درد اب تک باقی ہے وہی برا کام خود آپ نے اپنے ساتھ کیا یا نہیں۔ ان لوگوں نے جو کچھ کیا تھا ٹھیک موقع پر کیا تھا آپ نے جو کچھ اپنے ساتھ کیا عمل نہ موقع دیکھا نہ محل بالکل بے موقع بالکل بے محل۔ آپ نے محض ضعف ایمان پر مسلمانوں کی تکفیر کی فقط ترک فرض پر اپنے آپ اور اوروں کو نامسلم ٹھہرایا۔

ایک ضروری سوال آپ نے حضرت مولٰنا سید محمد میاں صاحب مارہروی دامت برکاتہم کو جو تحریر فرمایا تھا کہ اب زمانہ لایبقی من الاسلام الا اسمہ کا ہے الخ اور یہ فرما کر خود اپنی اور زمانہ بھر کی تکفیر کی تھی جب گرفت شدید ہوئی آپ نے پہلو بدلا اور یوں بات بنانی چاہی کہ " جناب نے جو عبارت میری

نقل کی ہے اُس میں نفی کمال ایمان کی ہے نہ کہ اصل ایمان کی" یہ آپکی حرکت مذبوحی جیسی ہے عقلا نیک می دانند مگر اب آپ خود فرمایئے کہ جب آپ نے ضعف مذہبی کو کفر سمجھا ترک فرض کو کفر جانا تو اُس عبارت میں اگر آپکی یہ مان بھی لیجائے کہ اس میں آپکی مراد نفی کمال ایمان ہے آپ کو کیا نافع ہوگی کہ آپ کے نزدیک کمال ایمان نہ ہونا کفر ہے۔ جہاں ضعف مذہبی ہوگا کمال ایمان نہ ہوگا اور جہاں کمال ایمان ہوگا ضعف مذہبی نہ ہوگا۔ ضعف مذہبی اُسی میں ہوگا جو کامل الایمان نہیں اور نفی کمال ایمان اُسی سے ہوگی جو ضعیف المذہب ہے تو جب آپ نے ضعیف المذہب کی تکفیر کی تو یقیناً اُن کی تکفیر کی جو کامل الایمان نہیں اور جن سے آپ نفی کمال ایمان کر رہے ہیں۔

نیز یہ معمّا بھی آپ ہی حل فرمائیں

کہ جس اتحاد کی نسبت آپ نے ابھی یہ کچھ کہا اسی کے آپ پیشتر جس شد ومد کے ساتھ حامی تھے ویسے ہی اب بھی ہیں آپ کی فتنۂ ارتداد جس نے دیکھی ہو اُس پر یہ امر ظاہر ہے اُس فتنۂ اتحاد کی حمایت میں آپ اپنی فتنۂ ارتداد دیکھیے ص۵ "ہندو مسلم اتحاد اچھا ہے" ص۶ "میں نے اتحاد کی تحریک اختیار کرنے کے پہلے حضرت اُستاذی مولانا معین القضاۃ صاحب مدظلہ سے اس میں مشورہ لیا اُن کو میں ایک دیانت دار عالم سمجھتا ہوں ان کا مشورہ موافقت میں تھا پھر میں نے دیگر علما سے مشورہ کیا بڑے بڑے عقلائے دہر اور امراء با اثر سے شوریٰ کیا

ص۵ یہ پوری بیحیائی ہے اس کا نام ہوا جیا وغیرہ اپنے بیان کے چند عقلمندوں اور امیروں یا چند گھریلو مولویوں کے مشورے سے اختیار کرلیا حرام قطعی کو حلال جائز بنالیا مگر قرآن عظیم کے ارشادات ظاہرہ سے آنکھ بند کرلی جو اس ملعون فتنۂ اتحاد کو حرام اور کفر فرما رہے ہیں ۱۲ فقیر عبید الرضا محمد حشمت علی قادری رضوی لکھنوی غفرلہٗ

ان سب نے ۔مانعت میں رائے دی" ص۳ "نماز استخارہ پڑھکر میں نے اتحاد کی سعی شروع کی" ص۳ "میرے امکان میں اس سے زیادہ اطمینان حاصل کرنے کی صورت نہ تھی بجز وحی[۵] کے اور کوئی شے باقی نہیں رہی تھی میں نے معاذ اللہ وحی کے فعل سے جواز کو حاصل کیا" ص۳۲ "اتحاد کے خیال سے احتراز نہ کرنا چاہیے" ص۳۵ "ہم نے اسی قدر دیکھ لیا ہے کہ وہ اتحاد مذہب کی رو سے جائز ہے" ص۳۹ "اتحاد ہمارے لیے ضروری ہے" ص۴ "ہندو مسلم اتحاد میں خلل نہ پڑے اس مسئلہ کو بالکل علیحدہ رکھا جائے" کیا وہ اتحاد جسے آپ یہ کہکر کہ میں یقین سے جانتا تھا کہ اس سے مسلمانوں میں مذہبی ضعف آجائیگا اور مذہبی ضعف آیا تو مسلمان مسلمان نہ رہیں گے، کفر کا پیش خیمہ ٹھہرا چکے وہ اتحاد جسے آپ صرف ہندوؤں کے لیے مفید بتا چکے۔ وہ اتحاد جسے مسلمانوں کے لیے مضر فرما چکے وہ اتحاد جس کے بلا ہونے کا آپ اقرار لا چکے کیا اسی اتحاد میں موافقت کا مشورہ آپکے دیانت دار عالم آپکے استاذ مولی عین القضاۃ صاحب وغیرہ علمائے

[۵] حضور اقدس سید عالم مہبط وحی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کو مصدر وحی کہنا فرنگی محلی کی نیچریت اور سخت کفر ملعون ہے جو فرنگی محلی صاحب نے پیر نیچر کی تقلید میں بکا پیر نیچر سید کوئی علیہ ما علیہ حضور پُرنور سید عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کو مہبط وحی نہیں مانتا بلکہ مصدر وحی کہتا اور اسی لیے جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام کے واسطہ وحی ہونے سے کفر و انکار رکھتا ہے ملاحظہ ہو اس کی تفسیر القرآن ص۲۹ خدا اور پیغمبر میں بجز اس ملکہ نبوت کے جس کو ناموس اکبر اور زبان شرع میں جبریل کہتے ہیں اور کوئی ایلچی پیغام پہنچانے والا نہیں ہوتا اُس کا دل ہی وہ آئینہ ہوتا ہے جس میں تجلیات ربانی کا جلوہ دکھائی دیتا ہے اُس کا دل ہی وہ ایلچی ہوتا ہے جو خدا پاس پیغام لیجاتا ہے اور خدا کا پیغام لیکر آتا ہے وہ خود ہی وہ مجسم چیز ہوتا ہے جس میں سے خدا کے کلام کی آوازیں نکلتی ہیں وہ خود ہی وہ کان ہوتا ہے جو خدا کے بے حرف و بے صوت کلام کو سنتا ہے خود اُسی کے فوارہ کے مانند وحی اُٹھتی ہے اور خود اُسی پر نازل ہوتی ہے اُسی کا عکس اُس کے دل پر پڑتا ہے جس کو وہ خود ہی الہام کہتا ہے اُس کو کوئی نہیں

دیا کیا آسی کفری پیش خیمہ کا جولذ آپ نے مصدر وحی سے حاصل کیا انا للہ وانا الیہ راجعون ٥ کیا جو امر جائز ہو اُس میں ابتلا ہوتا ہے۔ کیا وہ امر جو بیخ کنِ اسلام و مسلمین ہو اُس کا جواز اللہ و رسول جل و علا و صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حاصل ہو سکتا ہے کیا وہ امر جو باعث قوت و شوکت کفار و اعلان و اشاعت کفر ہو اُس کا جواز خدا و نبی تبارک و تعالےٰ و صلے اللہ تعالےٰ علیہ و بارک و مجد و شرف و کرم سے لایا جا سکتا ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز القہار علی کل مغتر متکبر فخار و عنید بلید کفار فرمایئے آپ نے یہ کہکر کہ میں نے مصدر وحی سے اتحاد کے جواز کو حاصل کیا اللہ و رسول جل جلالہ و صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر افترا کیا یا نہیں اور اُن وعیدوں کے آپ مستحق ہوئے یا نہیں جو افترا کرنے والوں کے لیے وارد ہوئیں اور کفر یا حرام کا جواز جو اللہ و رسول سے حاصل کرنا بتائے اُس کا حکم کیا ہے اور آپ اُس کے مصداق ہوئے یا نہیں۔ ہم اپنی زبان سے کہیں آپ ہی اپنا حکم بولیں۔ دیکھا آپ نے اھون اب تو ہوئی آپ پر اپنے ہاتھوں اپنی تکفیر روشن۔ فتنہ اندادمنا د ۱۰ اُس نقش پا کے سجدہ نے کیا کیا کیا ذلیل "۔ وہ ہمنے اس اتحاد کی بنا پر اپنے ان بھائیوں کے حقوق سے چشم پوشی کی جو کرتار پور اور آرہ اور شاہ آباد وغیرہ مقامات میں سفاکانہ اور ظالمانہ حرکات کا شکار ہوئے تھے ہم نے بمبئی کے بلوے میں باوجودیکہ ہمارے بھائی بے قصور تھے اُن کے سر الزام لے لیا ہم نے مالابار کے واقعات پر ایک ہی رُخ کے خیالات ظاہر کیے اور غریب موپلوں کے خلاف اظہار نفرت کیا امید ہے کہ ہیچی اور ناک رو حیں مالابار کی ہماری مجبوریوں کا خیال کرکے ہماری جسارت کو معاف کر دینگی "۔ (خطابہ بمبئی اسی الآخرین) کہ جو ہم نے جذبات اسلامیہ کی بنا پر اور انتقامی حالت میں ان سے بعض حرکات سرزد ہونے پر اعتراض کیا۔ گاندھی صاحب اور محمد علی صاحب کے مشورے سے پہلا اعلان دنگر کیے وہی جاتا کہ گاندھی نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے اُس کا اعتبار جاتا

اُس کے اخلاص میں شبہ نہیں) جس پر مولانا آزاد و سبحانی کے بھی دستخط تھے مالابار کے متعلق شائع ہوا اور پھر ملک کے اطراف سے صدائے بازگشت اس اعلان کی ایسی اُٹھی کہ اب تک مظلوم موپلوں کی فریاد ہندوستان کے کان تک نہیں پہنچی ہم نے ملتان اور لاہور اور امرتسر اور دیگر مقامات کے فسادات کو مسلمانوں کے سر منڈھا ان سب کی تفصیل بیکار ہے ان کے علاوہ ہمارے رویہ و مراسم غیر اسلامیہ ادا کیے گئے اور نادانستہ و دانستہ ہمارے بھائیوں نے شرکت کی سنکھ وغیرہ شعائر کفر کا اعلان ہونا ہمارے اتحاد سے ہوا۔ الغرض ؎

اُس نقش پا کے سجدہ نے کیا کیا ذلیل
میں کوچۂ رقیب میں بھی سر کے بل گیا"

ص۱۱ ہمکو عیسائیوں سے وہ نفرت نہیں ہے جو مشرکین سے ہے (محض غلط نماز بانی دعویٰ جس کے کاذب ہونے پر خود آپ کا عمل شاہد۔ آپ کو تو ہندوؤں سے نہ اتنی نہ اُتنی کچھ بھی نفرت نہیں بلکہ آپ تو اُن کے جاں نثار غمخوار ہیں نہ فقط جاں نثار بلکہ ایمان نثار اور آپ تو یہ کہتے ہیں کہ میں اپنے آباء کا مقلد ہوں اُن کو جو باتیں کرتے دیکھا ہے اُن سے میں باز نہیں رہ سکتا نہ اُس سے باز آنے کی کوشش کرتا قرین انصاف ہے اور آپ خود لکھ چکے ہیں کہ ہمارے اکابر کو موالات نصاریٰ سے جس قدر تحرز تھا اُس قدر تحرز ہنود کے ساتھ ہم نے نہیں دیکھا ہے۔ اب یہ آپ اپنے باپ دادا کے عمل کے خلاف کدھر جا رہے ہیں۔ اب یہ آپ کیوں فرما رہے ہیں کہ ہمیں عیسائیوں سے وہ نفرت نہیں ہے جو مشرکین سے ہے۔ یہ اُلٹی گنگا کس لیے بہا رہے ہیں یا غالباً ہندو آپ کے نزدیک مشرک نہیں۔ اور لطف یہ کہ ایک سطر بعد لکھ دیا۔ کہ مشرک ہمارا ساتھی ہے دیکھو اُن کی کتاب فتنۂ ارتداد ص۱۱ حربی خواہ اہل کتاب ہو یا مسلم ہمارا دشمن ہے اور موحد اگرچہ مشرک ہو ہمارا ساتھی ہے یہ معما تو مولوی فرنگی محلی ہی بتائیں کہ مسلم کا حربی ہونا کیا معنے رکھتا ہے یوہیں موحد کا مشرک ہونا۔

یہ اجتماع نقیضین کب سے جائز ہوا) ص۱۱ "مرتد ہمارا دوست کسی طرح نہیں ہو سکتا اور ہم معاملہ کسی طرح اس کے ساتھ نہیں کر سکتے شردھانند نے ہماری ایک تحریر کا اپنی تقریر میں حوالہ دیا ہے کہ سانپ بچھوؤں سے صلح ہو سکتی ہے مگر مرتدین اور مؤیدین ارتداد سے صلح نہیں ہو سکتی ہم اب بھی یہی کہتے ہیں ہمارا مذہب ہے کہ مرتد اگر دین اسلام کی طرف نہ لوٹے تو مسلمان اس کو قابل قتل سمجھیں گے" ص۴۲ "ہر محارب و عدو یہاں تک کہ انگریزوں سے بھی صلح ہو سکتی ہے لیکن مرتدین اور مؤیدین ارتداد سے صلح نہیں ہو سکتی ہے۔ حقیقۃً ہم ہندو مسلم اتحاد سے اس تحریک کو بالاتر سمجھتے ہیں" ص۱۲ جنھوں نے ارتداد کے فتنہ میں حصہ لیا ہے وہ من حیث الاشخاص حربی ہو گئے اور ان کے احکام معاہدین کے احکام نہیں رہے جبتک وہ اس امر کو نہیں چھوڑیں گے اور پھر معاہدہ نہ کرینگے ان سے کوئی صلح نہیں ہو سکتی" (یہ تو تجربہ تھا کہ من طالت لحیتہ طال حمقہ مگر یہ معلوم نہ تھا کہ اتنی درازی ریش کو حافظہ سے بھی بیر ہے دراز ریش را حافظہ نباشد کبھی نہ سنا تھا مگر آج دیکھ رہے ہیں کہیں تو یہ ہے اور کہیں یہ کہ "آریوں نے کوئی قابل الزام بات نہ کی"۔ "ہندوؤں کا اس میں قصور نہیں" "دونوں کو رواداری کرنا چاہیے نہ ہمکو اشتعال ہو نہ ہندوؤں کو" "مجھے امید ہے کہ مسلمان اور ہندو دونوں رواداری سے کام لیں گے اور اس کی وجہ سے اتحاد میں فرق نہ آنے پائیگا" "مجھے اطمینان ہے کہ ملکانے مسلمان ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ مسلمان رہیں گے" فتنۂ ارتداد ص۱۲ "میں بھی کہتا ہوں کہ آریوں نے قابل الزام بات نہیں کی انھوں نے عضو معطل پایا اس کو اور اپنا عضو سمجھکر اپنے جسم میں لگا رہے ہیں مگر میں جانتا ہوں کہ وہ عضو ان کے لیے خوشنما نہیں ہے یہ بھی میں جانتا ہوں کہ وہ ان کے جسم میں لگ نہیں سکتا بلکہ مجھے اطمینان ہے کہ دل سے وہ ملکانے بھی مسلمان ہیں جن کو دنیاوی خواہشوں سے شدھ[۱/۵] کیا گیا ہے یہاں اور

۵/ ہم مسلمان ہرگز آریوں کو شدھ یعنی پاک نہیں کر سکتے ہمارے اسلام نے کفار کو نجس ناپاک اور اشدھ بتایا ماشیہ ۱۲ فقیر عبید الرضا غفرلہ

عادتیں ان میں مشرکانہ تھیں وہاں دو ایک حرکتوں کا اور اضافہ ہو گیا وہ اپنے دنیاوی منافع حاصل کر کے جیسے مسلمان تھے ویسے ہی مسلمان انشاء اللہ رہیں گے" (ان مشرکانہ عادتوں حرکتوں کے ساتھ) انکا نے مسلمان ہیں ہاں جب اُن کے نزدیک مسلم مسلم ہو کر حربی ہو سکتا ہے موحد موحد ہو کر مشرک ہو سکتا ہے تو یہ کیا عجیب ہے کہ مشرک بحالتِ شرک مسلم ہو۔ فرنگی محلی صاحب اگرچہ محمد علی و شوکت علی صاحبان کے پیر ہیں مگر مولوی صاحب کا اس مشہور مقولہ پہ عمل ہے کہ زمانہ اُلٹا ہے۔ پہلے پیر کے مرید متبع و پابند ہوتے تھے اب یہ پیر جی اُن مریدوں کے۔ یہ مولوی صاحب کا محض حال ہی نہیں بلکہ قال بھی ہے اُن مریدوں نے کہا تھا کہ کمیٹی ایک ایسا نیا مذہب بنائے گی جو ہندو مسلم امتیاز اُٹھا دے اور سنگم و پریاگ کو ایک مقدس علامت ٹھہرا دے"۔ وہ دیکھیے مولوی صاحب نے بھی اپنے مریدوں کا اتباع کیا کہ موحد مشرک اور مشرک مسلم ہیں یعنی ۵

من تو شدم تو من شدی من جاں شدم تو تن شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

مسلمانو! آپ نے ملاحظہ کی مولوی صاحب کی حالت سقیمہ آپ نے دیکھی اُن کی عادت لئیمہ۔ اسی برتنے پر وہ تتا پانی تھا کہ اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہٗ کے مؤاخذات اس قابل نہیں کہ اُن کی طرف توجہ کیجائے۔ اُن کے اعتراضات واہیات ہیں۔ کوئی مشکل نہیں کہ اُن کی رد کر دی جاوے اُن کے مطالبات اضحوکۂ اطفال ہیں اب اُن سے کون کہے کہ مولوی صاحب اضحوکۂ اطفال ایسے ہوتے ہیں سفوات واہیات اسے کہتے ہیں۔ نفسانیت وہ نہیں کہ بار بار تصریح فرما دی گئی کہ جو بے غائلہ ثابت ہو ہم اُسے کم کر دینے کو تیار ہیں باقی سے توبہ کا اعلان کیجیے۔ نہایت لجاجت حد درجہ خوشامد فرمائی گئی آپکو یہاں تک

۵ زہے فصاحت ... فصاحت کی ... لکھنؤ والے ... غفرلہ عبید الرضا

تحریر فرمایا گیا کہ آپ توبہ کرلیں آپ اگر توبہ کرلیں تو ہم پر احسان ہوگا۔ آپکی گستاخیوں
گالیوں پر یہ فرمایا کہ میں تو آپ کی تُو کے بھی لائق نہیں۔ نفسانیت یہ ہے کہ
باوجود اس قدر لجاجت کے آپ نہ سخت تنا شدید برتیں تنقیصیں توہینیں
کیں دیانت سے عداوت یہ ہے کہ باوجود اس کے کہ آپ پر حق آفتاب
نصف النہار کی طرح روشن ہوچکا آپ نے توبہ نہ کی۔ خدا سے بے خوفی یہ ہے
کہ حق آشکارا ہو جائے اور آدمی توبہ نہ کرے اصرار علی الباطل ہی رکھے ادھر
اُدھر بھاگتا پھرے تلملائے سٹ پٹائے گھبرائے اور رہ رہ جائے معاصی سے
کسی طرح رجوع نہ لائے۔ یہ ہے تکبر یہ ہے غرور یہ ہے انفت۔ آپ نے دیکھا کہ
کون تا بخانہ پہنچا۔ آپ نے دیکھا کہ کون چوٹی سے گرا۔ آپ نے دیکھا کہ کون
چالیس چلا۔ آپ نے دیکھا کہ کون کروٹیں پر کروٹیں بے چینی سے بدلتا رہا۔ آپنے
دیکھا کہ تکبر کا پیکر غرور و انفت کا مجسمہ کون ٹھہرا۔ آپکو معلوم ہوا کہ کون نالائق و
ناقابل خطاب ٹھہرا۔ آپ نے جانا کہ کس کی نفسانیت زد پر آئی کس نے
مجادلہ کیا۔ آپ نے دیکھا کہ ایرادات قویہ و ادلۂ قاہرہ دیکھکر کون دنگ
رہ گیا ہکا بکا ہو گیا آپ نے کچھ سمجھا کہ کون سخت کذاب فحاش و دریدہ دہن
دین و دیانت حق و حقانیت کا دشمن ہے آپ نے دیکھا کہ کس کا جواب دنداں شکن
ہے شعلۂ جوالہ بلکہ صاعقہ بر دل و جگر افگن ہے کون عقل سے کورا حماقت کا مخزن بجز
خود اپنے ہاتھوں لہولہان کس کا بدن ہے کون ٹھوکر پہ ٹھوکر لگا رہا ہے اور کون
پڑا سسک رہا ہے بُری طرح بلک رہا ہے آپ نے ملاحظہ کیا کہ کس کا گلا ہے
اور کس کی ذوالفقار ہے کس کی گردن ہے اور کس کی تلوار ہے کس کا سر ہے
اور کس کی پیزار ہے کس کا طمانچہ اور کس کا رخسار ہے کس کی آنتیں اور کس کا
خنجر خونخوار ہے کس کے دل و جگر پر کون برق بار ہے کس کا نیزہ کس کے سینہ کے

پار ہے کون کس کی چھاتی پر سوار ہے کس کا کس پر وار ہے کس کی ضرب سے
کون چیختا بار بار ہے کراہتا بیشمار ہے کون کس کی ضرب شدید سے زار و نزار ہے
سخت بے قرار و ناچار ہے مؤاخذات کی شدت مطالبات کی ہیبت سے
کس کو بخار ہے کون پیچھا نہیں چھوڑتا بھاگنے نہیں دیتا کہ اس کی گرفت ابد قرار
ہے اور کون پیچھا چھڑاتا بھاگتا پھرتا ہے کہ اس کے نصیبوں فرار ہے کس کی گالیوں
کی کس پر بوچھار ہے اور کون کوہ تمکین و وقار ہے کون بد مذہبی اور شر کی آفات
کفری مصائب کا شکار ہے کون غمگین ہے کون غمخوار ہے کون معالج ہے کون
بیمار ہے کون کس کے دنیا و دین کے بھلے کے لیے توبہ کا طلبگار ہے اور کون محض
اس مطالبہ کے سبب مطالب سے برسر پیکار ہے کون خیر کا خواستگار ہے اور
کسے معاصی پر ضد ہے اصرار ہے ہٹ ہے عناد ہے استنکاف و استکبار ہے
کسے قبول حق سے انکار ہے آج دنیا کس سے بدظن ہے مخلوق کے نزدیک کون
ناقابل اعتبار ہے کون ہے جس کے وجود سے مسلمانوں کو ننگ و عار ہے کون یزید
پلید کی طرح خدائی خوار ہے کس کے سر پر ابلیس لعین کی طرح الٰہی مار ہے خدائی پھٹکار
ہے۔ ہم کچھ نہ کہیں مگر آپ تو سمجھیں کہ جو حق سے فرار ہے جسے نفسانیت کا روگ
ہے جسے غرور کی بیماری ہے جو تکبر کا روگی ہے جسے الفت کا آزار ہے جس کے
قلب پر سخت شدید غبار ہے جس کا ہندوؤں سے پیار ہے جو مشرکوں کا یار
ہے مرتدوں سے جس کا دولار ہے صلح کل ہے سوائے اہلسنت سب کا دلدار
ہے بادۂ محبت کفرہ سے سرشار ہے جس کے سر میں ان کی الفت کا ہر دم خمار
ہے جس کی ساری عمر قرآن و حدیث گاندھی بت پرست پر نثار ہے وہ کون ہے
ہم اتنا پتا بتاتے ہیں کہ وہ انسانیت کا دعویدار ہے وہ اسلام کا مدعی ہے
مگر تبع و پس رو کفار ہے نسب کا فخر لینا ہے کہ از اولاد انصار ہے عاقل را

اشارہ کافی ست والعاقل تکفیہ الاشارۃ اور وہ کون ہے جس پر فضل رب غفار ہے کرم حضرت ستار ہے فیض احمد مختار ہے جس سے آج باغ سنت گلزار ہے چمن کا سنگھار ہے جس کے دم سے بہار ہے خوب پھلی پھولی پھلوار ہے محب چار یار ہے وہ مطلع انوار ہے صاحب اسرار ہے سنیوں کا پیشوا و سردار ہے دین کا حامی و مددگار ہے خطاپوش خطا کار ہے عیب پوش گنہگار ہے بد مذہبوں سے بیزار ہے اس کا ہر لعین حسد میں گرفتار ہے اور اپنی آتش غیظ و غضب میں خود فی النار ہے بڑی اس کی سرکار ہے اس کا دربار دربار ہے گرامی لقب مجدد مائۃ حاضرہ سے اس کا اشتہار ہے۔ وہ کون ہے سب جانتے ہیں کہ وہ اعلیٰحضرت والا تبار ہے جس پر روز و شب رحمت پروردگار ہے فضل کردگار ہے۔

بھائیو! مولوی صاحب کی قابلیت آپ نے دیکھی مگر یہ مشتے نمونہ از خروار ہے اگر آپ کمالات معنوی کی ابھی اور سیر کرنا چاہیں تو آیئے دیکھیے اگرچہ ضمناً تناقض آپ ملاحظہ کر چکے مگر اب ان کا بیان تفصیل وار ہے۔

فرنگی محلی بدکردار تناقض بیشمار تعارض لگاتار اپنا آپ ہی رد مزیدار

وہی اتحاد بدنہاد سراپا فساد جسے محض ہندوؤں کے لیے مفید بتا چکے اُسے ہندوؤں کے غلبہ کا سبب ٹھہرا چکے اُسی کو فتنۂ ارتداد سے ٹھیس نہ لگنے کیلیے اسی کتاب میں یہ کوششیں ہیں کہ ص۱۱ پر کہا "ہم کو ہندوؤں سے عہد شکنی کی کوئی وجہ نہیں ہے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ فتنۂ ارتداد اُٹھایا ہوا مخصوص جماعت کا فعل ہے" لطف یہ کہ صفحہ دو صفحہ آگے نہیں بلکہ سطر دو سطر بھی نہیں بالکل متصل ہی کہا "ہم جانتے ہیں کہ ہندو سناتن دھرم خصوصاً اس تحریک کے باعث کس قدر

بلا میں آ گئے ہیں ان کی تہذیب اور مذہب دونوں تشریف لیے جا رہے ہیں
ہی لڑائی پہلے کا حاصل یہ ہے کہ صرف آریوں نے یہ فتنہ اٹھایا ہے انھیں سے
ہندو اس میں شریک نہیں اُن سے اتحاد ویسا ہی رہے مسلمانوں کو ہندوؤں سے
لڑنا نہ چاہیے - اور دوسری میں صاف کہدیا کہ ہندو بھی شریک ہیں اور اس تحریک
کے باعث خطرہ میں آگئے ہیں - پھر ص۳۹ پر کہا " ہمارا فرض ہے کہ سیاست کے
میدان میں سیاست دان حضرات کو نبرد آزما ہونا چاہیے اور مذہبی دنگل کے
آپ لوگ پہلوان ہیں آپ لوگوں کو خم ٹھونک کر آجانا چاہیے مگر اس قدر احتیاط
رہے کہ اتحاد میں رخنہ نہ پڑے اور اس مسئلہ کو بالکل علیحدہ رکھا جائے مقابل
ہمارے ہندوؤں کی جماعت نہ سمجھی جائے بلکہ صرف آریہ کے وہی اشخاص مقابل
رکھے جائیں جنھوں نے پیام جنگ دیا ہے اگر احتیاط سے کام لیا گیا تو ہندو مسلم
اتحاد میں بھی تزلزل نہ ہوگا اور فتنۂ ارتداد کا بھی انسداد ہو جائیگا - اتحاد ہمارے لیے
ضروری ہے کیونکہ بدون اس کے خلافت کے مقاصد پر زور نہیں پڑ سکتا ہے اور
بغیر اس کے سوراج نہیں مل سکتا " جسے قبول دیا کہ یہ ساری تگ و دو حصول سوراج
کی خاطر ہے - اتحاد مقاصد خلافت کے لیے ضروری ہے اور خلافت خلافت کی
پکار سوراج کے لیے ہے آریہ کے بھی وہی لوگ مقابل رکھے جائیں جنھوں نے پیام
جنگ دیا ہے - باقی آریوں سے بھی وہی بھائی چارہ رہے - اول تو فتنۂ ارتداد
کا دھڑا ہندوؤں کو بچانے کے لیے صرف آریوں کے سر باندھا پھر دہیں دہیں
نادانستہ ہندوؤں کو بھی شامل کر لیا پھر جو کچھ اتحاد کا نشہ تیز ہوا تو آریوں کے
بھی گنتی کے اشخاص رکھے پھر جو شراب الفت کفرۂ عنود و محبت ہنود بے ہنود کا
خمار اور بھی زائد ہوا تو اس نے گویا اندھا بہرا بنا دیا عقل و حواس سب کھو دیا اپنے
سر و پا کا ہوش نہ رکھا آریہ کے اُن گنتی کے اشخاص پر بھی الزام نہ جاتا انھیں بے قصور

گردانا ملاحظہ ہو صـ۱۲ "میں بھی کہتا ہوں کہ آریہ نے قابل الزام بات نہیں کی انھوں
نے ایک عضو معطل پایا اس کو اپنا عضو سمجھکر اپنے جسم میں لگا رہے ہیں" فرنگی محلی
کا مقصود تو یہ ہے کہ اُن کے چہیتے ہندوؤں نے فتنۂ ارتداد نہیں اُٹھایا اپنے برادران
ہنود پر سے دفع الزام کی سعی باطل میں اتنے بیہوش ہوئے کہ آریوں پر سے بھی الزام اُٹھانے
گئے۔ مگر ازانجا کہ عشق و محبت مجنوں بنا دیتے ہیں اپنی جنونی بڑ میں ہندوؤں پر
الزام مان لیا۔ اگرچہ پھر اُنھیں بے قصور بھی ٹھہرا دیا اسی لیے تو کہتے ہیں کہ نادان
دوست سے دشمن بھلا۔[ف۱] صـ۲۳ پہ کہا "ہندوؤں کا اسمیں قصور نہیں اُنھوں نے
بعض اجزا کو فضول پڑا ہوا دیکھا اپنے میں ملا لیا" نیز صـ۱۲ پہ کہا "ہندو معاہدین سے
میرا کوئی اس وقت تک عہد شکنی کا ارادہ نہیں جبتک کہ وہ خود عہد شکنی نہ کریں
مگر ان کے وہ افراد جنھوں نے ارتداد کے فتنہ میں حصہ لیا ہے من حیث الاشخاص

ف۱ اس کی تصدیق خود فرنگی محلی صاحب کے پیشوا اور رہنما گاندھی نے بھی کر دی جس پر انھوں نے
قرآن و حدیث کی عمر نثار کی تھی جسکے پس رہے تھے ملاحظہ ہو علی گڑھ گزٹ ۱۳ جون ۱۹۲۴ء میں
گاندھی کا مضمون عبد الباری صاحب کے متعلق مجھ سے کہا گیا کہ وہ ہندوؤں کے جذبۂ تعصب
سے بھرے ہوئے ہیں ان کی بعض تحریریں مجھے دکھائی گئیں ہیں جن کو میں سمجھنے سے قاصر ہوں
اور میں نے ان پر سر بھی نہیں مارا اس لیے کہ وہ خدا کی سادہ مخلوق ہیں مجھے ان میں کوئی
پیچ نظر نہیں آتا وہ اکثر بلا سمجھے بوجھے بات کرتے ہیں اور اپنے دوستوں کو مشکل میں ڈالدیتے
ہیں اسی طرح فرنگی محلی کی بلادت اور نادان دوستی پر روشنی ڈالتے ہوئے آخر میں کہتا ہوں مجھے
تسلیم ہے کہ مولانا صاحب خطرناک دوست بن سکتے ہیں اب تو فرنگی محلی بھی اپنے آپ کو
ہندوؤں کا نادان دوست تسلیم کر لیں گے کیونکہ ان کے پیشوا گاندھی نے کہدیا جن کی وقعت
فرنگی محلی صاحب کے نزدیک یہ ہے کہ خود ہی لکھ چکے ہیں جو وہ کہتے ہیں وہی مانتا ہوں یہ ہے
اتحاد کا نتیجہ یہ ہو ہیں روی کا ثمرہ ۲۔ فقیر عبد الرضا محمد حشمت علی قادری رضوی لکھنوی غفرلہٗ

حربی ہو گئے اور ان کے احکام معہد[۱] کے احکام نہیں رہے" ارے فرنگی محلی جی یہ کیا کہہ رہے ہو تمہارے نزدیک تو ہنود اس میں شریک ہی نہیں یہ تم نے ہندوؤں کو کیوں سان لیا اور شریک بھی سہی تو تم نے اُن کی صفائی کر دی تھی کہ فضول پڑا دیکھا اپنے میں ملا لیا ہندوؤں کا اس میں قصور نہیں اب اُن افراد سے کس لیے عہد شکنی پر آمادہ ہو گئے وہ کیوں حربی ہو گئے اُن کے احکام معاہد کے احکام تمہارے نزدیک کیوں نہ رہے - دیکھو تمہارے مہاتما جی پیکر[۲] اخلاص گاندھی

---

[۱] کذا مجلہ ۱۲ ص ۵ [۲] دیکھو خطبۂ ارشاد ص ۲۹ گاندھی صاحب کو میں محسوس کر رہا ہوں ان کی تعریف اس سے زیادہ نہیں کر سکتا کہ وہ پیکر اخلاص گاندھی مہاراج ہیں ان کی بھولی بھولی باتیں یاد آتی ہیں اُن کا اثر جیسا پڑتا تھا ویسا آپ لوگوں میں بڑے سے بڑے شخص کی تقریر کا بھی نہیں پڑتا - دوسرے لالہ لاجپت رائے یاد آتے ہیں جن کا جسم آمیز تدبر وہ کام کرتا تھا جو کوئی دوسرا اپنے لکچر وغیرہ سے نہیں پیدا کر سکتا آگے کہا یہ لوگ اس مرتبہ پر کیوں تھے ان کو خلوص کے ساتھ محض رضامندی خدا کی غرض سے اصلاح ملک کا خیال تھا وہ کا دھرم (سوراج) کے لیے چندہ لیتے تھے اپنی غرض شامل نہیں ہوتی تھی یہاں تک تو اُن کفار کی ایسی مدح و تعریف تھی جو کذب و حرام تھی مگر فرنگی محلی صاحب کی زبان بے کلامِ کفر یہ بکے اور اُن کا چہیٹ بے کفرلگے کب بار ہے ع چھٹتی نہیں ہے کوئی بھی عادت پڑی ہوئی -

آگے کہہ یا یہی امور ہیں جن کے ہونے سے مجلس باعث خیر و برکت ہوتی ہے لا خیر فی کثیر من نجوٰھم الا من امر بصدقۃ او معروف او اصلاح بین الناس ومن یفعل ذلک ابتغاء مرضات اللہ فسوف نؤتیہ اجرا عظیما آپ حضرات سے توقع ہے کہ آپ ان کے اخلاف ہو جیسے انھیں کے اوصاف اختیار کیجیے کفار جس مجلس میں شریک ہوں اُس مجلس میں خیر و برکت ہو گی یا وہ محل محل لعنت اُس آیہ کریمہ کے مصداق گاندھی و لاجپت رائے کو بتانا یہ کہنا قرآن عظیم پر کتنا سخت ظلم شدید و ضلال بعید ہے - پھر مسلمانوں سے یہ کہنا کہ آپ ان کے اخلاف ہوں ان کے اوصاف اختیار کریں کتنی عظیم بدخواہی مسلمین ہے انصاف سے کہیے کہ کافر کا خلف کون ہو گا اور اُس کے اوصاف کو کون پسند

[illegible]

مہاراج خفا ہو جائیں گے۔ تمہاری اس حرکت پر کس قدر لعنت ملامت کرینگے اس ص ۱۱ پر تو یہی تھا کہ معدود چند افراد جنھوں نے فتنۂ ارتداد میں حصہ لیا ہے وہ حربی ہو گئے معاہد نہ رہے اب ص ۴۲ ملاحظہ ہو وہاں کہا "ہندو چاہے رئیس ہوں یا غریب موالاتی ہوں یا تارک موالات بظاہر اس مسئلہ میں ایک ہی رائے رکھتے ہیں" یعنی ہندوں کا کوئی فرد ایسا نہیں جو اس فتنہ میں شریک نہو۔ بحالت جنون لکھنے کو تو یہ لکھ گئے مگر گاندھی جس کی مولوی فرنگی محلی صاحب بڑی عزت[ف۱] کرتے ہیں جو مولوی صاحب کا محبوب و محسن ہے اس کی محبت و احسان و عزت یاد آ گئے لہٰذا پھر پہلو بدلا اور کہا ص ۱۵ "کیا شردھانند کا فعل ہندوؤں کا فعل ہے شردھانندجی کیا ہندوؤں کی اکثریت کے قائم مقام ہیں یا وہ کسی ایسی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں جن کو اصل ہندو کہا جا سکتا ہے وہ نہ تو ہندوؤں کے قائم مقام ہیں نہ کسی بڑی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں وہ اپنے کو آریہ کہتے ہیں جن کی تعداد بہت تھوڑی ہے وہ بائیں کٹھ

ف۱ ملاحظہ ہو فتنۂ ارتداد ص ۳۵ میں گاندھی صاحب کی بڑی عزت کرتا ہوں۔ برعکس حکم قرآن اور پھر ہیں کھرے مسلمان۔ اسی صفحہ پر کہا لیکن جب تک وہ (گاندھی) شرک کی آلودگی میں ہیں جس کو خدا ظلم عظیم کہتا ہے کیونکر میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ سلطنت ظالمہ سے ملک کو بچا سکیں گے۔ پھر تو آپ کی ساری عمر قرآن و حدیث جو اس پر نثار کی تھی بالکل رائیگاں گئی۔ خسر الدنیا والاخرہ۔ آگے کہا مگر ان کو ظالم کہنا ایسا ہی ہے جیسا کوئی شاعر اپنے محبوب کو ظالم کہتا ہے۔ (اس کلمۂ خبیثہ کی شناعت پر مسلمان تو بیشمار لعنت برسائیں گے۔ مگر دکھانا یہ ہے کہ مولوی صاحب پر گاندھی کی محبت کا جنون کیسا سوار ہے آگے کہتے ہیں) لیکن ان کی محبت میں محض قرآنی کو میں بھول نہیں سکتا"، ساری عمر قرآن و حدیث اس پر نچھاور کر کے پھر یہ کہنا مولوی صاحب ہی کہیں کہ مجنونانہ بڑ نہیں تو کیا ہے۔

ف۲ فتنۂ ارتداد ص ۳۸۔ ان (گاندھی) کے احسان کی وجہ سے مجھے ان کے ساتھ غیر اختیاری محبت ہو۔

ہندوؤں کی جماعت نہیں کہی جاسکتی ہے اگر یہودی مسلمان ہو سکتے ہیں اور عیسائی یہودی اور مسلمان سب ملکر مسلمان کہے جاسکتے ہیں تو آریہ بھی ہندو کہے جانے کے مستحق ہیں آریہ بہت سی مقدس کتابوں کو نہیں مانتے ہندوؤں کے طریقۂ عبادت شادی اور غمی قوانین معاشرت سب کے مخالف ہیں" (الی ان قال) "دیکھنا یہ ہے کہ سناتن دھرمی اور جینی سب ملکر مسلمانوں سے لڑنا چاہتے ہیں یا صرف شردھانندجی اور اُن کی جماعت جیساکہ تحقیقی طور پر معلوم ہوا ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ صرف آخرالذکر جماعت کے یہ کرشمے ہیں" (یہ خوب کہی کہ اگر عیسائی یہودی سب ملکر مسلمان کہے جاسکتے ہیں تو آریہ بھی ہندو کہے جانے کے مستحق ہیں۔

تو افضلیوں وہابیوں نیچریوں ندویوں غیرمقلدوں قادیانیوں چکڑالویوں دیوبندیوں گاندھویوں سے کیوں کنی بچائی۔ کیا اگر ہندوؤں کے خلاف ان فرق باطلہ میں کوئی کارروائی کرے تو ہندو تمہاری طرح یہ کہکر اپنے ہم مذہبوں کو بٹھا دینگے کہ یہ کام مسلمانوں نے نہیں کیا بلکہ قادیانی نے یا دیوبندی نے یا نیچریوں نے یا گاندھویوں وغیرہم نے کیا ہے۔ اور وہ ہرگز مسلمان کہلانے کے مستحق نہیں اگر یہودی عیسائی مسلمان کہے جاسکتے ہیں تو یہ لوگ بھی مسلمان کہے جاسکتے ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ حنفی شافعی مالکی حنبلی یہ سب ہندوؤں سے لڑنا چاہتے ہیں یا صرف فرق ضالہ جیساکہ تحقیقی طور پر ہمیں معلوم ہوا ہے کہ صرف اول الذکر جماعتوں کے یہ کرشمے ہیں۔ ہر عاقل بے تامل کہے گا کہ ہندو ہرگز ایسا نہ کہیں گے بلکہ یقیناً اُن فرق مبتدعہ کی ہر کارروائی کو وہ مسلمانوں کے سر تھوپیں گے۔ یہ محض غلط ہے کہ پہلے کبھی "ہر ہندی النسل غیر مسلم مسلمانوں کے مقابلہ میں ہندو تھا اور اب ایسا نہیں ہے" بلکہ یقیناً جیسا لفظ مسلمان ہر مسلمان صورت پر اُن کی نظر میں صادق ہے یونہیں ہندو ہر ہندو صورت پر اُن کی اور مسلمانوں سب کی نظر میں خواہ وہ کسی مذہب کا ہو۔

منہ۔ شہ مظفر نگری صاحب کا پیٹ کیونکر بھرتا نہیں بھرتا یہاں ہندوؤں کا نام ہی کو آمیز ترک اللہ ناپاک کتابوں کو مقدس لکھ مارا زنی محلی صاحب نوازش کیا کفری دنیا کہلا کر کہا ... کہنا کفر نہیں ... نعم صہیبد الرحمن

ہندؤوں کی مذہبی کتابوں کو جن میں کفر و شرک بھرا ہوا ہے مقدس کہنا ایسے ہی شخص کا کام ہے جس نے اپنی ساری عمر قرآن و حدیث بت پرست پر نثار کر دی ہو۔ مسلمان تو اُسے کفر جانتے ہیں۔ یہاں تو اپنے محبوب گاندھی کی محبت میں یہ کہا مگر حافظ نہا شد کی ملت نے پھر صلا پر گاندھی کے احسان کو بھلا دیا عزت و محبت کو طاق نسیاں پر بٹھا دیا اور فرنگی محلی سے کہلوا دیا کہ "اب سناتن دھرمیوں نے بھی شدھی [ص۵] رواکر دی جس سے خفیف العقل جاہل نو مسلم اپنے قومی گروہ کے بہکانے میں آجاتے ہیں۔"

یہی نہیں کہ ہندؤں کے نزدیک اشدھی روا ہے بلکہ وہ اُس میں کوشاں اور سرگرداں بھی ہیں ملکانوں کو آریوں کے بہکانے سے اتنا ضرر نہیں پہنچا جتنا ہندوؤں کے بہکانے سے وہ خفیف العقل ہندؤوں کے بہکانے میں آجاتے ہیں) [ص۲] پر کہہ چکے تھے کہ "سناتن دھرمی اپنے جذبات مذہبی کے خلاف اس شدھی کی تحریک میں آریوں کے قدم بقدم ہیں" اور ساڑھے چھ صفحے بعد ہی نسی ما قلت بلا ۱ھ ص۱۱ پر وہ کہا ہمکو ہندوؤں سے عہد شکنی الخ اور ص۱۵ پر لکھ چکے تھے کہ "صرف آخرالذکر جماعت کے یہ کرشمے ہیں اور دوسرے فرقے کے ہندو یا مسلمان اگر حصہ لے رہے ہیں (عجیب اشدھی میں مسلمان حصہ لے رہے ہیں۔ مگر ہے یہ کہ خود گفتہ و خود نا کر چیست۔ آپ کو اس میں کچھ شک ہو تو فرنگی محلی جی سے اس کا مطلب دریافت کر دیجیے اور دوسرے فرقہ کے ہندو کہکر اپنا خود رد کر لیا وہ جو کہا تھا کہ آریہ ہندو نہیں اب اُسے غلط کر دیا مان لیا کہ ایک فرقہ ہندؤوں کا وہ ہے اور اُس کے سوا دوسرے فرقے اور ہیں) تو اُن کی یہ غلط فہمی ہے یا کوئی محرک ہے جو اُن کو اپنے دھرم اور مذہب کے خلاف اُبھار رہا ہے" اور چند سطر بعد ہی وہی نسی ما قلت بلا ۱ھ صاف لکھ دیا "ہم چند اشخاص کی بے احتیاطی سے اپنے معاہدین کو چھوڑ نہیں سکتے ہیں ہمارا فرض ہے کہ ایک قلیل جماعت آریہ کی تحریک جو شدھی کے ذیل میں ہندو مسلم اتحاد کو

فنا کرنا چاہتی ہے اس کے دبانے کی پوری فکر کریں اور دیگر ہندو اقوام سے اس بہتر کام میں مدد لیں ہمکو یقین ہے کہ وہ ہماری ضرور مدد کریں گے"۔ یہ تو اوپر آپ معلوم کر چکے ہیں کہ فرنگی محلی کے نزدیک اہل اسلام کو مرتد ہونے سے بچانے میں اس وقت زیادہ تبلیغ کی ضرورت نہیں پھر جو وہ اشدھی کی روک تھام کے لیے کہہ رہے ہیں اس کی ایک وجہ تو اوپر گزری دوسری اب یہاں اُنھوں نے فرمائی کہ ہندو مسلم اتحاد کو ٹھیس نہ لگے۔ اور اس اتحاد کی نسبت یہی فرنگی محلی وہ کہہ چکے ہیں کہ اس سے مسلمانوں میں مذہبی ضعف آجانے کا اُنھیں یقین ہے اور مذہبی ضعف اُن کے نزدیک کفر ہے تو اتحاد کفر ہوا اور کفر کے قیام کی فکر و کوشش کفر اور اُس کوشش و فکر کو فرض کہنا ڈبل کفر۔ پھر کفر سے بدتر اور کیا کام ہوگا جب فرنگی محلی صاحب کے مونھ اتحاد کفر ہوا تو وہ بدتر ہوا اُسے بہتر کہنا دوسرا کفر ہوا۔ اور ایسے سے اس کی کیا شکایت کہ وہ اُن کفار سے بھلائی کی فقط امید ہی نہیں رکھتا بلکہ یقین رکھتا ہے جن کی نسبت قرآن عظیم فرما چکا لا یألونکم خبالا ودوا ما عنتم قد بدت البغضاء من افواههم وما تخفی صدورهم اکبر قد بینا لکم الآیٰت ان کنتم تعقلون ٥ وہ تمہاری نقصان رسانی میں کمی نہ کریں گے بیشک اُن کے مونھوں سے دشمنی ظاہر ہو چکی اور وہ جو اُن کے سینوں میں دبی ہے اور بڑی ہی لاریب ہم نے تمھارے لیے نشانیاں ظاہر فرما دیں اگر تمھیں سمجھ ہو۔ کہیں تو یہ ہے کہ ص۳۳ اتحاد کے خیال سے احتراز نہ کرنا چاہیے ص۳۹ اتحاد ہمارے لیے ضروری ہے ص۳۸ اتحاد مذہب کی رو سے جائز ہی ص۴۶ میں ہندو مسلم اتحاد کا حامی ہوں ص۵ ہندو مسلم اتحاد اچھا ہی ص۲۹ اسقدر احتیاط رہے کہ ہندو مسلم اتحاد میں رخنہ نہ پڑے اس مسئلہ کو بالکل علٰحدہ رکھا جائے۔ اور کہیں یہ کہ ص۲ میں ہندو مسلم اتحاد کا مخالف تھا مجھے یقین تھا اور ہے کہ الخ ص۳ ہندو مسلم اتحاد اُسی وقت فائدہ بخش ہو سکتا ہے جب ہندوستان میں جمہوریت عامہ قائم ہو جائے حکومت ایسا

سبق دینے والی ہے کہ کبھی اس جمہوریت کا خواب بھی مسلمان نہ دیکھیں الخ ص۳۵ ذلیل اور عزیز کی محبت نہیں نبھتی ص۳۵ ذلیل اور عزیز کی محبت نبھتی نہیں ہے ہندو کیونکر بہت دن تک محبت نبھائیں گے دیکھئے کہ وہ بات سامنے آگئی (مسلمانوں کو ذلیل کہنا اور ہندوؤں کو عزیز بتانا قرآن عظیم کا عکس ہے وہ فرماتا ہے للہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین عزت تو صرف اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں ہی کیلیے ہے اور فرماتا ہے اولئك فی الاذلین ٥ کافر ہی سخت ذلیلوں میں ہیں مگر جب عزو قرآن و حدیث بت پرست پر نثار کر دی تو آپ ہی قرآن کے برعکس کہا چاہیں) ص۳۲ اتحاد کہاں رہا اتحاد تو گاندھی اور لالہ لاجپت رائے کی موجودگی تک تھا اب نہ تو مسلمان قربانی دینے کے لیے تیار ہیں نہ ہندو تنگ دلی چھوڑنے کو آمادہ ہیں اتحاد کے بہتر ہونے میں شک نہیں مگر بنا اس کی گر گئی ہے گویا اتحاد کا حسن و جمال جاتا رہا ایک آنکھ کور ہوگئی درد پیدا ہوگیا۔ ص۳۹ یہ خیال نہ کیجیے کہ اس وقت سیاسی گروہ آپ کے مخالف ہوگا ہندو مسلم اتحاد ٹوٹے گا میرے نزدیک یہ مسئلہ اتحاد سے بالاتر ہے ص۴۷ ہم ہندو مسلم اتحاد کو اس وقت تک جب تک زیر سایہ برطانیہ ہندوستان ہے ہندوؤں کے لیے مفید اور مسلمانوں کے لیے غیر مفید سمجھتے ہیں ص۴۸ ہم کسی ایسے سوراج کو پسند نہیں کر سکتے جسمیں ہمارا مقصد حاصل نہ ہو اور کسی ایسے اتحاد کے حامی نہیں جس سے ہمارے مذہب کو کوئی فائدہ نہ ہو بلکہ نقصان ہو ص۴۸ ہم ہندو مسلم اتحاد سے اس تحریک کو بالاتر سمجھتے ہیں۔

ص۳ پر کہا تھا کہ گاندھی صاحب کے اخلاص میں شک کی گنجائش نہیں" نیز ص۱۲ پر تھا "گاندھی صاحب پر میں نے اعتبار کیا ان سے کوئی امر ایسا ظاہر نہیں ہوا جس سے ان پر اعتبار نہ رہے۔ یہی خیال مہر لاجپت رائے کے متعلق ہے" ص۲۹ پر کہا پیکر اخلاص گاندھی مہاراج" نیز اسی صفحہ پر کہا ان کو خلوص کے ساتھ محض رضامندی خدا کی غرض ہے اصلاح ملک کا خیال تھا وہ جو کچھ کہتے تھے احکام اسلامیہ کے مطابق عقل کے موافق ہوتا تھا کافر اور خلوص کا دعویٰ خدا کی رضامندی کافر نے جو کچھ کہا مطابق احکام اسلام ہے۔ وہ گائے کی قربانی بند کر دینے کو کہتا ہے آپ کے نزدیک یہ بھی مطابق حکم اسلام ہے ہاں آپ کے نزدیک کیوں نہ ہوگا آپ تو گائے کے گوشت کو مردار کہہ چکے مثل سوئر ٹھہرا چکے۔ اور صریح اسلام میں حرام تو حرام شے کی قربانی؟

آپ ہی حرام بلکہ کفر۔ وہ کہتا ہی کہ ہندو مسلمان متحد ہو جائیں کیوں حسب منشا یہ اتحاد بھی اسلامی حکم کے مطابق ہی
ہاں مگر آپ کیوں نہ کہیں گے آپ کے نزدیک تو اجتماع نقیضین جائز ہی آپ کہہ چکے ہیں کہ موحد اگرچہ
مشرک ہو ہمارا دوست ہی۔ وہ ایک نیا مذہب بنانا چاہتا ہی جو ہندو مسلم امتیاز اٹھا دے اور سنگم پریاگ
کو مقدس متبرک علاقہ ٹھہرا دے کیوں حسب منشا یہ باتیں بھی مطابق احکام اسلام ہیں مگر آپ اسکا کیوں انکار کرینگے
جبکہ آپکے نزدیک وہ سب مطابق ہیں یہ بھی مطابق ہونگی۔ یہ کلمہ خبیثہ جیسا کچھ ملعونہ ہی مسلمان قلوب جانتے
ہیں ہمیں تو یہاں صرف تناقض دکھانا ہی۔ یہاں تو یہ تھا کہ گاندھی ایسے ہیں ویسے ہیں انہوں نے
کوئی ایسی بات نہیں کی جس سے اُن کا اعتبار جاتا۔ اور صفحہ ۱ پر کہدیا کہ "گاندھی جی حسب منشا کے مشورہ سے
پہلا اعلان مالابار کے متعلق شائع ہوا اور پھر ملک کے اطراف سے صدائے بازگشت اس اعلان
کی ایسی اُٹھی کہ اب تک مظلوم موپلوں کی فریاد ہندوستان کے کانوں تک نہیں پہنچتی"
ص ۳۰ "میں جب مسلم نگر پہنچا تو میں نے وہاں جاکے دیکھا کہ گاندھی خلافت و مسلم لیگ سے
برسرپیکار ہیں" کیوں صاحب آپ تو کہتے تھے کہ پیکر اخلاص گاندھی مہاراج نے کوئی ایسا
کام نہ کیا جس سے اُن کا اعتبار جاتا اب اُس کے اعتبار اُس کے خلوص کی خبریں کہیے مسلم
لیگ بیچاری سے ہمیں بحث نہیں مگر خلافت کمیٹی سے گاندھی کا برسرپیکار ہونا کیا آپکے نزدیک
یہ خلوص ہے کیوں صاحب یہی اعتبار کی باتیں ہیں اور ہاں یہ بھی کہیے کہ یہ بھی خدا کی
رضامندی کے لیے اُس نے کیا اور یہ کہ یہ بھی مطابق احکام اسلام ہے ولاحول ولا قوۃ الا
باللہ العلی العظیم۔

مسلمانو سچ فرمایا جس نے فرمایا کہ خدا جب دین لیتا ہے عقل و حیا پہلے چھین لیتا ہی
اللہ تعالیٰ نے توفیق توبہ و استقامت بر توبہ عنایت کرے وصلی اللہ تعالیٰ وبارک
وسلم علی خیر خلقہ و نور عرشہ سیدنا و ناصرنا و ماوانا وملجانا محمد وعلی آلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ
وعبدہ حضرۃ الشیخ مولانا احمد رضا وعلینا وعلی سائر اخواننا الی یوم الجزاء

تمّت

اس کتاب کا اِجرا

بتاریخ ۲۵ر صفر المظفر ۱۴۴۰ھ مطابق ۴ر نومبر ۲۰۱۸ء
بروز یک شنبہ

زیر عاطفت **حضرت مولانا محتشم رضا خاں صاحب**
صدر اعلیٰ حضرت ٹرسٹ بریلی شریف

بمقام

کاشانۂ نوری، ۹۱۔ سوداگراں، نزد درگاہِ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف۔
243001 یوپی
منعقد ہوگا۔ احباب سے شرکت کی پر خلوص گذارش ہے۔

Published by
RAZA-E-KHWAJA PUBLICATIONS
Masjid Ahle Sunnat Ghousiyan, Delhi Gate, Ajmer Shareef
Contact : 9414355399, 01452623012
Distributed by
SUNNI PUBLICATIONS
2818/6, Gali Garhaiya, Kucha Chelan, Darya Ganj
New Delhi-110002, Mob.: 9867934085

Rs. 180/-